راسپوٹین

شکیل

شاھد مختار

حیدرآباد
پریس کلب
15052001

راسپوٹین

"زندگی کی حقیقت کو پانا ہی زندگی ہے۔ زندگی کے یہ چند سال دائمی زندگی کی ایک گھڑی کے برابر بھی نہیں۔ دنیا کی یہ چند روزہ زندگی اپنے تمام ساز و سامان کے ساتھ ایک خواب ہے اُس بیداری سے پہلے سے پہلے کا خواب جسے ہم موت سے تعبیر کرتے ہیں اور اُس سے ڈر کے رہتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود مجھے مارنے والے کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے ان کے ہاتھ اتنے لمبے نہیں کہ میری گردن تک پہنچ سکیں۔"

راسپوٹین

راسپوٹین

شاہد مختار

شاہد پبلشرز اینڈ بک سیلرز
چوبرجی سنٹر ملتان روڈ لاہور فون: ۷۴۱۹۹۶۳

زندہ کتاب کی علامت

جملہ حقوق بحق مصنف و ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	راسپوٹین
مصنف	شاہد مختار
ناشر	شاہد پبلی کیشنز چوبرجی سنٹر ملتان روڈ لاہور
مطبع	المطبعۃ العربیہ
ٹائیٹل	احسان الٰہی صدیقی
قیمت	90 روپے

فہرست

۱۔ پیش لفظ	۷
۲۔ ابتدائیہ	۹
۳۔ راسپوٹین سے پہلے کا روس	۱۴
۴۔ راسپوٹین کی جائے پیدائش	۳۳
۵۔ راسپوٹین پیدائش سے بلوغت تک	۴۳
۶۔ راسپوٹین کی ماورائی علوم کے حصول میں کامیابی	۴۹
۷۔ راسپوٹین کی سنیاسی راہب ماکاری سے ملاقات	۵۵
۸۔ راسپوٹین کی چلہ کشی اور فلسفہ "گناہ کے ذریعہ نجات" کا پرچار	۵۸
۹۔ راسپوٹین کی مذہبی و سیاسی زندگی کا آغاز	۶۷
۱۰۔ راسپوٹین کی شاہی محل میں آمد اور بیمار شہزادے کا علاج	۷۵
۱۱۔ راسپوٹین کی شاہی محل میں واپسی اور سینٹ پیٹرز برگ میں قیام	۹۱
۱۲۔ راسپوٹین کے جنسی تعلقات اور شخصیت کے نفسیاتی پہلو	۹۵
۱۳۔ راسپوٹین کی ملکی معاملات میں مداخلت	۱۱۹
۱۴۔ راسپوٹین کے خلاف محلاتی سازشیں	۱۴۰
۱۵۔ راسپوٹین کا قتل اور زار روس کی حکومت کا خاتمہ	۱۴۹

انتساب

دھوپ سے چاندنی کشید کرنے اور سنگریزوں
سے آئینے تلاش کرنے کے فن کے ماہر

سعید اللہ صدیق کے نام"

جو وسیع تر انسانی جذبوں، رابطوں اور رشتوں کے
مالک ہونے کے علاوہ جبّوں اور عماموں کے اس
دور میں بھی "تعمیر انسانیت" کے لئے کوشاں ہیں۔

شاہد مختار

پیش لفظ

الحمد اللہ میری آٹھ کتابیں چھپ چکی ہیں اور زیر نظر کتاب "راسپوٹین" میری نویں کتاب ہے جس کے چھپنے کے ایک ہفتہ بعد میری دسویں کتاب "فاطمہ جناح سے نواز شریف تک" بھی ملک بھر کے بڑے بڑے بک سیلرز کے پاس موجود ہوگی۔ "شخصیات" کے حوالہ سے یہ میری چوتھی کتاب ہے۔ اس سے قبل ہٹلر، الیگزینڈر دی گریٹ اور نپولین دی بونا پارٹ آپ کی نظر سے یقیناً گذر چکی ہوگی۔ انشاء اللہ منفرد اسلوب، پُرلطف تحریر اور پُرمغز تحقیق کے باعث گذشتہ کتابوں کی طرح یہ کتاب "راسپوٹین" بھی تاریخی حوالہ سے گراں قدر سرمایہ ثابت ہوگی۔

انجیل متی میں حضرت مسیح علیہ السلام کی پیشنگوئی موجود ہے کہ "میرے بعد جھوٹے مسیح اٹھ کھڑے ہوں گے" راسپوٹین کا شمار بھی اُن خانہ ساز نبیوں میں ہوتا ہے جس کی شہرہ آفاق فتنہ انگیزیوں سے خلقِ خدا خسرانِ ابدی کی لعنت میں گرفتار ہوئے، ارباب کلیسا آنکھیں بند کیے خسران ابدی کے بحر تلاطم میں غوطہ زن رہے اور اُس کے کذب و زور کے آگے دنیا کی عظیم سلطنت روس سر تسلیم خم رہی۔ تاریخ کے اوراق میں یہ پُراسرار شخصیت ایک طرف تو عیسیٰ دوراں ہونے کا دعویٰ رکھتی ہے اور دوسری طرف بہت ہی عجیب، فحش اور بے ہودہ فلسفہ "گناہ کے ذریعہ نجات" کا پرچار کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔

"راسپوٹین" ہر دور میں کسی نہ کسی حوالہ سے موضوع گفتگو رہا ہے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اُس کا فلسفہ "گناہ کے ذریعے نجات" درحقیقت فحاشی و عیاشی کا دوسرا نام تھا۔ جسے وہ مذہبی پناہ میں فروغ دینا چاہتا تھا۔ کچھ لوگوں کے نقطۂ نظر میں وہ ایک خطرناک بیماری ہیمو فلیا کا معالج تھا اور وہ شہزادہ الیکسی کے علاج کے بہانے شاہی خاندان کا نہ صرف محسن بنا بلکہ اُن کی مجبوری بن گیا اور یہی مجبوری بالاخر اُن کی حکومت کے خاتمہ کا سبب بنی۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ ٹیلی پیتھی اور ہپناٹزم کا ماہر تھا جس

کے سبب غیر معمولی خوبصورت عورتیں اُس پر فریفتہ رہتی تھیں اور ملکہ روس بھی اُس کی گرویدہ تھی۔ یہ شخص سحر و کہانت میں یدِطولیٰ رکھتا تھا اور خود کو مدعیانِ غیب دانی میں شمار کرتے ہوئے لوگوں کو غیب کی خبریں اور مستقبل کے حالات بتاتا تھا۔ اس لئے لوگ اُسے "ساحرِ اعظم" کا نام بھی دیتے ہیں۔ چونکہ وہ روس کے سیاسی، اقتصادی اور فوجی معاملات میں بھی برابر کا شریک رہا اس لیئے کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اُس وقت حقیقی معنوں میں وہی روس کا حکمران تھا۔ میری ذاتی رائے میں راسپوٹین درحقیقت ایک شخصیت کا نام نہیں بلکہ اُن تمام مضامین کا مجموعہ ہے جو پُراسراریت کی دبیز تہ تلے پنہاں ہیں۔ میں نے کوشش کی ہے کہ تحقیق کے ذریعے اُس کی پُراسراریت کی چادر کو چاک کر کے حقائق کو آپ کے سامنے لاؤں۔

گو کہ انگریزی ادب میں اِس پُراسرار شخصیت پر کافی کام ہو چکا ہے لیکن اردو میں اِس شخصیت پر خاطر خواہ مواد موجود نہیں ہے۔ چنانچہ اس امر کے لیئے میں نے انگریزی اَدب سے اگرچہ استفادہ حاصل کیا ہے مگر یہ تصنیف کسی طور بھی کسی انگریزی کتاب کا ترجمہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ کتاب اُن حقائق کا مجموعہ ہے جس کے لئے مجھے ایک عرصہ تک عرق ریزی کرنی پڑی ہے۔ اس کتاب میں پہلی دفعہ راسپوٹین کی زندگی کے سیاسی پہلو پر بھی سیر حاصل بحث کی گئی ہے اور اُن محلاتی سازشوں کی مکمل روئیداد بیان کی گئی ہے جو اُس کے خلاف کی گئی تھیں اور یہی چیز دراصل اس کتاب کا طرۂ امتیاز ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ آپ میری اِس کاوش کو بھی پسند فرمائیں گے۔

شاہد مختار

ابتدائیہ

"لوگ مجھے جادوگر کہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ میں صرف شہروں کو خاک کے تودوں، آبادیوں کو لق و دق صحرا اور بارونق ملکوں کو ہولناک قبرستان بنا دینے کی صلاحیت رکھتا ہوں مگر وہ یہ نہیں سمجھتے کہ میں بہترین تعبیر گو اور عیسیٰ دوراں ہوں۔ پُراسرار روحانی طاقتوں اور قوتوں کا مالک ہوں۔ اللہ نے مجھے ہدایت کار بنایا اور امن و نجات کی کلید میرے ہاتھ میں دی ہے دنیا و آخرت میں میرا مقام بہت بلند ہے اور میں خدا کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں"

یہ الفاظ چھ فٹ دو انچ قد کے اس گرانڈیل روسی راہب کے ہیں جسے دنیا راسپوٹین کے نام سے جانتی ہے۔ اس نے بیک وقت الوہیت، نبوت اور مسیحیت کا دعویٰ کر کے عالم مسیحیت میں نہ صرف ہلچل مچا دی بلکہ اس کے فتنہ کو عالمگیر شہرت و نمود بھی حاصل ہوئی۔ اس نے مسیحیت کے اصول اپنا کر ان میں الحاد و زندقہ کی آمیزش کی۔ شرعی تکلیفات اور پابندی احکام کی تلخ کامیوں سے آزاد، عامیانہ اور رندانہ مذہب و مسلک کی بنیاد ڈالی جو خواہشات کے حبس و احتراز سے بے نیاز تھا۔ اس نے توالدو تناسل کو فطرتاً آزاد اور عقد مناکحت کو محصور و مجبور قرار دیا۔ لوگ غیب کی خبریں اور مستقبل کے حالات معلوم کرنے کے لئے اس کی طرف رجوع کرتے اور اسے قبلہ حاجات اور مرجع انام مانتے۔ وہ سحر و کہانت اور شعبدہ گری میں ید طولیٰ تھا۔ اسے القائے شیطانی کی بدولت بعض امور غیبیہ کا علم ہو جانے کے باعث عامۃ الناس اس کی کمند خدع میں مکمل طور پر جکڑے ہوئے تھے۔

انتہائی غلیظ ہونے کے باوجود لوگ اسے "مقدس باپ" کہتے۔ وہ غسل نہیں کرتا تھا، اس کے بدن سے سخت بدبو آتی تھی، اس کے لمبے لمبے ناخنوں میں میل بھرا رہتا تھا، اس کی داڑھی کے بال آپس میں جمے رہتے تھے لیکن لوگ اسے شب بسری کے لئے

اپنے ہاں مدعو کرتے، غیر معمولی خوبصورت عورتیں اس کے انتظار میں راتیں تڑپ تڑپ کر گزارتیں، حسین و جمیل، نوخیز، سحرطراز، دلنواز اور پری زاد دوشیزائیں اس کی ملاقات پر فخر محسوس کرتیں اور اس کے ایک اشارے پر قربان ہونے کو تیار رہتیں۔ زارِ روس اس کی ہر خواہش کا احترام کرتا اور اسے اپنا عزیز ترین دوست کہتا۔ ملکہ الیگزینڈر اس کے اشارہ چشم و اَبرو پر چلتی۔ اس کے کپڑے بڑے پیار سے اپنے ہاتھوں سے سیتی، ان پر بیل بوٹے کاڑھتی اور کھانے کے وقت اپنے مرمریں ہاتھوں سے لقمے بنا بنا کر اس غلیظ شخص کے منہ میں ڈالتی۔ اُس نے اس کے فرمودات کو وحی الہٰی سمجھتے ہوئے زریں البم میں سجا کر آخری وقت تک سینے سے لگائے رکھا۔ وہ اس کے فلسفہ "گناہ کے ذریعے نجات" کو ابلیس کی ترغیب کے خلاف جد و جہد قرار دیتی ملکہ کے نزدیک وہ فرستادہ خدا اور شاہی خاندان کا خدائی محافظ تھا۔ شاہی محل کی تمام کنیزیں، ملکہ کی خوبصورت سہلیاں، خاندان شاہی کی تمام بیگمات اور ملک بھر کی فلمی اداکارائیں اس کی گرویدہ و پرستار تھیں۔ علوم الہیہ کی درسگاہ کا ڈائریکٹر فادر فیوفان بشپ آف ساراٹوف ہرموگن اور زارستٹن کا سیاسی پادری ایلیوڈر اس کی شعلہ بیانی اور سحر انگیزی کے نہ صرف قائل تھے بلکہ اس کی شان میں قصیدے پڑھتے تھے۔ وہ اپنے "فلسفہ گناہ کے ذریعے نجات" کی تشریح میں مذہبی پیشواؤں کو جھنجھوڑتے ہوئے کہتا کہ

> "لے جاؤ اپنی مقدس کتابوں کو خدا کے سامنے ان کی کوئی وقعت نہیں ہے۔ زندگی کو اس رنگ میں دیکھو جیسی وہ ہے۔ کیونکہ وہی خدا کی عطا کردہ ہے۔ یہ جاننے میں وقت ضائع نہ کرو کہ گناہ کہاں سے آیا ہے۔ دن میں کتنی مرتبہ عبادت کرنی ہے اور کتنے روزے رکھنے ہیں۔ اگر تمہارا دل گناہ کی طرف مائل ہے تو تمہیں اسے جڑ سے مٹانا ہوگا۔ اور اس کا مٹنا اسی وقت ممکن ہے جب تم اتنا گناہ کرو کہ تمہیں اس پر پچھتانا پڑے یہ پشیمانی اور توبہ ہی تمہیں گناہوں سے پاک کر سکتی ہے۔ اگر تم گناہ کی خواہش دل میں چھپائے لمبی لمبی عبادتیں کرتے رہو گے۔ روزے رکھتے رہو

گے اور مقدس آیات کی تشریح کرتے رہو گئے تو اس طرح تم دنیا
کو تو دھوکا دے سکتے ہو لیکن خدا کو نہیں۔ خدا کی خوشنودی کے
لئے الائش اور گندگی کی آخری رمق بھی تمہیں اپنے جسم اور ذہن
سے خارج کرنا ہوگی اس صورت میں تم خدا کو منہ دکھانے کے
قابل ہوسکتے ہو"

اس کے خواتین کے حلقہ ارادت میں شاہی خانوادہ کی بہو بیٹیاں، امراء، وزراء کی بیگمات، اعلیٰ طبقہ کی معزز خواتین اور تعیش پسند عورتیں شامل تھیں جو اس گندے ترین انسان کے چھوڑے ہوئے کھانے پر جھپٹ پڑتیں اور چشم زدن میں چٹ کر جاتیں۔ اس کی گندی انگلیوں سے نچوڑا ہوا رس وہ اپنی زبانوں سے چاٹتیں یہاں تک کہ اس کی اُنگلیوں پر لگے ہوئے رس کو ناخنوں کی میل سمیت چاٹ جاتیں۔ ان کا ایمان تھا کہ جو چیز بھی اس کے ساتھ چھو جاتی ہے پاک ہو جاتی ہے۔ وہ انہیں تنبیہ کرتے ہوئے کہتا تھا

"یہ مت سمجھو کہ میں تمہیں خراب کر رہا ہوں بلکہ میں تمہیں پاک
اور مقدس کر رہا ہوں ہمیں گناہ ضرور کرنا چاہیے تاکہ ہمیں
پچھتانے اور تائب ہونے کا موقعہ مل سکے۔ اگر خدا ہماری آزمائش
کے لئے ترغیب گناہ کا کوئی ذریعہ پیدا کرتا ہے تو ہمیں اس کی
رضا کا احترام کرتے ہوئے خود کو رضاکارانہ طور پر گناہ کے
حوالے کر دینا چاہیے تاکہ گناہ کے بعد ہم انتہائی ندامت سے توبہ
کریں"

حکومت میں وزارتیں اس کے اشارہ سے بنتی اور ٹوٹتی تھیں۔ وزیر اعظم اور اس کی کابینہ اس کے آگے سر تسلیم خم رہتے۔ بلاشبہ راسپوٹین کی ایک مٹھی میں روس کا تخت شاہی اور دوسری مٹھی میں کلیسا بند تھا۔

راسپوٹین کو اس کے پیروکار مرد کامل، مسیح دوراں، مقدس باپ اور حامل روح القدس کہتے۔ مذہبی پیشواء جو اس کے ہاتھوں ذلیل ہوئے اسے مقدس شیطان کا درجہ

دیتے ہوئے کہتے کہ اس کی روح پر شیطان کا قبضہ ہے۔ پولیس اور وزارت خارجہ جنہیں اس کے سامنے لب کشائی کی جرأت نہ تھی نے اپنی خفیہ رپورٹوں میں اسے شرابی، عورت کا رسیا اور دنیا کا خبیث ترین انسان لکھا۔ انہوں نے اپنی رپورٹوں میں راسپوٹین کے ساتھ جنسی اختلاط میں شہزادیوں، نامور اداکاراؤں، وزیروں اور فوجی جرنیلوں کی بیگمات، خادماؤں، کسان عورتوں کے علاوہ خانہ بدوش لڑکیوں کو بھی ملوث دکھایا۔ فوجی معاملات میں مداخلت کے باعث فوجی جرنیل بلا ثبوت فراہم کیے اسے جرمن کا جاسوس کہتے۔ اس کے باوجود اس کی کہی ہوئی ہر بات پتھر پر لکیر ہوتی۔ اس کی ہر پیشن گوئی حرف بہ حرف درست ثابت ہوتی یہاں تک کہ اس کی یہ تحریری پیشن گوئی کہ "اس کے مرنے کے بعد زار روس کی حکومت صرف چھ ماہ کے اندر اندر ختم ہو جائے گی" بالکل درست ثابت ہوئی اور یہ حکومت اس کے قتل کے بعد معینہ عرصہ کے اندر ہی اپنے انجام کو پہنچ گئی۔ بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ زار روس کی بربادی میں جہاں اس کی عاقبت نااندیشی اور ملک کے تمام طبقوں میں بڑھتی ہوئی بے چینی کا دخل ہے وہاں گریگوری ایفیمووچ راسپوٹین کی ذات بھی ایک اہم وجہ ہے۔ ان کے خیال میں وہ ایک مہیب سایہ تھا جو شاہی خاندان کی زندگی میں داخل ہوا اور ان کی روح، دل اور دماغ پر پوری طرح چھا گیا۔ اس کے آہنی پنجے نے نہ صرف شہنشاہیت کو اپنی گرفت میں جکڑے رکھا بلکہ پھیل کر سلطنت روس کی جڑیں ہلا دیں۔ ۱۹۱۷ء کے انقلاب روس کی تاریخ اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتی کہ اس وقت مملکت روس میں اپنے وقت کی سب سے طاقتور شخصیت راسپوٹین ہی کی تھی اور وہ حقیقی معنوں میں روس کا حکمران تھا لہذا اس کا فخریہ انداز میں یہ کہنا کہ "روس اور زار روس میری مٹھی میں ہیں"۔ بالکل حقیقت تھا۔

آج جب دنیا کے کسی خطہ میں ایک مرد کے کئی عورتوں کے ساتھ جنسی تعلقات سامنے آتے ہیں تو صرف جنسی اختلاط کے حوالہ سے اس شخص کو راسپوٹین کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے۔ حالانکہ اس پُراسرار شخصیت کے طلسم نے بڑے بڑے منکروں کو اپنی ولائت کا نہ صرف قائل کیا بلکہ وہ لوگ اسے کامل ترین ہستی تسلیم

کرتے۔ آئیے اس پُراسرار شخصیت کی زندگی کے اوراق کو حقائق کے تناظر میں دیکھتے ہیں۔

راسپوٹین سے پہلے کا روس

ماضی میں ایک چھوٹی سی ماسکووی ریاست یونان، روم اور بازنطینیا کی قدیم دنیا کی سرحدوں سے پرے واقع تھی۔ سب سے پہلے "ہنوں" اس پر قابض ہوئے پھر ایشیائی نسلی منگول "آوروں" نے قبضہ کیا۔ ان کے زمانے میں اس ملک کی سرحدیں مشرقی روس سے لے کر ڈینوب کے میدانوں تک پھیلی ہوئی تھیں۔ آوروں نے بازنطینی سلطنت کے خلاف بڑی بڑی جنگیں لڑیں۔ پھر خازار شمالی قفقاز سے ایک طاقت بن کر اٹھے اور کیوی ریاست کی ابتدا تک قابض رہے ان کے دور میں تجارتی روابط ایک طرف عربوں سے اور دوسری طرف بازنطینی سلطنت سے استوار رہے اور شمال کی طرف دولگا بلغار میں بھی ان کا بڑا اثر و رسوخ رہا۔ کیوی ریاست کے دور میں وہ لوگ جو سلاوی زبان کی مشرقی بولی بولتے تھے انہیں روسی کہا جانے لگا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ عظیم روسی زبان پیدا ہوئی جس میں یوکرائن کی زبان بائیلوروسی، مغربی سلاوی زبان، پولش اور چیکو سلواکی زبان کی آمیزش ہوئی۔ ابتدائی بارہویں صدی میں سلاویوں کے بارہ قبائل بحیرہ اسود سے ڈینوب تک اور کارپتھن کے پہاڑوں سے یوکرائن تک شمال میں نودو گروڈ اور مشرق میں دولگا کے علاقے تک پھیلے۔ کیوی تاریخ میں سینٹ ولاڈی میر اور عیاروسلاف کو بڑا مقام حاصل رہا۔ ولاڈی میر کے زمانہ میں روس میں عیسائیت کی ابتدا ہوئی۔ ۸۸۲ء سے ۹۱۳ء تک اولیگ، ۹۱۳ء سے ۹۴۵ء تک پرنس آئیگور اور ۹۴۵ء سے ۹۶۲ء تک آئیگور کی بیوہ اولگا اور ۹۶۲ء سے ۹۷۲ء تک سویاٹوسلاف برسراقتدار رہے۔ ۹۶۸ء میں سویاٹوسلاف نے بازنطینی شہنشاہ کی دعوت پر بلقان میں ایک بہت بڑی فوج کی قیادت کر کے بلغاریہ پر قبضہ کیا۔ بازنطینی شہنشاہ نے سویاٹولوف کی طاقت سے خائف ہو کر اس پر حملہ کر دیا۔ نتیجہ میں اسے بلقان اور کریمیا بھی چھوڑنا پڑا۔ ۹۷۲ء سے ۱۰۱۵ء تک ولاڈی میر نے حکومت کی جسے

عیسائیت قبول کرنے، بازنطینی ریاست سے تعلقات استوار کرنے، شہنشاہ باسل دوئم کو فوجی امداد دینے اور اس کی بہن سے شادی کرنے کی وجہ سے خاصی اہمیت حاصل ہے۔ اس دور میں پولینڈ، ہنگری، ڈنمارک اور ناروے نے بھی عیسائیت قبول کی اور اس طرح روس پوری عیسائی دنیا کا حصہ بنا۔ بلاشبہ اس عظیم حکمران کا عیسائیت پر بڑا احسان ہے کہ اس نے دنیا کے ایک بڑے علاقے کو مذہب عیسائیت سے روشناس کرایا۔

شہزادہ عیار سولاف خاصی کشمکش کے بعد ۱۰۱۹ء میں برسراقتدار آیا اور ۱۰۵۴ء تک حکومت کرتا رہا۔ اس کی بیوی سویڈن کی شہزادی تھی۔ اس کے تین بیٹے یورپ کی تین شہزادیوں سے بیاہے ہوئے تھے اور اس کی تین بیٹیاں فرانس، ہنگری اور ناروے کے بادشاہوں کے ساتھ بیاہی ہوئی تھیں اس کی ایک بہن پولینڈ کے بادشاہ کی بیوی تھی اور دوسری بازنطینی شہزادہ کے ہاں تھی۔ اس کے زمانے میں ایک مقامی میٹروپولیٹن روسی ہلاریون کی زیر نگرانی بڑے پیمانے پر کلیسا اور خانقاہیں تعمیر ہوئیں اور روس کا پہلا ضابطہ "روسی انصاف" ترتیب دیا گیا۔ عیار سولاف کی وفات کے بعد روس ۸۰ سال تک خونریز کشمکش میں مبتلا رہا۔

--- ۱۲۴۰ء میں منگولوں نے اس ملک کو تباہ و برباد کر دیا اور ملک چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بٹ گیا۔ منگولوں نے خدا کے کلیساؤں تک کو نہ چھوڑا۔ خون کی ندیاں بہادیں، پورے کا پورا شہر موت کی آغوش میں چلا گیا کوئی آواز تک سنائی نہ دیتی تھی۔ نہ باپ زندہ تھا نہ بچے۔ باپ اپنے بیٹوں پر نوحہ کناں نہ تھے نہ مائیں اپنے بچوں کی جدائی میں ماتم کرسکتی تھیں نہ بھائی کسی دوسرے بھائی کا جنازہ اٹھا سکا نہ کوئی عزیز ماتم پرستی کے لئے پہنچا سب کے سب شہر خموشاں میں اکٹھے موت کی آغوش میں جا چکے تھے۔ منگولوں کے حملے ۱۲۴۰ء میں شروع ہوئے ۱۲۴۱ء کا پورا سال اور ۱۲۴۲ء کے ابتدائی حصہ تک جاری رہے اور اس طرح وہ پورے روس پر قابض ہوگئے۔ منگول باطو خان کا ہیڈکوارٹر دولگا کے زیریں حصہ میں تھا جو قدیم سرائے کے نام سے مشہور ہوا۔ روسی شہزادے اس قدیم سرائے میں منگول دربار میں حاضر ہوتے اور خان اعظم کے سامنے سر تسلیم خم کرکے روس کے تخت پر بیٹھنے کی اجازت طلب کرتے۔ منگول ان

شہزادوں میں سے عظیم شہزادے کا انتخاب کرتے اور روسیوں سے ماسکو کے اس عظیم شہزادے کے ذریعے خراج وصول کرتے۔ منگولوں نے ۱۲۴۰ء سے ۱۴۸۰ء تک ڈھائی سو برس روس پر حکومت کی۔

منگولوں کے دور میں ماسکو کی بنیاد ۱۱۵۶ء میں یوری ڈویکورو نے رکھی جس نے منگولوں سے ۱۳۲۸ء میں شہزادہ اعظم کا خطاب حاصل کیا۔ اس نے اپنے محاصل میں اضافہ کے لئے قریبی علاقے کی مقروض جاگیرداروں سے جاگیریں اور مختلف دیہات خریدے اور اپنی حدود کو وسیع تر کیا اور روسی قیدیوں کو منگولوں سے فدیہ کے عوض چھڑا کر ان زمینوں پر آباد کیا۔ آئیوان کالٹیا کے عہد میں ماسکو روس کا مذہبی مرکز بنا۔ ۱۳۲۶ء میں روس کے کلیسا کے صدر اعظم پیٹر کا انتقال ماسکو میں ہوا اور اسے سینٹ کی حیثیت دی گئی جس کا مزار اب بھی مرجع خلائق ہے اور ماسکو کی اہمیت اور تقدیس کا سبب ہے۔ اس طرح ایک طرف روس میں کلیسا نے ماسکو کو تقویت پہنچائی اور دوسری طرف ماسکو کے حکمرانوں نے کلیسا کی بہت زیادہ مدد کی۔ ۱۳۴۱ء میں سائمن پراوڈ شہزادہ اعظم مقرر ہوا جس نے تمام تر روس کے شہزادہ کا لقب اختیار کیا۔ ۱۳۵۳ء میں وفات کے وقت سائمن نے اپنی وصیت میں اپنے جانشینوں سے کہا کہ روسی پادری الیکس کی جو ماسکو کا اہم صدر اعظم ہے پوری طرح اطاعت کریں۔ سائمن کے بعد آئیوان کا بیٹا شہزادہ ومیتری ڈونسکوی کو شہزادہ اعظم کا خطاب ملا۔ وہ ۱۳۸۹ء تک شہزادہ اعظم رہا اس نے ۸ ستمبر ۱۳۸۰ء کو ڈان کے کنارے جنگ کولی کودو میں ماسکو میں رہنے والے منگولوں کو شکست دی۔ لیکن بدلہ میں خان توختامش نے ماسکو کو تاخت وتاراج کرنے کے بعد جلا ڈالا۔ ۱۳۸۹ء میں دمیتری کا بیٹا واسیلی یا باسل تخت نشین ہوا اور وہ اپنے باپ کی پالیسیوں پر کاربند رہا۔ یہ اس کی خوش قسمتی تھی کہ تیمور لنگ کے ہاتھوں تباہی و بربادی سے بچا رہا۔ ۱۴۰۰ء میں روسی افواج نے بلغاریہ پر قبضہ کیا۔ ۱۴۲۵ء میں کافی خونریزی کے بعد باسل دوم جسے اندھا کر دیا گیا تھا۔ تخت نشین ہوا۔ ۱۴۴۵ء میں منگولوں کے ساتھ جھڑپوں میں شدید زخمی ہو کر گرفتار ہوا اور رہائی کے لئے بھاری خراج ادا کیا۔

اگلے ۳۵ سالوں میں حالات نے پلٹا کھایا اور منگول سرداروں نے جاگیریں حاصل کرکے ماسکو کی ملازمت قبول کی۔ ۱۴۳۰ء میں کریمیا، ۱۴۳۶ء میں قازان، ۱۴۶۶ء میں استرخان الگ ہوئے۔ ۱۴۷۵ء میں کریمیا نے سلطنت عثمانیہ کی اطاعت قبول کی۔ باسل دوئم کا عرصہ حکومت کافی طویل رہا اس کے زمانے میں ۱۴۳۹ء میں فلورنس کی کونسل منعقد ہوئی اور روسی صدر اعظم آئسی ڈورھ جو یونانی تھا ماسکو آیا اور کونسل کے نتائج کا اعلان کرتے ہوئے کلیسا میں پوپ کے لئے دعائیں کی۔ جس پر اسے گرفتار کرکے معزول کر دیا گیا۔ ۱۴۵۳ء میں مسلمانوں نے قسطنطنیہ کو فتح کیا تو آرک بشپوں سمیت تمام پادریوں نے ماسکو میں پناہ لی جو مشرقی کلیسا کا مرکز بن چکا تھا۔

۱۴۸۲ء سے ۱۵۰۵ء تک آئیوان سوئم نے حکومت کی جسے موجودہ روس کی ابتدا کہہ سکتے ہیں اس وقت اس کے زیر نگیں صرف ۱۵ ہزار مربع میل کا رقبہ تھا۔ آئیوان سوئم خان اعظم کی اجازت کے بغیر شہزادہ اعظم بنا۔ اس نے خراج بھیجنا بند کر دیا۔ ۱۴۶۵ء سے ۱۴۷۲ء تک کی مہمات کو اُس نے بڑی خوبی سے سرحدی علاقوں میں ہی فرد کیا۔ ۱۴۸۰ء میں باقاعدہ اعلان کے ذریعہ منگولوں سے وفاداری کو منقطع کیا گیا۔ ۱۴۷۲ء میں آئیوان سوئم نے بازنطینی شہزادی صوفیہ جو قسطنطین یازدہم کی بھتیجی تھی شادی کی اس شادی کے بعد اس نے بازنطینی دوسروں والے عقاب کو اپنے خاندان میں سینٹ جارج کے ساتھ شامل کیا اور بازنطینی دربار کے انداز اپنائے۔ زار اور مقتدر اعلیٰ کے خطابات اپنے نام کے ساتھ شامل کئے اور تاج پوشی کی رسم کو گرجا کی مقدس رسومات کے ساتھ ادا کیا جانے لگا۔ ۱۴۹۷ء میں ضابطہ قانون بنایا گیا۔ روسی شہزادے روسی شہنشاہوں کی اولاد قرار پائے۔ باسل سوئم ۱۵۰۵ء سے ۱۵۳۳ء تک برسراقتدار رہا اس کے دور میں صلیبی جنگوں کا آغاز ہوا اور یورپ کے پروانے میں پوری دنیا کی تقسیم کی گئی۔ ۸۸۲ء سے ۱۵۳۳ء تک ماسکو روس کا روحانی دارالخلافہ رہا اور اس کی مذہبی اہمیت میں سینٹ سرجیس کی خانقاہ کا بڑا کردار رہا جس نے مذہبی قیادت کے سلسلے ارتقا پر خاصا اثر ڈالا۔ سینٹ الیکس ماسکو کا جہاں ایک اہم سیاستدان تھا وہاں وہ مذہبی صدر اعظم بھی تھا اور وہ پورے روس کی نگاہوں کا مرکز تھا۔

آئیوان چہارم پہلا روسی حکمران تھا جس کی تاجپوشی زار کی حیثیت سے ہوئی اور لقب زار تمام خارجی اور داخلی معاملات میں استعمال ہونا شروع ہوا۔ ۱۶ جنوری ۱۵۴۷ء کو اُس کی تاج پوشی ہوئی کلیسا اور ریاست دونوں کے وسائل اس جشن تاج پوشی کو عظیم الشان بنانے کے لئے بڑی فراخدلی سے استعمال کئے گئے۔ ماسکو کی عظیم آتشزدگی کے بعد اُس نے جادوگروں اور طاقتور امرائے دربار کے سر قلم کرادیئے اور اپنی سالمیت کو از سر نو مرتب کیا۔ اُس نے کازان کو فتح کرکے چھ ہزار شہریوں کو بے دریغ قتل کیا اور وہاں اپنے ہاتھوں سے صلیب نصب کی۔ یہودینا کے حملہ کے دوران خوبصورت عورتوں کو الگ کرکے اُن کی آبروریزی کی گئی اور بعد میں درختوں سے باندھ کر تیر اندازی کی مشق کی گئی۔ اُس نے پولینڈ کے شاہ سکمنڈ کی بہن کیتھرائن جس کی شادی ۱۵۶۲ء میں شاہ سویڈن کے بھائی ڈیموک آف فن لینڈ سے ہوچکی تھی سے زبردستی شادی کرنے کی بہت کوشش کی لیکن ڈیموک آف فن لینڈ اپنے بھائی کو قید کرکے خود سویڈن کا حکمران بن گیا اور اس طرح آئیوان اپنے ارادے سے باز رہا۔ ۱۵۷۰ء میں آئیوان نے نووگوراڈ پر حملہ کیا اور مضافات کو تباہ و برباد کر دیا۔ پانچ سو راہبوں اور پادریوں کو کوڑے مار مار کر ہلاک کر دیا اور اُن کی لاشیں جلادی گئیں۔ آرچ بشپ کو گرفتار کرکے قید خانے میں ڈال دیا گیا۔ لوگوں کو آگ پر بھونا جاتا، معصوم بچوں کو ماں کی چھاتیوں سے باندھ کر دریا میں پھینک دیا جاتا۔ نووگوڈار کے ۱۲۰ سازشیوں میں سے پرنس بورس ٹیلیپ نیف کے جسم میں میخیں ٹھونکی گئیں اور اُسے پندرہ گھنٹے ایک بانس سے باندھے رکھا گیا۔ اس دوران ایک سو آدمی اُس کی ماں کی عصمت دری کرتے رہے یہاں تک کہ وہ مر گئی۔ ایوان کے چانسلر دسکوداتی کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے۔ شاہی خزانچی فونیکوف کو باری باری یخ بستہ پانی اور اُبلتے ہوئے پانی میں ڈبویا جاتا یہاں تک کہ اُس کے جسم کی کھال اُتر گئی۔

آئیوان نے انگلستان کی ملکہ الزبتھ سے شادی کرنے کے لئے بڑی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ پھر اُس نے ملکہ کی بھتیجی میری ہیسٹنگز کا رشتہ حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن ملکہ الزبتھ نے یہ رشتہ بھی نہ ہونے دیا۔ آئیوان نے آٹھ شادیاں کیں۔ جن میں

تین بیویاں زہر سے ہلاک ہوئیں اور کچھ اس لئے ہلاک کر دی گئیں کہ وہ دُبلی ہو گئیں تھیں۔ اُس نے اپنے ایک بیٹے کو بھی قتل کر دیا تھا۔ اس نے مقامی روما نوف امراء کے خاندان کی انیس ٹیسیا نامی لڑکی سے شادی کی۔ شادی سے قبل مقابلۂ حسن کا اہتمام کیا گیا۔ صوبوں سے چیدہ چیدہ حسیناؤں کو ماسکو بلایا گیا۔ امتحانات سے گزر کر پانچ سو لڑکیاں منتخب کی گئیں۔ آئیوان نے تمام لڑکیوں کے حُسن کو اس طرح پرکھا جیسے جوہری کسی ہیرے کو۔ آخر آئیوان کی نظر انیس طیسیا پر پڑی اور پھر اُس نے اس حسین و جمیل کو شادی کے لئے منتخب کر لیا۔

آئیوان نے مذہبی صدر اعظم مکاریس کی شراکت سے حکومت کی۔ اس نے پہلی سوبور (اسمبلی) بلائی اور اس اسمبلی کے ذریعہ ۱۵۵۱ء میں انتظامی اصلاحات اور ۱۵۵۵ء میں نیا ضابطہ قانون بنایا۔ ۱۵۵۶ء میں اونچے طبقے کے لئے فوجی ملازمت کے اصول وضع کیے۔ اسی کے زمانے میں راسپوٹین کے علاقہ سائبریا کی جانب پیش قدمی عمل میں آئی۔ اس دور میں مذہبی جوش و خروش کی تصویر ان گرجا گھروں کی تعمیر میں صاف دکھائی دیتی ہے جو ۱۵۵۵ء سے ۱۵۶۰ء کے دور میں تعمیر ہوئے۔ ۱۸ مارچ ۱۵۸۴ء کو آئیوان چہارم کی وفات کے بعد اس کے بڑے بیٹے تھیوڈور نے ۱۵۸۴ء سے ۱۵۹۸ء تک حکومت کی۔ اس کے زمانے میں کلیسا کی عزت افزائی کی گئی۔ صدر اعظم کے علاوہ آرک بشپ اور بشپ بنائے گئے۔ میٹرو پولیٹان جاب کو پہلا ماسکو پیٹر پارک بنایا گیا جس سے ماسکو کا تیسرے روم کا خواب پورا ہوا۔ تھیوڈور ۱۵۹۸ء میں فوت ہوا تو ماسکو کے شاہی خاندان کا خاتمہ ہو گیا۔ لہذا تھیوڈور کے مشیر خاص بورس گوڈو نوف کو عوام، مذہبی راہنماؤں اور اسمبلی کی جانب سے متفقہ طور پر زار روس تسلیم کیا گیا۔

پیٹر اعظم کو اگرچہ ۱۶۸۲ء میں زار روس بنانے کا اعلان کر دیا گیا تھا لیکن عملی طور پر ۱۶۸۲ء سے ۱۶۸۹ء تک پیٹر کی سوتیلی بہن صوفیہ اور اس کے مشیر ماسکو پر حکومت کرتے رہے۔ ۱۶۸۶ء میں ایک معاہدہ ہوا جس کی رو سے روس کے مقبوضات پر بشمول کیو اس کا حق تسلیم کر لیا گیا اس معاہدے سے کریمیا کے تاتاریوں کے خلاف جنگ لڑنی پڑی اور یہ جنگ ماسکو کے لئے خاصی تباہ کن ثابت ہوئی۔ ایک طرف طول

طویل فاصلوں نے فوج کو تھکا دیا تو دوسری طرف تاتاروں نے گھاس کو آگ لگا دی، جس کی وجہ سے ماسکو کے فوجیوں کو بے تحاشا نقصانات کا سامنا کرنا پڑا۔ گولٹسن کی پے در پے فوجی شکستوں اور دوسرے کئی حادثات کی وجہ سے صوفیہ کی حکومت زوال پذیر ہوئی۔

پیٹر اول کا قد تقریباً سات فٹ تھا۔ اس کا جسم بھی خاصا بڑا تھا۔ اس کی غیر معمولی جسمانی قوت ہر کسی کو حیرت میں ڈال دیتی تھی۔ پھر اس کی طبیعت میں غیر معمولی اضطراب تھا وہ ایسے کام کر گزرتا تھا جو در حقیقت کئی افراد مل کر انجام دے سکتے تھے۔ یہی نہیں وہ اپنی ذہنی قابلیت اور کردار کی بلندی کے اعتبار سے بھی بے حد ممتاز تھا۔ وہ ہر وقت کچھ نہ کچھ سیکھنے اور جاننے کی فکر میں رہتا اور بہت کم عرصے میں وہ کچھ سیکھ جاتا تھا جو دوسرے لوگ بڑی محنت سے حاصل کر سکتے تھے وہ ریاست کے ہر میدان میں یکساں دلچسپی لیتا اور ان تمام معاملات پر جو تجارت، تعلیم، ڈپلومیسی، انتظامات، انصاف، مالیات اور صنعت سے متعلق ہوتے اس کی گرفت یکساں تھی۔ ان تمام معاملات میں وہ ان امور کے ماہرین کی رائے لیتا لیکن وہ ان تمام کاموں میں اصلاحات کرتا اور حالات کے مطابق تبدیلیاں لانے میں اسے کوئی امر مانع نہ ہوتا۔ اسی طرح وہ فوجی اور بحری امور میں بھی باصلاحیت کمانڈر تھا۔ اس نے اپنے آپ کو پولٹا کی فتح کے بعد فل جنرل اور شمالی جنگ کے کامیاب اختتام پر اپنے آپ کو ایڈمرل کے عہدے پر فائز کیا۔ علاوہ ازیں اس نے بیس مختلف پیشوں میں مہارت حاصل کی اسے اس بات پر فخر تھا کہ وہ جوتے سے لے کر جہاز تک تقریباً ہر چیز بنا سکتا تھا۔ وہ اپنے درباریوں کے دانت نکال لیتا اور ان کی داڑھیاں صاف کرتا وہ ہر کام کو خود کرنا اور ہر چیز کو خود دیکھنا چاہتا ہے۔ اس نے اپنے وسیع مملکت کے ہر حصے کا دورہ کیا جو اس سے پہلے ماسکو کے کسی حکمران نے نہ کیا تھا۔ وہ دو بار علم سیکھنے کی غرض سے مغرب گیا۔ پہلی بار ۹۸-۱۶۹۷ء اور دوبارہ ۱۷۱۷ء میں اس نے اس غرض سے یورپ کا دورہ کیا۔ پیٹر اول انتہائی عملی، ذہین اور مسائل کا حل تلاش کرنے والے ذہن کا مالک تھا۔ اس نے مسلم علاقوں کی فتوحات کے لئے اس وقت منصوبہ بندی کی جب مسلم قوت پورے عروج پر تھی۔

پیٹر نے ۱۶۹۴ء میں برسرِ اقتدار آنے پر ترکی کے خلاف اعلان جنگ کیا۔ اس

وقت ترکی جنوبی روسی ساحل اور بحیرہ اسود کو کنٹرول کر رہا تھا۔ جنگ ۱۶۹۵ء میں شروع ہوئی اور زار نے بحری راستے سے ناکہ بندی کرنے کے لئے موسم سرما میں دن رات کام کر کے بڑا بحری بیڑہ تیار کیا۔ اس نے خود اپنے علوم و فنون اور غیر ملکی ماہرین سے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور اپنی پوری جسمانی قوت اور حیرت ناک مستعدی کا غیر معمولی اظہار کرتے ہوئے ۳۰ جہاز اور ایک ہزار نقل و حمل کے حامل بحیروں کے ذریعے آزوف کو محصور کر کے اس کے بری اور بحری راستوں کی مکمل ناکہ بندی کرلی۔ مئی ۱۶۹۶ء میں یہ محاصرہ شروع ہوا اور جولائی میں ترکوں کو ہتھیار ڈالنے پر مجبور کر دیا گیا۔

پیٹر اعظم روسی نے افواج کو جدید خطوط پر ڈھالنے کے لئے پچاس نوجوانوں کو دوسرے علوم کے علاوہ جہاز سازی اور جہاز رانی سیکھنے کے لئے ہالینڈ، اٹلی اور انگلستان بھجوایا۔ وہ اپنے دورِ حکومت میں روسیوں کو بار بار باہر بھیجتا رہا تاکہ وہ باہر سے مختلف علوم سیکھ کر آئیں اور روس کی جنگی طاقت میں اضافہ کا سبب بنیں۔ عثمانیہ سلطنت کے خلاف متحدہ محاذ بنانے کی غرض سے اس نے ایک بہت بڑی سفارت کے ہمراہ یورپ کے مختلف ممالک کا دورہ کیا۔

پیٹر اعظم نے کئی ممالک کا ذاتی طور پر دورہ کیا۔ جن میں خاص طور پر انگلستان قابل ذکر ہے اس نے سویڈن کے بالٹک صوبوں پرشیا، کچھ جرمن ریاستوں، ہالینڈ اور ہاپس برگ کے بارے میں ذاتی معلومات اکٹھا کیں۔ وہ ان تمام جگہوں پر خود گیا۔ مجموعی اعتبار سے اس نے ۹۸-۱۶۹۷ء کے دوران اٹھارہ مہینے سفر میں گزارے۔ اس دورے کے دوران ۷۵۰ غیر ملکی افراد جن میں ڈچ خاص طور پر قابل ذکر ہیں روس میں ملازمت کے لئے بھرتی کئے۔ ۱۷۰۲ء میں دوبارہ اس نے غیر ملکیوں کو غیر معمولی مراعات دے کر اپنے پاس بلایا ان مراعات میں سفر خرچ، ملازمت میں غیر معمولی تنخواہ، مذہبی سہولتیں اور رواداری کے علاوہ انہیں ایک الگ قانون کے ذریعہ عدالتوں میں تحفظ شامل تھا۔

۲۳-۱۷۲۲ء میں اس نے پرشیا کے ساتھ جنگ میں کامیابیاں حاصل کیں۔ موسم اور مواصلات کی دشواریوں کے باوجود وہ بحیرہ خزر کے مغربی اور جنوبی ساحلوں پر

اپنی گرفت مضبوط کرنے میں کامیاب ہوا۔ اس نے ہندوستان کے ساتھ بڑے پیمانے پر تجارت شروع کرنے کے لئے اس ملک کے راستوں کے بارے میں بھی معلومات اکٹھی کیں۔ وسط ایشیا کے ساتھ بیشتر تعلقات پُرامن رہے۔ اس نے نوجوان افراد کو ترکی، تاتار اور فارسی زبان سکھانے کا کام شروع کیا۔ تاکہ انہیں سفارتی مشن سپرد کئے جاسکیں اور چین کے ساتھ بھی سفارتی اور تجارتی تعلقات استوار کئے۔ جس کے نتیجے میں معاہدہ کائے خطاطے ہوا اور روسی قدیم کلیسا کا ایک انتہائی اہم مشن پیکنگ میں کام کرنے لگا اس نے سائبیریا کے بارے میں ٹھوس علمی کام کی بنیاد رکھی۔

اس وقت سلطنت عثمانیہ تین براعظموں پر محیط تھی۔ سلطان کی حکومت کسی بھی رومی شہنشاہ سے بڑھ کر تھی۔ پورا جنوب مشرقی یورپ، افریقہ کا پورا شمالی ساحل مراکش تک اور دوسری طرف بحیرہ خزر کے ساحلوں سے بحرا احمر اور خلیج فارس تک کا علاقہ اس میں شامل تھا۔ بحیرہ اسود سلطنت عثمانی کی جھیل کی حیثیت رکھتا تھا۔ بڑے بڑے شہر جن میں بغداد، بیت المقدس، ایتھنز، بلغزاد اور کاسا بلانکا شامل تھے۔ سب کے سب پر استنبول کا حکم چلتا تھا۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یورپ جس قوت سے لرزہ براندام تھا اور روس جس سلطنت سے پنجہ آزمائی کرنے کی فکر میں تھا۔ اس کی حیثیت کیا تھی۔

اس وسیع و عریض سلطنت میں جو دور دراز کے پہاڑوں، صحراؤں، دریاؤں اور زرخیز وادیوں پر مشتمل تھا ڈھائی کروڑ افراد رہ رہے تھے جو اس دور کے اعتبار سے انتہائی بڑی تعداد تھی۔ فرانس کے علاوہ کسی بھی یورپی ملک کی آبادی سے دُگنی سے بھی زیادہ آبادی تھی۔ اس سلطنت کی حدود میں حرمین شریفین بھی تھے جن کی حفاظت اور خدمت خلیفہ کی سب سے اہم ذمہ داری تھی وہ اپنے آپ کو خادم الحرمین الشریفین سمجھتے تھے۔ سلطنت عثمانیہ میں عثمانی ترکوں کے علاوہ عرب، کرد، کریمین، تاتار، چرکسی، بوسنیا اور البانوی اقوام آباد تھیں۔ ان کے علاوہ لاکھوں عیسائی اس سلطنت کی حدود میں مقیم تھے۔ یونانی، سرب، ہنگرین، بلغار، ولاچی اور مولدادی سب اس میں موجود تھے۔

سولھویں صدی میں سلطان سلیمان ذی شان (۱۵۲۰ء تا ۱۵۶۶ء) کی شان و شوکت اپنی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ یہ استنبول کا عہد زرین تھا۔ بے شمار دولت شہر میں اُمڈی چلی آرہی تھی۔ ۱۲ انتہائی خوبصورت مساجد اور کئی جگمگاتے محلات باسفوس اور بحر مارمرہ پر بنے۔ سلیمان ذیشان ادب و فن کا سرپرست تھا۔ اسے شاعری، فلسفہ اور موسیقی سے محبت تھی۔ لیکن سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ فوجی علوم و فنون کا ماہر تھا۔ بلغراد، وی آنا اور بوڈاپسٹ کی فوجی سڑک پر مساجد اور مینار سلطنت عثمانیہ کی یاد اب بھی تازہ کرتے ہیں۔

سترہویں صدی کے نصف آخر میں شمال کی جانب سے سلطنت عثمانیہ کو ایک نئے خطرے کا سامنا تھا۔ روایتی طور پر سلطنت عثمانیہ نے ماسکو کو کبھی اہمیت نہ دی تھی۔ وہ ان سے براہ راست معاملہ کرنا تک کسر شان سمجھتے تھے۔ کریمیا کے تاتار ماسکو کی ریاست سے نمٹتے تھے۔ کریمیا کے تاتار جو خود سلطان کے باجگزار تھے۔ ماسکو سے خراج وصول کیا کرتے تھے کریمیا حکومت کے لئے ماسکو کی حیثیت اس سے بڑھ کر نہ تھی کہ یہاں سے ہر سال غلام اور مال مویشی ہانک لے جائیں۔ وہ ہر سال یوکران اور جنوبی روس پر حملہ آور ہوتے اور بھاری مالِ غنیمت کے علاوہ غلام اور مویشی لا کر استنبول میں بیچ دیتے۔

پیٹر اعظم نے ترکوں کا مقابلہ کرنے کی ٹھانی اور اس مقصد کے پیش نظر کریملین میں ایک بہت بڑی تقریب ۲۵ فروری ۱۷۱۱ء کو منعقد کی گئی۔ شاہی رسالہ کیتھڈرل چوک میں کھڑا ہوا۔ جس نے سرخ پرچم اٹھائے ہوئے تھے جن پر صلیب کا نشان بنا ہوا تھا اور شہنشاہ کیسٹنٹائن کا نشان فتح مندی کی علامت کے طور پر موجود تھا۔ کیتھڈرل میں پیٹر نے اس جنگ کو مذہبی رنگ دیتے ہوئے مقدس جنگ کا نام دیا اور اعلان کرتے ہوئے کہا کہ ہم "یسوع مسیح کے دشمنوں سے جنگ کرنے جا رہے ہیں"۔ زار اس جنگ کی قیادت خود کرنا چاہتا تھا۔ کیوادہ ۶ مارچ کو ماسکو سے نکلا ملکہ کیتھرائن اس کے ہمراہ تھی۔

پیٹر کا منصوبہ یہ تھا کہ وہ ڈینوب کے زیریں علاقے میں جا کر دریا کو اس جگہ سے عبور کرے گا جہاں پر یہ بحیرہ اسود میں گرتا ہے وہاں سے جنوب مغرب میں بلغاریہ سے

ہوتا ہوا ایسے مقام پر جا نکلے گا جہاں وہ سلطان کے دوسرے دارالخلافہ اڈریا نوپل پر حملہ کرنے کے قابل ہوسکتا ہو۔ یہی نہیں اس کا ارادہ خود قسطنطنیہ پر حملہ کرنے کا بھی تھا۔ وہ چالیس ہزار پیدل اور ۴ ہزار سوار فوج کو ہمراہ لے کر نکلا اسے معلوم تھا کہ سلطان اس سے کہیں بڑھ کر فوج میدان میں لاسکتا ہے لیکن اس کا خیال تھا کہ جب وہ بلقان میں داخل ہوگا تو پورا عیسائی علاقہ اٹھ کھڑا ہوگا۔ ۳۰ ہزار ولاچی ۱۰ ہزار مولدادی اس کا ساتھ دیں گے۔ اس طرح اس کی فوجی قوت اتنی ضرور ہو جائے گی کہ وہ سلطان کا بخوبی مقابلہ کرسکے گا۔ اس حملہ کی منصوبہ بندی کرتے وقت ایک اور بات یہ مد نظر رکھی گئی کہ یوکرائن کے علاقے سے دور رہا جائے۔ سویڈن نے اسی زمانے میں حملہ کرکے اس علاقے کو تباہ و برباد کردیا تھا۔ عثمانی فوج اگر یوکرائن پر حملہ کردے تو عین ممکن تھا کہ کاسک بھاگ کر کہیں اور جا نکلیں۔ خود سلطنت عثمانیہ کی حدود میں داخل ہونے سے ایک فائدہ یہ تھا کہ کسی اور عیسائی علاقے کو خطرہ درپیش نہ ہوتا۔ اس کا خیال تھا کہ سلطنت عثمانیہ کی باجگزار ریاستوں میں بدامنی پھیلے۔

بلقان کے قدیم کلیسا کے پرستاروں نے اپنے نمائندوں کے ذریعے پیٹر کو بار بار اپیلیں کیں۔ سرب مانٹی نگرن، بلغار، ولاچی اور مولدادی سب نے بار بار اپنے نمائندے بھیجے۔ سلطان کی افواج کی جزوی شکست اور آزوف کے قلعے پر قبضہ نے پیٹر کی نہ صرف اُمیدیں بڑھائیں بلکہ ان علاقوں کو آزادی حاصل کرنے کی توقعات بھی روشن ہورہی تھی۔ انہوں نے بار بار کہا کہ اگر روسی افواج آگئیں تو انہیں سامان رسد کی کوئی تکلیف نہ ہوگی اور تمام آبادی ان کی پشت پناہی کے لئے اُٹھ کھڑی ہوگی۔ ۱۷۰۴ء سے ۱۷۱۰ء تک چار سرب رہنما ماسکو پہنچے تاکہ روسیوں کو اس مہم کے لئے آمادہ کیا جاسکے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا شہنشاہ صرف اور صرف ایک ہے اور وہ ہے "قدیم کلیسا کا پرستار زار پیٹر"۔

کریملن میں تقریب کے دوران ماسکو چھوڑنے سے پہلے پیٹر نے ایک اعلامیہ جاری کیا جس میں اس نے اپنے آپ کو بلقان کے عیسائیوں کا نجات دہندہ قرار دیا اور انہیں کہا کہ وہ عثمانی حاکموں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں اور اس بات کو یقینی بنادیں کہ

عربی پیغمبر کے جانشین واپس صحراؤں اور عرب کے ریگ زاروں میں پناہ لینے پر مجبور ہو جائیں۔

۱۷۱۱ء میں ولاچیا کا حکمران کانسٹنٹان برانکوہ جس کا مقامی لقب ہوسپوڈار تھا اور اپنے پیش رو کو زہر دے کر حکومت پر قابض ہوا تھا نے اپنی تمام تر صلاحیتیں فوج کی ترقی اور ذاتی خزانے کو بڑھانے میں صرف کر رکھی تھیں۔ اسے حکومت کرتے ہوئے بیس سال گزر چکے تھے۔ سلطان کی طرف سے خدشہ محسوس کرتے ہوئے اس نے پیٹر سے خفیہ معاہدہ کیا۔ اس معاہدے کی رو سے ترکی کے ساتھ روس کی لڑائی کے موقع پر ولاچیا کو زار کا ساتھ دینا، سامان رسد سے اس کی امداد کرنا اور جنگ کے لیئے فوجی امداد فراہم کرنا تھا۔ پیٹر نے اس معاہدہ کے عوض ولاچیا کی آزادی کے علاوہ برانکوہ کو موروثی اعتبار سے ولاچیا کا حکمران بنانے کا وعدہ کیا اور اسے نائٹ آف آرڈر آف سینٹ انڈر ریوز کا خطاب عطا کیا۔

مولدادیا کی حکومت ولاچیا سے نسبتاً کمزور تھی۔ ڈیمٹرس کینٹی میر ۱۷۱۱ء میں برسر اقتدار آیا تو اس نے بھی خفیہ طور پر ۱۰ ہزار فوج فراہم کرنے کا وعدہ کیا۔ اس کے عوض مولدادیا کو روس کی حفاظت کی ضمانت اور مانٹی میر خاندان کی حکومت تسلیم کرنا منظور کیا گیا۔

زار نے بلقان کے عیسائیوں کو سلطنت عثمانیہ سے بغاوت کرنے کے بارے میں حوصلہ افزائی کے لئے جو طبع شدہ پیغامات بھیجے تھے ان میں تحریر تھا کہ

"آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ عثمانیوں نے کس طرح ہمارے عقیدے کی دھجیاں بکھیر دی ہیں ہمارے مقدس مقامات پر قبضہ کر رکھا ہے اور گرجاؤں اور خانقاہوں کو تباہ و برباد کر دیا ہے انہوں نے عورتوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم کر دیا ہے۔ وہ بھیڑیوں کی طرح گلے پر ٹوٹ پڑے ہیں۔ اب میں تمہاری مدد کے لئے آن پہنچا ہوں۔ میری سلطنت انصاف اور عدل پر مبنی ہے۔ ترکوں کی بات پر اعتبار نہ کرنا میرے وعدے سے منہ نہ

موڑیں۔ ڈر اور خوف کا دامن جھٹک دیں اور اپنے ایمان اور اپنے کلیسا کی حفاظت کے لئے آخر دم تک لڑتے رہیں"۔

پیٹر نے اپنی فوجوں کو جو احکامات دیے وہ سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہیں اس نے حکم دیا کہ مولدادیا کے علاقے سے گذرنے کے دوران روسی افواج مکمل نظم و ضبط کا مظاہرہ کریں۔ کوئی چیز قیمت ادا کئے بغیر نہ لی جائے۔ لوٹ مار کی سزا موت مقرر کر دی گئی۔ مولدادی ترکوں پر ٹوٹ پڑے۔ پہلے جاسی اور بعد میں تمام علاقوں میں انہوں نے ترکوں کو قتل کیا۔ ان کے مویشیوں، گھوڑوں، کپڑوں، سونے چاندی اور قیمتی اشیاء سب پر قبضہ کرلیا۔ ۵ جون کو اس کی فوج پرتھ کے مغربی کنارے پر پہنچ گئی۔ روس کو اس جنگ میں بڑا زبردست جانی اور مالی نقصان اٹھانا پڑا اور ترکی کی جانب سے صلح کے لئے جو شرائط پیش کی گئی تھیں ان میں تحریر تھا کہ اسے ۱۶۹۶ء کی مہم اور ۱۷۰۰ء کے معاہدے کے تمام ثمرات چھوڑ دینا پڑیں گے۔ آزوف اور تاگو زوگ واپس دینا ہوگا۔ بحیرہ اسود کے سمندری بیڑے کو ختم کرنا ہوگا۔ ڈنیپر کے قلعے مسمار کرنا ہوں گے۔ علاوہ ازیں روسی سپاہ کو پولینڈ خالی کرنا ہوگا۔ زار کے قسطنطنیہ میں مستقل سفیر رکھنے کے حق کو ختم کرنا ہوگا۔ سویڈن کے بادشاہ چارلس دوازدھم کو باامن واپس جانے دینا ہوگا اور اس کے ساتھ امن کا معاہدہ کرنا ہوگا۔ ان تمام شرائط کے عوض عثمانی فوج ایک طرف ہٹ جائے گی اور گھری ہوئی روسی فوج امن سے واپس جاسکے گی۔ اس شکست کے بعد پیٹر نے اپنی فوج کو از سر نو ترتیب دیا اور ایران کی طرف بڑھا۔ ایک بحری اور زمینی مہم بھیج کر ۵۰۰ میل دور رشت پر قبضہ کرلیا۔ اگلے سال جولائی میں روسی فوج نے باکو پر قبضہ کیا۔ اس طرح اس عظیم سمندر کے مغربی ساحل کا تمام تر حصہ روس کے قبضہ میں آگیا۔ اب شاہ ایران سے مذاکرات میں شاہ کو چار و ناچار مشرقی قفقاز کے تین صوبے اور دربند روس کے حوالے کرنا پڑا۔ پیٹر نے ایران کے شاہ کو کہا کہ اگر وہ یہ صوبے روس کو نہیں دیتا جو کہ اس کا دوست ہے تو اسے یہ علاقہ ترکی کے حوالے کرنا پڑے گا جو اس کا دشمن ہے۔ لہذا شاہ نے عثمانی ترکوں کی بجائے روس کو ترجیح دی۔

ایران کی سلطنت کی تقسیم اور پیٹر کی بحیرہ خزر کی جانب مہم کی وجہ سے روس ایک بار پھر سلطنت عثمانیہ کے ساتھ مخاصمت کی راہ پر گامزن ہوا۔ سلطنت عثمانیہ کو موارائے قفقاز یعنی ایران* کے جارجیا اور آرمینیا کے صوبوں کے بارے میں خاص دلچسپی تھی۔ زار اور سلطنت عثمانیہ نے ایران کے ان صوبوں کو آپس میں تقسیم کر لیا۔ ۱۷۳۲ء میں ملکہ این نے یہ علاقے، ان کی آب وہوا اور جنگجو قبائل کے ساتھ لڑائیوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ایران کو واپس کر دیئے۔ قفقاز کے یہ صوبے کیتھرائن کے زمانے میں دوبارہ روس کا حصہ بنے اور اس کے پوتے الیگزانڈر اول کے دور میں ۱۸۱۳ء میں ایران نے بحرِ خزر کے ساحل پر واقع علاقے بھی روس کے حوالے کر دیئے۔

اردوائے زرین کے جانشین کریمیا کے تاتاروں نے سلطنت عثمانیہ کے باجگذار رہنا قبول کر لیا تھا۔ کیتھرائن نے اپنے پیش روؤں پیٹر اور ملکہ این کی طرح جنوب کی جانب پیش قدمی کا ارادہ کیا۔ ۱۷۶۸ء سے لے کر ۱۷۷۴ء تک پہلی روس ترک جنگ سمندر اور زمین پر لڑی گئی۔ روسی فوج بلقان کی جانب بڑھی اور اس نے عیسائیوں سے اپیل کی کہ وہ ترکوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں۔ ایک دوسری روسی فوج نے حملہ کر کے کریمیا پر قبضہ کر لیا روسی بیڑے کی عثمانی بحری فوج سے ۶ جولائی ۱۷۷۰ء کو مڈبھیڑ ہوئی لیکن یہ آبنائے عبور نہ کر سکا۔

معاہدہ کچک کینارجی کی رو سے روس نے کریمیا کے قریب کبنز، ینی کالی اور کرچ کے انتہائی اہم مقامات حاصل کر لیے اور ساتھ ہی بحیرہ اسود کے ساحل کا کچھ حصہ، جزیرہ نما کا مشرقی اور مغربی حصہ جو کہ قفقاز کے پہاڑوں کے دامن سے جا ملتا تھا بشمول آزوف کے روس کو مل گیا۔ کریمیا کے تاتاروں کو آزادی دے دی گئی۔ روس کو ترکی کے پانیوں میں تجارتی جہاز بھیجنے کی آزادی دے دی گئی۔ مولداویہ اور ولاچیا دوبارہ ترکی کو دے دیئے گئے اور روس کو ان کی جانب سے مداخلت کرنے کا حق مل گیا۔ اسی طرح روس کو قسطنطنیہ میں ایک قدیم کلیسا کی تعمیر کی اجازت مل گئی ترکوں نے عیسائی گرجاؤں کی حفاظت کا وعدہ کیا اور دارالخلافہ میں نئے کلیسا کی تعمیر کے سلسلے میں روسی نمائندوں کی آمد کی اجازت بھی دی گئی۔

کھیترائن کے دور میں پہلی روس ترک جنگ میں ترکی کو شکست اور معاہدہ میں روس کی برتری قائم ہوئی۔ ۱۷۸۳ء میں روس نے کریمیا پر قبضہ کرنے کی کوشش کی جس کی وجہ سے کریمیا کے کافی ترک باشندے سلطان کے علاقے میں ہجرت کر کے چلے گئے۔ ۱۷۸۵ء میں روس نے بحیرہ اسود میں ایک بڑا بیڑا تیار کیا جس کا اڈہ سیباسٹوپول میں تھا۔

اس دور میں کیتھرائن اور پوٹمکن نے "یونانی منصوبہ" بنایا۔ جس کا مقصد سلطنت عثمانیہ یا کم از کم اس کے یورپی مقبوضات پر قبضہ کرنا اور ایک بہت بڑی عیسائی سلطنت بنانا تھا جس کا دارالخلافہ قسطنطنیہ ہو۔ کیتھرائن نے اپنے دوسرے پوتے کا نام قسطنطنین رکھا اسے یونانی دایہ کے حوالے کیا اور ایسے تمغے جاری کئے گئے جن پر سینٹ صوفیا کی تصویریں کندہ تھیں۔ آسٹریا اس بات پر راضی ہوگیا کہ یہ نئی ریاست روس سے الگ ہوگی اور یہ کہ بلقان میں اسے حصہ دیا جائے گا اس کے علاوہ اسے اور بھی کئی مراعات دینے کی یقین دہانی کروائی گئی۔

ترکی نے روس کے خلاف ۱۷۸۷ء میں جنگ کا اعلان کیا، دوسری ترک جنگ ۱۷۸۷ء سے ۱۷۹۷ء تک جاری رہی۔ یہ جنگ زمینی اقدامات تک محدود رہی جاسی کے معاہدہ کی رو سے روس کو اوچاکوف کا قلعہ اور بحیرہ اسود کا ساحل ڈنیسٹر دریا تک ملا۔ دوسری طرف ترکی نے کریمیا پر روسی قبضے کو تسلیم کرلیا۔

۱۸۰۴ء سے ۱۸۱۳ء تک جارجیا کے مسئلے پر ایران سے لڑائی لڑی گئی جس میں روس کو فتح حاصل ہوئی اور معاہدہ گلستان کی رو سے جارجیا کے علاقے پر روسی اقتدار تسلیم کرلیا گیا بلکہ قفقاز میں شیما اور داغستان کے علاقے بھی حاصل ہوئے۔ روس ترک جنگ ۱۸۰۶ء سے ۱۸۱۲ء تک جاری رہی۔

نکولائی اول ۱۸۲۵ء تا ۱۸۵۵ء تک برسر اقتدار رہا۔ انتہائی جابر حکمران تھا۔ وہ خالصتاً فوجی ذہن کا مالک تھا۔ وہ اپنی سپاہ کا بے حد خیال رکھتا تھا۔ فوجی مشقوں، پریڈ، گراؤنڈ حتیٰ کہ وردی کے بٹن تک اس کے نزدیک انتہائی اہمیت کے حامل تھے۔ اس نے نہ صرف فوجی وردی تبدیل کروائی بلکہ بٹنوں کی تعداد بھی تبدیل کی۔ اس طرح وہ

اپنے گرد و پیش واقع ہر چیز کی معمولی سے معمولی نوک پلک خود درست کرواتا۔ دفاعی انتظامات کرنا اس کا دل پسند مشغلہ تھا۔ وہ آرمی کور آف انجینئرز کا سربراہ رہ چکا تھا اس لئے شہنشاہ بننے پر اس کا سب سے دل پسند کام یہ تھا کہ وہ پورے ملک کو ایک ناقابل تسخیر قلعہ میں تبدیل کر دے۔

۱۸۳۳ء میں سرکاری طور پر زار کے وزیر تعلیم کاؤنٹ سرج یوداروف نے پورے ملک کی سرکاری قومیت کے تین اصول مقرر کیے۔ قدیم کلیسا، مکمل اختیارات اور تمام تر اختیار بادشاہ کے ہوں گے۔ قدیم کلیسا سے مراد سرکاری کلیسا کی برتری کے علاوہ اخلاقی اصولوں کی برتری تھی۔ اسی طرح قومیت سے مراد روسی عوام کا حکومت اور شہنشاہیت کی حمایت کرنا تھا۔ اس کے علاوہ قومیت کے مفہوم میں روس کے مستقبل کی تمام تر آرزوں اور سلاویت کی عظمت کا امین ہونا بھی شامل تھا۔ نکولائی اول اپنے عہد کی تمام تر روایات پر سختی سے کاربند تھا اور اپنے وطن کے تحفظ کے علاوہ جبر و استبداد کے نظام کا علمبردار تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ تمام تر اختیارات کا شہنشاہ میں مرتکز ہونا عوام، بادشاہت اور سلطنت سب کے مفاد میں ہے۔

نکولائی اول کے برسر اقتدار آنے کے کچھ ہی دیر بعد روس نے ایران کے خلاف جنگ لڑی جو جون ۱۸۲۶ء سے فروری ۱۸۲۸ء تک جاری رہی۔ اس جنگ میں جس کا مرکزی نقطہ جارجیا تھا۔ ایران کو شکست ہوئی اور جنرل پاسکووچ اس جنگ کے ہیرو کے طور پر اُبھرے۔ ترکمانچائے کے معاہدے کے تحت روس کو آرمینیا کا ایک حصہ ملنے کے علاوہ ایروان کا شہر خزر میں بحریہ کے تمام تر حقوق، تجارتی مراعات اور خاصا بڑا تاوان جنگ ملا۔

ایران کے ساتھ صلح کے بعد روس نے ترکی کے خلاف اعلانِ جنگ کیا۔ ۱۸۲۱ء میں یونانیوں نے ترکوں کے خلاف بغاوت کر دی تھی۔ ۲۰ اکتوبر ۱۸۲۷ء کو روس، برطانیہ اور فرانس کے مشترکہ بیڑے نے مصری بیڑے کو ناوارینو کے مقام پر شکست دی۔ روس ترک جنگ اپریل ۱۸۲۸ء کو شروع ہوئی جس میں روسیوں کو فتح ہوئی اور عثمانی سلطنت کو معاہدہ اڈریانوپل کرنا پڑا۔ جس کی رو سے روس کو ڈینوب کا دہانہ اور

قفقاز میں خاصا علاقہ ڈینوب کے علاقے مولدادیا اور ولاچیا کو روسی تحفظ کے تحت خود مختار حیثیت اور ترکی کو بھاری تاوانِ جنگ ادا کرنے کے علاوہ آبنائے سے روسی جہازوں کو گذرنے کی اجازت ملی۔

ترکی اور مصر کے درمیان ۱۸۳۹ء اور ۱۸۴۰ء کے درمیان جنگوں کی وجہ سے معاہدہ انکیار سکیکی ختم ہوچکا تھا۔ یورپی طاقتوں نے دونوں حریفوں کے درمیان صلح کروانے کے لئے دو الگ الگ معاہدے کئے ایک معاہدہ لندن میں ۱۵ جولائی ۱۸۴۰ء کو ہوا اور دوسرا ۱۳ جولائی ۱۸۴۱ء کو آبنائے کنونشن میں طے ہوا۔ اس کنونشن میں برطانیہ، آسٹریا، پرشیا، روس اور فرانس نے شرکت کی۔ اس میں اس بات کی یقین دہانی ہوئی کہ زمانہ امن میں باسفورس اور درہ دانیال سے کوئی غیر ملکی جنگی جہاز نہیں گزر سکے گا۔

۱۸۵۰ء میں فلسطین میں کیتھولک اور قدیم کلیسا کے درمیان عیسائیت کے انتہائی مقدس مزارات پر جھگڑا پیدا ہوا۔ نپولین سوئم کیتھولک پرچم کا علمبردار تھا اس موقع پر نکولائی اول نے اپنے مخصوص انداز میں انتہائی زور دار اور براہ راست انداز اختیار کیا۔ اس نے پرنس الیگزانڈر مشیکوف کے ذریعہ فروری ۱۸۵۳ء کو خلیفہ کو ایک الٹی میٹم بھیجتے ہوئے کہا کہ اس تنازعہ کو قدیم کلیسا کے حق میں طے کرنا چاہیے۔

کریمیا کی جنگ میں کئی ریاستیں آن شامل ہوئی تھیں۔ لیکن اس کا محاذ محدود تھا۔ آسٹریا کی فوجوں نے مولدادیا اور ولاچیا پر قبضہ کر کے روسیوں کو ترکوں کے ساتھ بلقان میں کاٹ دیا۔ اب متحارب فریقوں یعنی ترکی اور روس کے درمیان صرف قفقاز کا محاذ تھا۔ جس میں کوئی بڑی جنگ لڑنا مشکل تھا۔ حلیفوں کا سمندر پر پورا قبضہ تھا۔ جہاں بحری مظاہرہ اور روسی ساحل پر تھوڑے بہت حملے ہوئے جن میں بحیرہ اسود، بالٹک، وائٹ سی اور بحیرہ بیرنگ شامل ہیں۔ ایک فیصلہ کن لڑائی ستمبر ۱۸۵۴ء میں کریمیا میں لڑی گئی۔ اس محاذ پر روسی کامیاب رہے۔ سیوسٹا پول کا قلعہ ساڑھے گیارہ مہینے کی مسلسل گولہ باری کے باوجود ڈٹا رہا۔ فرانس، برطانیہ، ترکی اور ساڈینیا کے فوجی اپنے بہتر اسلحہ و سامانِ جنگ کے باوجود اس پر قبضہ نہ کرسکیں۔ جب روس کی سپلائی لائن ٹوٹ

گئی اور ہائی کمان نے اس سلسلے میں بہت زیادہ سرگرمی نہ دکھائی تو بحیرہ اسود کے بیڑہ کے سپاہیوں اور ملاحوں نے جن کی کمان ایڈمرل پال ناخیموف اور ایڈمرل ولادمی میر کورنیلوف کر رہے تھے بے مثال شجاعت کا ثبوت دیا اور جرنیلوں کی سی شان کے ساتھ معرکہ میں مارے گئے لیکن ہتھیار نہ ڈالے، اس شہر کی حفاظت میں تن من کی بازی لگا دی گئی۔ اس جنگ میں روسی بہادری کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ سیوستاپول کے چیف ملٹری انجینئر کرنل کاونت ایڈورڈ ٹوڈلیبان نے بھی دفاعی کاموں میں جدت پیدا کرتے ہوئے اور حالات کے مطابق بے سازو سامانی کے باوجود انتظامات میں بلا کی ہنر مندی کا مظاہرہ کیا۔

روسی افواج نے ۱۱ستمبر ۱۸۵۵ء کو جنگ شروع ہونے سے ایک سال بعد اپنے جہاز ڈبوئے اور سیوستاپول کے حصاروں کو اڑاتے ہوئے شہر خالی کر دیا۔ نکولائی اول کی وفات مارچ میں ہوئی۔ اس کے جانشین الیگزانڈر دوئم اور حلیف طاقتوں نے ۱۸۵۶ء میں صلح کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ ۳۰ مارچ ۱۸۵۶ء کو پیرس میں ایک معاہدہ ہوا جس کی رو سے روس نے ترکی کو ڈینوب کا دھانہ اور بیساربیا کا حصہ دیا اور بحیرہ اسود کی غیر جانبداری تسلیم کی گئی۔ قدیم کلیسا کے پیروکاروں کے تحفظ کے حق سے دستبرداری، ڈینوب کے علاقے دستخط کرنے والے حلیفوں کی ضمانت تلے دینے اور ڈینیوب میں محفوظ جہاز رانی کے لئے ایک بین الاقوامی کمیشن بنایا گیا۔

۱۸۵۵ء میں الیگزانڈر دوئم تخت نشین ہوا۔ وسط ایشیا ابھی روسی سلطنت کا حصہ نہیں بنا تھا۔ ۱۸۶۵ء سے ۱۸۷۶ء تک کی مسلسل جنگوں کے نتیجے میں یہ علاقہ زیر نگیں آیا۔ اس میں انتہائی قابل روسی جرنیلوں کنستنتائن کافمین اور مائیکل سکوبیلوف کا خاصا دخل تھا۔ روسی سپاہ نے وسط ایشیا کے صحراؤں میں مختلف جنگی مہموں کے ذریعے مسلم علاقوں کی افواج کو شکستیں دیں ۱۸۶۳ء سے ۱۸۸۶ء تک کے سالوں میں چمکنت، سمرقند، خیوا، است یرت، ٹرانس کیسپا اور مرو سے لے کر پنجدہ تک کا علاقہ جو افغانستان کی سرحد سے ملتا ہے روسیوں کے زیر نگیں تھا۔ انیسویں صدی کے وسط میں وسط ایشیا کے خاصے ممالک روس کے قبضے میں آئے۔ سمرقند ۱۸۶۸ء میں قوقند

۱۸۷۵ء میں مرو ۱۸۸۴ء میں پنجدہ ۱۸۸۶ء میں اور پامیر ۱۸۹۶ء میں روس کے قبضے میں آئے۔

الیگزانڈر سوئم ۱۸۸۱ء سے ۱۸۸۴ء تک برسر اقتدار رہے اور آخری زار نکولاس دوئم کا دورِ حکومت ۱۸۹۴ء سے شروع ہوتا ہے جس میں راسپوٹین اپنی تمام تر پُراسرار قوتوں کے ساتھ جلوہ گر نظر آتا ہے۔

سائبیریا۔۔۔۔اور راسپوٹین کی جائے پیدائش

سائبیریا سویٹ یونین کے ایشیائی علاقے سے تعلق رکھتا ہے جو مغرب میں یورال سے لے کر مشرق میں بحرالکاہل کے پہاڑی علاقے تک اور شمال میں بحیرہ آرکٹک سے لے کر جنوب میں قارخ سویٹ سوشلسٹ جمہوریہ کے بلند گھاس کے میدانوں اور منگول عوامی جمہوریہ کی سرحدوں تک شمالاً جنوباً ۳۵۰۰ کلو میٹر (۲۲۰۰ میل) اور مغرب سے مشرق تک ۷۰۰۰ کلو میٹر (۴۴۰۰ میل) تک پھیلا ہوا ہے۔ اس کا کل رقبہ ایک کروڑ مربع کلو میٹر (۳۸،۳۰،۰۰۰ مربع میل) ہے شمال میں سائبیریا کی سرحد قراسمندر، لاپٹو سمندر اور مشرقی سائبیریا کے سمندر سے ملتی ہے۔ خود مختار سویٹ سوشلسٹ جمہوریہ، بوریاٹ منگول خودمختار سویٹ سوشلسٹ جمہوریہ، تومن، قوغان، اوسک، نوومبرسک، ٹومسک، کمرود، کراسٹویارسک، التائی، آرکٹک، چیٹا اور مگاڈان، التائی پہاڑ، خاکاس اور ٹودا خود مختار علاقے اور چھ قومی اضلاع جن کا تعلق روسی سویٹ وفاقی سوشلسٹ جمہوریہ (آر۔ ایس۔ ایف۔ ایس۔ آر) سے ہے سائبیریا کے علاقے ہیں۔

سائبیریا مغربی سائبیریا اور مشرقی سائبیریا میں منقسم ہے۔ مغربی سائبیریا یورال سے ینسی دریا تک اور مشرقی سائبیریا دریائے ینسی سے بحرالکاہل کے پہاڑوں تک پھیلا ہوا ہے مشرق بعید کو جغرافیائی اعتبار سے الگ خطہ سمجھا جاتا ہے۔ جس میں انتظامی اعتبار سے آمور، خابوروسک، پیریموسکی (بحری علاقہ) سخالین، کچاٹکا اور لگاڈان کے صوبہ کے کچھ حصہ کے علاوہ دو قومی اضلاع کوریاک اور چکچی شامل ہیں۔ سائبیریا میں رہنے والے افراد میں سب سے زیادہ تعداد روسی نژاد لوگوں کی ہے جو روسی زبان بولتے اور لکھتے ہیں۔

سائبیریا میں غیر سلاوی اور غیر روسی قومیتیں آباد ہیں۔ جن میں بوریاٹ،

یاقوت، خاکاس، التائی، ایونک، نتسی، خانٹی، ڈولگان، چکچی، ایوان، نانیسٹی، مانسی، کوریاک، سیلکپ، نوخی، الچی، اود گمیٹسی، اٹلمنی، اسکیمو، اروچی، تگانا سافی، الوٹ، یوکا مشہور ہیں۔

انیسوی صدی کے آخر میں سائبیریا نے پورے روس میں نکلنے والے سونے کا ۷۵ فیصد پیدا کیا۔ یہاں کوئلہ کی کانیں بھی موجود ہیں۔ ٹرانس سائبیرین ریلوے جو ۱۸۹۱ء میں شروع کی گئی اور ۱۹۰۵ء میں مکمل ہوئی۔ انجنئرنگ کے عجائبات میں سے ایک ہے۔ ۴۶۵۰ میل لمبی یہ اکہری لائن کی پٹڑی دنیا کے مشکل ترین علاقوں سے گذر کر اپنی منزل پر پہنچتی ہے۔ سائبیریا دنیا کا وسیع ترین خطہ اور رقبہ کے اعتبار سے دنیا کی سب سے بڑی مسلمان ریاست تھی۔ کچم خان منگول بادشاہوں کے خاندان کا چشم و چراغ تھا۔ جس کی کوششوں کی وجہ سے سائبیریا کے تاتاروں کی اکثریت نے اسلام قبول کیا۔ کچم صحیح العقیدہ اور عملی مسلمان تھا۔

کچم خان نے ادب دریا کے مغرب اور ارتش کے علاقے کے تاتاروں کو زیر نگیں کیا۔ دوغل اور اوستیاک قبائل سے باقاعدہ خراج دینے کا مطالبہ کیا۔ اویگر اور اس کے بھائی سعید اخملت کو مار ڈالا اور ان کے دارالخلافہ عسکریا میر کو زیر تسلط لانے کے بعد خود کو سائبیریا کا زار کہلوانا شروع کر دیا۔ سائبیریا میں جب اِس صورت حال کی خبر ماسکو پہنچی تو اس وقت سائبیریا کا ایک وفد ماسکو میں موجود تھا۔ اس کے ارکان کو واپس بھیجا گیا کہ وہ نئے سلطان کو فرکی کھا لوں کا وعدہ یاد کرائیں۔ اُس وقت کچم خان کی حکومت مستحکم نہ تھی۔ سعید اخملت کا ایک بیٹا بھی زندہ تھا۔ لہذا کچم نے وقتی طور پر مصلحتاً ماسکو کو تحائف بھجوائے لیکن یہ پالیسی زیادہ دیر نہ چلی۔

کچم خان نے تحائف دینے کی بجائے ایک خط روانہ کیا اور یہ خط کسی سفیر کی بجائے ایک عام وکیل کے ہاتھوں بھیجا گیا اس خط میں لکھا گیا تھا کہ "اللہ عظیم ہے۔ آزاد اور خود مختار زار کچم عظیم اور منصف زار کو لکھ رہا ہے۔ تمہارے باپ نے ہمارے باپ کے ساتھ صلح کی تھی اور سفیر آتے جاتے رہے کیونکہ ہمارے علاقے نزدیک ہیں۔ ہمارے لوگ امن چین سے رہتے رہے ہیں اور ان میں کسی قسم کی لڑائی نہیں۔ اس

سے پہلے میں اس وجہ سے نہ لکھ سکا۔ کیونکہ میں اپنے دشمنوں کے ساتھ جنگ میں مصروف تھا۔ لیکن اب میں نے دشمن کو گرفتار کرلیا ہے جو میرے ساتھ امن کے ساتھ رہنا چاہے گا۔ میں اس کے ساتھ امن سے رہوں گا اور جو میرے ساتھ جنگ کرنا چاہے گا میں اس کے ساتھ لڑوں گا۔ میں اپنا سفیر بھیج رہا ہوں۔ ہمیں صلح کرلینا چاہیے۔ ہمارے وہ لوگ جو تمہارے علاقے میں قید ہیں رہا کردیے جائیں جو کوئی میرے باپ کے ساتھ دوستانہ مراسم رکھتا تھا میں بھی اس کے ساتھ دوستی نبھاؤں گا اگر آپ امن چاہتے ہیں تو میں آپ کو بڑا بھائی تسلیم کرنے کو تیار ہوں"۔

جولائی ۱۵۷۳ء میں جب کھیتوں میں کام پورے زور و شور سے جاری تھا۔ مجاہدین نے کچم خان کے احکامات پر سراگانوف کے دستے پر حملہ کیا۔ آدمیوں کو مار ڈالا اور قریبی علاقوں کو نذرِ آتش کردیا۔ مئی کے بعد سٹراگانوف کے جنگلات کو آگ لگ گئی تھی جس میں تمام رہائشی مکانات، شکار گاہیں، لکڑی کے بڑے بڑے انبار الغرض ہر چیز جل کر راکھ ہوگئی۔ سٹراگانوف کے آدمی آگ بجھانے میں مصروف تھے کہ سائبیریا کے شہزادے محمد گل جو کچم خان کا بھتیجا تھا نے اوریول شہر پر قبضہ کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام ہوا۔ لہذا اس نے نزدیکی علاقے پر حملے کرکے جس قدر ممکن ہوسکا فدیہ کے لالچ میں قیدی بنائے۔ راستے میں زار کے سفیر چوبےکوف سے مڈبھیڑ ہوئی اور لڑائی میں سفیر اور اس کے تمام ساتھی مارے گئے۔ سٹراگانوف نے ان شہسواروں کا پیچھا کیا تاکہ وہ حملہ کرکے اپنے قیدی چھڑالیں، لیکن وہ اپنی اپنی قلعہ بندیوں سے زیادہ دور نہ جاسکے۔ سٹراگانوف نے زار کے نام ایک تفصیلی خط لکھتے ہوئے سفیر کے قتل کی داستان بیان کی اور کہا کہ وہ سائبیریا تک پیچھا کرنے سے اس لئے باز رہے کہ انہیں زار کی اجازت چاہیے تھی۔ مزید کچم اور محمد گل کی اپنی طاقت گریگوری اوریاکوب کی طاقت سے کم نہ ہے اور ان حالات میں وہ صرف زار کی امداد ہی سے ان سے لڑائی لڑسکتے ہیں۔ ماسکو اس پیغام کو فوراً سمجھ گیا۔ اگلے ہی سال سٹراگانوف برادران کو نیا چارٹر دیا گیا۔ زار نے "سائبیرین یوکرائن" یعنی تمام تر سائبیریا ان بھائیوں کو ۲۰ سال کے پٹہ پر دے دیا۔ ان کو جنگ کے لئے قلعے بنانے، قلعوں کو مستحکم کرنے، کھیتی باڑی، جنگلات، ماہی

گیری، آباد کاری، کان کنی، غرض تمام تر اختیارات دے دیئے۔

آئیوان نے محسوس کیا کہ ہانسا کے تاجروں کی روس سے تجارت بند کرنے میر روس کو بھی اتنا ہی نقصان ہوا ہے جتنا کہ جرمنوں کو۔ اب نئی سرمایہ کاری کے لئے انگریز موجود ہیں جو ماسکو کو یورپ کے ساتھ تعلقات کے استوار کرنے میں بھی مدد دے سکتے ہیں چنانچہ ان کی خاصی آؤ بھگت کی گئی۔ انگریزوں نے زار کے سنہری ہال میں اس کے ساتھ کھانا کھایا۔ ایک سو سے زیادہ مہمانوں کے لئے میزوں پر سونے کی پلیٹیں لگائی گئیں۔ ۱۵۰ بیرے کھانا کھلانے میں مشغول رہے۔ کھانے کے دوران تین بار دستر خوان بدلا گیا۔ کھانا کئی گھنٹے تک چلتا رہا۔ امرا نے تو درکنار بیروں تک نے سنہری لباس پہن رکھا تھا۔ انگریزوں نے بعد میں زار کے دربار کی بے مثال شان و شوکت کی دل کھول کر تعریف کی۔

فروری ۱۸۵۴ء میں انگریز تجار کے جہاز کا کپتان چانسلر واپسی کے سفر میں آئیوان کی جانب سے ایڈورڈ ہفتم کے نام انتہائی دوستانہ خط لے کر آیا لیکن اس دوران ایڈورڈ ہفتم کا انتقال ہو چکا تھا لہذا آئیوان کا یہ خط ملکہ میری کو دیا گیا، مہم جُو تاجروں کی کمپنی کا نام ماسکوی رکھا گیا۔ ۱۵۵۵ء میں ملکہ میری نے اس کمپنی کو چارٹر دیا کہ اسے روس اور ان دوسرے ممالک سے جن کا راستہ روس سے ہو کر گزرتا ہے۔ تجارت کے تنہا حقوق حاصل ہوں گے ماسکوی کمپنی ان بڑی بڑی نو آبادیاتی کمپنیوں میں سے ایک تھی۔ جنہوں نے یورپ اور نئی اور پرانی دنیاؤں کے درمیان راستے تلاس کئے۔ اس نے انگریزوں اور ڈچ کی بنائی گئی ایسٹ انڈیا کمپنی کے لئے بھی نشانِ راہ کا کام کیا۔ ماسکوی کمپنی نے مشرق اور مغرب دونوں سمتوں میں بے شمار مہمات روانہ کیں۔ بافن اور ہڈسن اس کے کپتانوں میں اہم ناموں کی حیثیت رکھتے ہیں۔

انگلستان اور روس کے درمیان سفید سمندر کے راستے باقاعدہ آمد و رفت کے بعد انگریز تاجروں نے خولموگوری میں تجارتی کوٹھیاں بنا کر باقاعدہ تجارت شروع کی۔ آئیوان کے لئے انگلستان سے تعلقات خاص اہمیت رکھتے تھے۔ چنانچہ اس نے انیکا سٹرانوگاف کو اپنے تجارتی نمائندے اور انسپکٹر کے دوہرے فرائض سونپے تاکہ

روسیوں کو کسی قسم کا نقصان نہ ہونے پائے۔ اسے پورا اختیار تھا کہ زار کے دربار کے لئے جس چیز کی ضرورت ہو اسے بلا روک ٹوک خریدے اور ساتھ ہی تمام سامان کی اچھی طرح پڑتال بھی کرے۔ سٹراگانوف خاندان کے اس چشم و چراغ نے انگریز تاجروں سے بہت کچھ سیکھا۔ اس نے نئے ہتھیار، نئے آلات، جیبی گھڑیوں اور قطب نما سے لے کر نئے نئے اُفق دیکھے۔ نئی منڈیوں کا پتہ چلایا۔ اس طرح اس کا اپنا ذہنی اُفق وسیع ہوا۔ اس کی تجارت صرف تجارت نہ تھی ایک نئے دور کا آغاز بھی تھی۔ جب اسے معلوم ہوا کہ انگریز تاجر منگاسیا پہنچنا چاہتے ہیں، جس کی حیثیت ایک خفیہ خزانے کی ہے۔ جس کی چابیاں انیکا اور اس کے بیٹوں کے پاس ہیں، اور اس راستے پر کچم خان کا قبضہ ہے جو سائبیریا کا بلاشرکت غیرے مالک ہے تو سٹراگانوف نے اس راستے پر بڑھنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ وہ کچم خان کے خلاف مسلسل لڑائیاں لڑ رہے تھے۔ کچم خان کا بھتیجا اوریول کے دروازوں تک پہنچ چکا تھا۔ زار نے سٹراگانوف کو سائبیریا کے مکمل حقوق عطا کر رکھے تھے۔ اس دوران سٹراگانوف کو بڑے صدمے اٹھانے پڑے۔ انیکا ۱۵۷۰ء میں اس کے دو بھائی گریگوری اور یعقوب ۱۵۷۵ء اور ۱۵۷۹ء میں مر گئے۔ ان دس سالوں میں مسلسل لڑائیاں ہوتی رہیں۔ ۱۵۸۱ء میں یرماک اپنی فوج لے کر دریائے یورال عبور کرتے ہوئے آگے بڑھا۔ سٹراگانوف کی جد و جہد بے سود رہی۔ زار نے انہیں قلعہ بندیاں کرنے کے احکامات دیئے تھے۔ دوسرے الفاظ میں انہیں یہ حق حاصل تھا کہ وہ لڑائی کے ذریعے سائبیریا کی فتح کی راہ ہموار کریں۔ اس کے باوجود اس نے سٹراگانوف کو فوج فراہم نہ کی انہیں خود اپنے آدمیوں کو ہتھیار بند کرنا اور خود لڑائی لڑنا تھی۔

سٹراگانوف بڑا منجھا ہوا اور تجربہ کار کھلاڑی تھا۔ اس نے یہ بات سمجھ لی تھی کہ کچم خان اور محمد گل کے خلاف میدان میں اُترنے سے پہلے ان کے ساتھ تعلقات استوار کرنا اور ان کی پناہ حاصل کرنا ضروری ہے۔ جن دنوں سٹراگانوف محمد گل کے حملوں کو پسپا کر رہا تھا، ڈان کاسک برماک اور آئیوان کولزو نے ڈان دریا میں کشتی رانی کرتے ہوئے اس مقام تک رسائی حاصل کر لی جہاں یہ دریا دریائے دولگا کے نزدیک بہتا ہے۔ دولگا سے بحیرہ خزر پھر یورال سے ہوتے ہوئے نگائی خان کے صدر مقام سرائے چک

پہنچے اور اسے تباہ و برباد کر دیا۔ یہ شہر ایک جزیرہ پر واقع تھا یہاں عالیشان مساجد، قیمتی دکانیں اور گھر تھے۔ بخارا اور ماسکو کے درمیان تجارت کے قافلے یہاں سے ہو کر گزرتے تھے۔ اس حملہ آور گروہ کا لیڈر آئیوان کولزو تھا۔ تگائی خان نے جب آئیوان کو شکایت کی تو اس نے دولگا میں اپنی مہم روانہ کی اور یہ حکم دیا کہ ان تین لٹیروں کو ہر قیمت پر گرفتار کر لیا جائے۔ انہیں اس بات کی خبر ہو گی اور وہ وہاں سے بھاگ کر شمال کی طرف چلے گئے۔

یرماک سیدھا سٹراگانوف کے پاس پہنچا۔ اس کے ساتھ کاسک کا دستہ تھا جسے زندہ رہنے کے لئے معاش کی ضرورت تھی۔ یرماک سٹراگانوف کے ساتھ معاہدہ ہونے پر یہ گروہ ان کے لئے کام کرنے لگا۔ جولائی ۱۵۸۱ء میں پرنس بیگ علی اچانک سات سواروں کے ساتھ اس پر حملہ آور ہوا۔ یرماک اس موقع پر کام آیا اور اس کی مدد سے بیگ علی گرفتار کر لیا گیا۔

یرماک نے آٹھ سو افراد پر مشتمل فوج ترتیب دی۔ ان میں سے تین سو افراد سٹراگانوف نے فراہم کئے۔ سٹراگانوف نے مہم کے لیئے ساز و سامان بھی فراہم کیا۔ جس پر اُس زمانہ میں بیس ہزار روبل خرچ آئے۔ اس مہم کے لیئے جھنڈے بھی عطا کئے گئے جن پر عیسائی سینٹ (اولیاء) کی تصاویر تھیں۔ ستمبر کے آخر میں یرماک نے یورال عبور کیا اور دریائے تورا تک پہنچ گیا۔

کچم خان کی ریاست متحد نہ تھی۔ اس کے تحت کئی چھوٹے چھوٹے شہزادے تھے۔ جن کے نزدیک کچم کی حیثیت ایک غیر ملکی کی سی تھی۔ یہ افراد زبان اور مذہب دونوں اعتبار سے تاتاروں سے بالکل مختلف تھے۔ کچم اور اس کے تاتار ساتھی مسلمان تھے جبکہ ان باجگزاروں کی اکثریت مشرک قبائل پر مشتمل تھی۔ انہیں کچم کو خراج ادا کرنا پڑتا تھا۔ اس لئے وہ سائبیریا کی مملکت کی حفاظت کا صحیح معنوں میں حق ادا کرنے سے قاصر تھے۔ کاسک تورا دریا کے ساتھ ساتھ بحری سفر کر رہے تھے کہ انہیں تاتاروں نے دیکھ لیا۔ تاتاروں نے تیروں کی بارش کر دی لیکن دریا کا پاٹ چوڑا ہونے کے باعث انہیں زیادہ نقصان نہ پہنچا۔ کاسک نے توڑے دار بندوقوں کی دو تین باڑھیں

ماریں تو وہ فوراً پسپا ہو گئے۔ کچم خان کے ایک باجگزار پیانچا نے یرماک کی سپاہ کا مقابلہ کیا جس کا بدلہ لینے کے لئے یرماک نے ایک چھوٹے سے دارالخلافے کو تباہ کروا دیا۔ قریبی علاقے کا حشر بھی یہی کچھ ہوا۔ موسم سرما کی وجہ سے کاسک زیادہ آگے نہ جا سکے۔ یرماک نے موسم سرما چنگا تورا کے تباہ شدہ تاتار قصبے میں گزارا وہ پیانچا سے لڑتا رہا اور ساتھ ہی اس پر یہ بات بھی واضح کرتا رہا کہ اس کا اصل ہدف کچم خان ہے۔ مئی ۱۵۸۲ء میں کاسک نے اپنی کشتیاں مرمت کیں اور ٹورا دریا میں سفر کرنا شروع کر دیا۔ سرما کے دوران پیانچا کے آدمی کچم خان کے پاس گئے اور اسے بتایا کہ زار کی افواج جہازوں پر سوار ہو کر آرہی ہیں۔ کچم خان نے اپنی فوج اکٹھی کی۔ اپنے وزیر جنگ طاؤسان کو سپاہ کی کمان سپرد کی اور روسی فوج کا مقابلہ کرنے کے لے بھیجا۔ کچم خان نے تاتار محافظ دستے کو اپنے ساتھ رکھا۔ طاؤسان کو کہا گیا کہ وہ باجگزار علاقوں کے سپاہ اکٹھا کرتا ہوا آگے بڑھے۔ یرماک اور طاؤسان کی ملاقات ٹویول پر ہوئی۔ کاسک تازہ دم تھے۔ مئی کا مہینہ تھا، موسم روز بروز گرم ہوتا جا رہا تھا۔ جنگلوں کے بعد اب گھاس کے میدانوں کا خطہ شروع ہو گیا تھا۔ دور تک ہریالی تھی۔ طاؤسان کا نعرہ یہ تھا کہ خدا اور اس کے رسول ﷺ کی خاطر لڑو اور مر جاؤ۔ معرکے کی جنگ ہوئی لیکن طاؤسان اور تاتار کی چھوٹی سی پارٹی جو اس کے ہمراہ تھی، گرفتار ہو گئی۔ یرماک نے دوستانہ انداز میں طاؤسان کو خوش آمدید کہا۔ کاسک نے اُسے کھانا کھانے کے بعد دکھایا کہ توڑے دار بندوق کیسے چلتی ہے۔ اسے یہ بھی بتایا کہ اس سے چالیس گنا زیادہ فوج پیدل آرہی ہے۔ طاؤسان کو مرعوب کرنے کے بعد اسے رہا کر دیا اور اس کے ساتھیوں کو کہا گیا کہ کچم کے پاس جاؤ اور اسے بتاؤ کہ ہماری افواج ان گنت ہیں۔ وہ اگر سر تسلیم خم کر دے ہم خون بہانا نہیں چاہتے۔

کچم خان ہتھیار ڈالنے والا شخص نہ تھا جونہی اسے طاؤسان کی شکست کا علم ہوا اس نے دفاعی انتظامات تیز تر کر دیئے۔ اس نے تمام باجگزاروں کو سونے کے تیر بھیجے اور ساتھ ہی تفصیلی پیغامات زبانی بھجوائے۔ انہیں کہا گیا کہ وہ زیادہ سے زیادہ سپاہ تیار رکھیں۔ کچم خان ایک عظیم جنگی روایت کا امین تھا اور شہ زور شیبان کا جانشین ہونے

کے علاوہ جذبہ جہاد سے سرشار تھا۔ لہذا اُس کی نسل کے باجگزار اُس کے جھنڈے تلے جمع ہونا شروع ہوگئے۔ باربا کے تاتار، گلائی مرسا، نوگائی، تاتاریا مبک، برواک، نچھا، بینی، اوباک اور اوماک سب کے سب آن پہنچے۔

۲۱ جولائی ۱۵۸۲ء کو دریائے ٹوبول کے کنارے باڈاسر کی پرانی تاتار بستی کے پاس شدید لڑائی ہوئی۔ سارا دن جنگ ہوتی رہی کاسک ٹوبول کے کنارے پہنچ کر کشتیوں میں جا بیٹھے۔ چونکہ تاتاروں کے پاس کشتیاں نہ تھیں۔ اس لئے وہ ان کا تعاقب نہ کرسکے۔ لیکن انہوں نے کناروں سے ہر چٹان کے پیچھے سے ان پر تیروں کی مسلسل بوچھاڑ کئے رکھی۔ لیکن جب محمد کُل کو اندازہ ہوگیا کہ کاسک کا راستہ روکا نہیں جاسکتا تو وہ اپنی فوج کے ہمراہ اپنے باپ کے پاس عسکر آ گیا۔ یرماک ایک بڑے تاتار گاؤں پہنچا اور اس پر قبضہ کرلیا۔ اگست کا مہینہ تھا اور کاسک بحری راستے سے تنگ آ چکے تھے۔ راستے میں مچھلی کے علاوہ انہیں کھانے کو کچھ نہ مل رہا تھا۔ جبکہ کناروں پر چراگاہیں، کھیت، گھوڑے سب کچھ نظر آ رہے تھے۔ اب سپاہ لڑائی سے تنگ آ چکی تھی۔ اس کے ایک سو سات آدمی مارے جا چکے تھے۔ اب ان کی کل تعداد پانچ سو سے زیادہ نہ تھی۔ کچم عسکر چھوڑ کر جا چکا تھا۔ ایک اعتبار سے یرماک نے سائبیریا فتح کرلیا تھا۔ عسکر کا دارالخلافہ بڑے دیہات سے زیادہ حیثیت نہ رکھتا تھا۔ گھر لکڑی اور گارے کے بنے ہوئے تھے۔ ان میں قالین اور فرنیچر بچھے ہوئے تھے۔ اوشک قبیلے کے سربراہ نے اطاعت قبول کرلی اور کہا کہ وہ یرماک کو وہی خراج ادا کرے گا جو کچم کو دیا کرتا تھا۔ یرماک کی سپاہ کے لئے سامان رسد مہیا کی گئی۔ یرماک نے غفلت میں محمد کُل اور باقی تاتاروں پر حملہ کر دیا تاتار مارے گئے اور محمد کُل قید ہو کر یرماک کے پاس عسکر لے جایا گیا۔ یرماک نے محمد کُل کے ساتھ بہت اچھا برتاؤ کیا۔ علاوہ ازیں زار کی جانب سے انعام و اکرام کا وعدہ بھی کیا گیا۔

اس دوران کچم اپنے کمانڈروں کے ساتھ جنگی حکمت عملی تشکیل دے رہا تھا۔ وہ اپنی سپاہ اپنے بیٹوں میں بانٹ کر ملاؤں اور شامانوں کی آشیر بادیں حاصل کر رہا تھا۔ ۲۵ اکتوبر کی صبح کاسک نے تاتار کیمپ پر حملہ کر دیا۔ دست بدست جنگ شروع ہوگئی

تھی۔ اس شدید لڑائی میں محمد گل شدید زخمی ہوا۔ ایک محافظ نے انہیں میدانِ جنگ سے نکل کر کشتی میں بٹھایا اور ارتش کے اس پار پہنچا دیا۔ کچم اپنی باقی ماندہ فوج لے کر موقع سے نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔

سٹراگانوف کو روسی حکومت کی جانب سے نئی مراعات دی گئیں اس موقع پر زار کی جانب سے کولزو اور یرماک کے پچھلے کئے گئے جرائم کی معافی کا اعلان کیا گیا اور یرماک کو زار کی طرف سے ذاتی چوغہ، ایک چاندی کا جام اور دو نہایت قیمتی زرہیں انعام میں دی گئیں۔

یرماک کو سائبیریا میں تین سال ہو گئے تھے۔ لیکن ابھی تک ماسکو سے امداد نہ پہنچی تھی۔ سائبیریا کا خاصا بڑا حصہ فتح ہو چکا تھا۔ لیکن اس کے باوجود اس کی حثیت نقش بر آب تھی۔ ماسکو سے چلنے والا بالتورسکی ۱۵۸۴ء کی بہار کے بعد بے سرو سامانی کی حالت میں عسکر پہنچا اس کے پاس نہ گھوڑے تھے نہ سامان رسد اس کے بے شمار آدمی مارے جا چکے تھے۔ وہ خود شدید بیمار تھا۔ عسکر پہنچتے ہی وہ مر گیا۔ اب اس کے دستے کی کمان گلوخود کے ہاتھ میں تھی۔

کاسک کشتی رانی کرتے کرتے تھک چکے تھے۔ انہوں نے ایک چھوٹے سے جزیرہ میں رات گذارنے کا ارادہ کیا۔ جزیرے اور کنارے کے درمیان زیادہ فاصلہ نہ تھا۔ رات موسلادھار طوفانی بارش ہوئی۔ کاسک نے خیمے لگائے اور ان میں گھس کر سو گئے۔ یرماک بھی سو گیا تھا۔ اس رات کچم نے کیمپ پر شب خون مارا صرف ایک کاسک زندہ بچ سکا۔

یرماک کے باقی ماندہ سپاہی بھاگ کر یورال عبور کر گئے۔ اب ایک بار پھر کچم خان سائبیریا کا آزاد و خود مختار حکمران تھا۔ روسیوں نے ۱۵۸۶ء میں دو سال بعد پھر ایک اور مہم روانہ کی۔ سولھویں صدی کے اواخر تک جگہ جگہ لڑائیاں ہوتی رہیں۔ سائبیریا کے برف زار مسلمانوں کے خون سے لالہ زار بنتے رہے۔ اس برفانی ویرانے میں آزاد رہنے کے لئے وہ خون کے آخری قطرے تک قربانیاں دیتے رہے۔ ان کی یہ پُرعزم داستان سائبیریا کی برف میں دب گئی۔ روسی ارتش دریا سے یورال تک کے علاقے پر قابض

ہو گئے۔ اس علاقہ میں توبولسک کا شہر بسایا گیا اور یہ پہلے روسی گورنر کا صدر مقام بنا۔
پوکردوسکی گاؤں دریائے تورا کے کنارے واقع ہے۔ جہاں راسپوٹین پیدا ہوا۔

راسپوٹین
پیدائش سے بلوغت تک

راسپوٹین کا اصلی نام گریگوری ایفیمیو وچ راسپوٹین یا گریگوری یوفیمیوچ GRIGORI YEFIMOVITCH اور اسے پیار سے گریشا کے نام سے پکارا جاتا تھا وہ ۱۸۷۱ء میں روس کے علاقہ سائبیریا کے ایک گاؤں پوکرودوسکی میں پیدا ہوا۔
راسپوٹین کے باپ کا نام ایفم اینڈری وچ اور ماں کا نام اینا ایگورونا تھا۔ اس کا باپ ایک معمولی گاڑی بان تھا۔ وہ اپنی گھوڑا گاڑی پر لوگوں کا سامان یا پھر مسافروں کو آس پاس کے گاؤں لے جاتا۔ کبھی کبھار اسے یورالس کے دامن میں واقع قصبہ جات یوکسک، تیومین اور درخوتور بھی جانا پڑتا۔ یہ علاقے سیاحت، کاروباری اور معاشرتی نظر سے مشہور تھے۔ وہ ننھے راسپوٹین کو بھی کبھی کبھار ان علاقوں میں لے جاتا تھا۔
راسپوٹین نے تعلیم کی طرف قطعاً توجہ نہ دی اور آوارگی اختیار کی۔ وہ مدرسہ سے زیادہ اصطبل میں رہنا پسند کرتا گھوڑوں کی حرکات وسکنات کا عمیق جائزہ لیتا اور ان سے گفتگو کا انداز اپناتا وہ اصطبل میں گھنٹوں عبادت کے انداز میں بیٹھا رہتا اور اس دوران اس کے چہرے پر کھچاؤ اور سنجیدگی طاری رہتی۔ وہ اصطبل میں گھنٹوں گھوڑوں کی آنکھوں میں گھورتا اور دم سادھے ان کے سموں کی ٹاپ اور نتھنوں سے نکلنے والی آواز کو سنتا رہتا۔ وہ گھوڑوں کی گردن سے اپنے ننھے ننھے رخسار رگڑتا اور توتلی زبان میں ان سے باتیں کرتا۔ وہ اپنے باپ کے ساتھ گھوڑا گاڑی پر دور دراز علاقوں میں جاتا اور اس طرح وہ اوائل عمر میں ہی ان بارونق علاقوں کو دیکھ چکا تھا جن میں شہری زندگی رواں دواں تھی۔ راسپوٹین کے ابتدائی بارہ سال اسی آوارگی اور اصطبل کی زندگی میں گزرے۔ راسپوٹین کے بڑے بھائی کا نام میشا تھا۔ جس سے وہ بے انتہا محبت کرتا اور اکثر اس کے ساتھ دریا تورا کے کنارے کھیلتا رہتا تھا۔

روس کے دریا موسم سرما میں منجمد رہتے ہیں۔ لیکن بہار میں ان کا پانی دور دور تک پھیل جاتا ہے اور سیلاب کی سی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ انجماد کی صورت میں برف ایک بند کی سی شکل اختیار کرلیتی ہے لیکن جب پانی کا بہاؤ زیادہ ہو جاتا ہے تو وہ برف کے بند کو توڑتا ہوا سیلاب کی شکل میں دریا کے کناروں سے باہر پھیل جاتا ہے۔ برف کی یخ بستہ سل کئی گز گہری ہوتی ہے اور اس یخ بستگی کی وجہ سے سطح زمین پر دراڑیں پڑ جاتی ہیں۔

ایک روز ایسی ہی ناہموار سطح پر کھیلتے کھیلتے اس کا بھائی میشا دریا میں گر پڑا دریا کا پانی ٹھنڈا اور بہاؤ تیز تھا۔ راسپوٹین نے جب اپنے بھائی کو دریا میں ڈوبتے ہوئے دیکھا تو اس نے اسے بچانے کے لئے دریا میں چھلانگ لگا دی۔ لیکن وہ یخ بستہ پانی کے تیز بہاؤ میں بے بس ہو گیا۔ یہ ان کی خوش قسمتی تھی کہ ایک راہ گیر نے انہیں ڈوبتے ہوئے دیکھ لیا اور اس کی بروقت مدد کے باعث وہ دریا سے باہر آ گئے۔

میشا کے پھیپھڑوں میں پانی بھر گیا تھا اور دریا کے انتہائی سرد پانی کے باعث اسے نمونیہ بھی ہو گیا۔ دیہات کا ڈاکٹر اس کی جان نہ بچا سکا اور اس طرح وہ موت کی آغوش میں چلا گیا۔ راسپوٹین نے اس واقعہ کا بہت گہرا اثر لیا اور وہ بیمار رہنے لگا۔ جسمانی طور پر کمزور ہونے کے باعث اس کی شکل و صورت تبدیل ہو گئی اور وہ پُراسرار شخصیت کا روپ دھار گیا۔ اسے بے ہوشی کے دورے پڑنے لگے اور اس کا رنگ پیلا پڑ گیا۔ وہ ہر وقت بخار میں مبتلا رہتا گاؤں کا ڈاکٹر اس کا بخار ختم کرنے میں ناکام رہا۔ اس کی عادات میں غیر معمولی تغیر کے باعث اس کی ماں کو فکر لاحق ہوئی اور اس نے روحانی اور جسمانی علاج میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی لیکن راسپوٹین کی مرض کی تشخیص نہیں ہو رہی تھی۔

روس کا ۴۰٪ علاقہ جس کا زیادہ تر حصہ دریائے ینیسی سے مشرق کی جانب سائبیریا کی طرف واقع ہے مستقل طور پر یخ بستہ رہتا تھا۔ لہذا روس میں موسم سرما خاصا بدنام ہے۔ بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ روس میں آب و ہوا تو ہے لیکن موسم نام کی کوئی چیز نہیں پائی جاتی۔ سردی کا طویل، شدید اور خطرناک موسم ایک مختصر بہار کے

بعد موسم گرما میں تبدیل ہوتا ہے لیکن اس موسم میں بھی ٹھٹھرتی راتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مختصر سی خزاں کے بعد جلدی ہی بھرپور موسم سرما شروع ہو جاتا ہے۔ روس کی مشرقی اور شمالی سمت میں سردی اپنی تمام خوف ناکیوں سمیت موجود ہوتی ہے۔ شمال مشرقی سائبیریا میں دنیا بھر کا سب سے زیادہ درجہ انجماد پایا جاتا ہے۔ سردیوں کا موسم آتے ہی پورے علاقے میں سرد ہواؤں کا راج قائم ہو جاتا ہے۔ تند و تیز تلوار کی سی کاٹ رکھنے والی ہوائیں انسانوں اور مویشیوں کے لئے باہر نکلنے کو موت کی دعوت دینے کے مترادف بنا دیتی ہیں۔ لہذا ان نقصان دہ ہواؤں کے اثر سے محفوظ رکھنے کے لیے راسپوٹین کی ماں نے اس کا بستر باورچی خانہ میں لگا دیا۔

ان دنوں سائبیریا میں سردی کی شدت کے باعث گاؤں کے لوگ شام کو کاموں سے فارغ ہو کر کسی ایک گھر میں چولہے کے گرد اکٹھے بیٹھ کر مسائل پر گفتگو کرتے اور ان مسائل کا حل ڈھونڈتے تھے۔ یہ لوگ گھوڑے کی چوری کو انسان کا قتل سمجھتے اور اس کے تدارک کے لئے ہر ممکن کوشش کرتے تھے راسپوٹین ان دنوں بیماری کی حالت میں باورچی خانے میں پڑا رہتا تھا ان دنوں گاؤں سے ایک گھوڑا چوری ہو گیا۔ رات کو گاؤں کے لوگ راسپوٹین کے گھر باورچی خانہ میں اکٹھے بیٹھے اس چوری کو پکڑنے اور گھوڑا برآمد کرانے کے لئے غور و خوض کر رہے تھے۔ ان لوگوں میں گاؤں کا قوی الجثہ، معزز اور دولت مند شخص پیٹر الیگزینڈروچ بھی شامل تھا۔ لوگ اس کی شخصیت کو احترام کی نظر سے دیکھتے اور اس کی رائے کو بہت مقدم سمجھتے تھے۔ راسپوٹین ان لوگوں کی باتیں بڑے غور سے سن رہا تھا۔ ماورائی طاقتیں خورد سالی سے ہی اس کے باطن میں اپنی طاغوتی کذب آفرینیاں القا کر رہی تھیں اور حد بلوغ سے قبل ہی اظہار کا راستہ ڈھونڈ رہی تھیں۔ اس نے چند ثانیئے کے لئے خلا میں دیکھا اور پھر بے ساختہ چلایا کہ "گھوڑے کا چور پیٹر الیگزینڈروچ ہے" اس کی آواز میں تیزی اور بے جان آنکھوں میں عجیب چمک تھی۔ بیمار بچے کی یہ بات سن کر تمام کسان دم بخود ہو گئے۔ راسپوٹین کے والدین سخت سراسیمہ تھے۔ وہ کبھی بچے کی طرف دیکھتے اور کبھی اس معزز شخصیت کی طرف جس نے چند منٹ پہلے گھوڑے کے چور کو سخت ترین سزا دینے کی تجویز پیش کی تھی۔

موقعہ کی نزاکت اور بیٹے کی بیماری کے پیش نظر راسپوٹین کی ماں نے پیٹر الیگزینڈروچ سے بار بار معافی مانگی اور اس طرح محفل برخاست ہونے سے قبل معاملہ رفع دفع ہو گیا۔ لیکن لوگوں نے اسی رات تاریکی میں پیٹر الیگزینڈروچ کو اسی گھوڑے کے ساتھ دیکھا اور اُسے مار مار کر ادھ موا کر دیا ان لوگوں نے صبح علی الاعلان بیمار راسپوٹین کی پیشن گوئی کو بالکل درست قرار دیا اور اس واقعہ کے بعد اسے عقیدت کی نظر سے دیکھا جانے لگا۔

راسپوٹین بچپن میں بد تمیز اور شریر لڑکا تھا۔ بلوغت کی حدود میں داخل ہونے پر وہ آوارہ، عیاش اور بداخلاق بھی ہو گیا۔ وہ دن بھر کھیتوں میں کام کرتا اور رات کو شراب پیتا، جوا کھیلتا اور لڑکیوں کا پیچھا کرتا۔

روس میں شراب پینے کو معیوب نہیں سمجھا جاتا۔ روسیوں سے زیادہ مدہوش ہو کر پینے والا بھی دنیا میں شاید کوئی ہو۔ روسی واڈکا کو "معدے میں سورج کی کرن" کے نام سے پکارتے ہیں۔ وہ صرف شغل کے لیئے نہیں پیتے بلکہ وہ خود کو مٹا دینے اور اپنے احساسات کو بالکل ختم کر کے مدہوش ہو جانے کے لئے پیتے ہیں۔ ایک پرانی روسی کہاوت ہے کہ جب کسان شراب پی لیتا ہے تو وہ اپنے آپ کو گاؤں کا سورما تصور کرتا ہے اور جب اس کا نشہ اُتر جاتا ہے تو وہ سؤر سے بھی خوف زدہ ہوتا ہے۔ روس میں ہمیشہ سیاسی پارٹیوں کا اہتمام ہوتا رہا ہے جو شراب کے دور سے شروع ہو کر جنسی بہمیت اور قتل و غارت پر ختم ہوتی تھیں۔ عوامی ضیافتوں کا یہ انداز بیسویں صدی تک جاری رہا۔

گاؤں کے میلہ کے دوران اس کی ملاقات کالی آنکھوں والی دوشیزہ اسکودیا فیڈرونا سے ہوئی جس کی صورت و سیرت اور صباحت و ملاحت نے اسے گھائل کر دیا اسے حاصل کرنے کے لئے اس نے بڑی تگ و دو کی اور آخر کار شادی کے بعد جب یہ حور طلعت، بن سنور کر، جوبن نکھار کے حسن و لطافت کے پھول برساتی، معشوقانہ انداز میں حجلہ عروسی میں ملبوس راسپوٹین کے پہلو میں بیٹھی تو اس نے شدت سے محسوس کیا کہ راسپوٹین کے دماغ میں شیطانی وساوس و خیالات فاسدہ کا ہجوم ہے اور اس کی بے ربط باتوں کا مفہوم اور مفاد مخفی اور ناقابل فہم ہے۔ راسپوٹین نے اسکودیا کو حجلۂ عروسی میں

دیکھ کر کہا کہ میری جان۔ یہ ظاہری جسم اور یہ دنیا کی الائشیوں سے گھرا ہوا دل کبھی حقیقت اور خلوت سے آشنا نہیں ہوسکتا اس کے لیئے پورے سکون اور مکمل اطمینان کی ضرورت ہوتی ہے۔ میرا نفس مجھے بہت زمانہ پہلے سے پہچانتا ہے اور میری پہلی نظر ہی دراصل پہلی نظر نہیں تھی۔ جو محبت ظاہری خد و خال سے پیدا ہو اُس بد بودار پانی کی طرح ہے جو گندی نالیوں میں افراط سے موجود رہتا ہے۔ میں ایک ایسی زندگی کا تصور کر رہا ہوں جو نہایت حسین و جمیل ہے اور اُن مخفی طاقتوں کو منظرِعام پر لاسکتی ہے جن کے دھندلے نشانات میری باتوں اور میرے کاموں میں نظر آتے ہیں۔ یہ مخفی طاقتیں مجھے فضا میں اُڑتی ہوئی روحوں کی باتیں سمجھاتی ہیں اور میرے جسم کے ہر ہر حصے کو ایک ایسے دل کا آئینہ بناتی ہیں جو محبت کی روشنی سے روشن ہے اور جو سراپا عاشق بنا ہوا ہے۔

اسکوڈیا فیڈرونا کی محبت بھی اس کی آوارہ مزاجی اور عیاشی کو نہ روک سکی بلکہ اس کی ان عادات میں روز بروز اضافہ ہوتا گیا۔ اس دوران ان کے ہاں ایک بچی پیدا ہوئی جس کا نام میٹریونا رکھا گیا۔ تاریخ میں اس کی ایک اور لڑکی ویریا اور ایک بیٹے میٹیا کا ذکر بھی آتا ہے جس کا ذہنی توازن درست نہیں تھا۔ وہ ہر وقت ہنستا رہتا اور جانوروں جیسی حرکتیں کرتا تھا۔

بچپن میں وہ اصطبل میں گھوڑوں کے سامنے بیٹھا عبادت میں مو خلا میں کسی چیز کا متلاشی رہتا تھا بلوغت کی حدود میں داخل ہونے کے بعد وہ گاؤں کے ویران علاقوں یا پھر دریا کے کنارے اپنے آپ میں گُم پُراسرار قوتوں سے امداد کا طالب رہتا۔ اس کے ایک دوست پسچر کن کے بقول راسپوٹین نے اسے بتایا کہ "دریائے تورا کے کنارے اس نے فضا میں ہزاروں فرشتوں اور حوروں کو نہائت سریلی میٹھی آواز میں وہی گانا گاتے ہوئے سنا جو گاؤں کی لڑکیاں مل کر گاتی ہیں یہ حوریں چاند کی روپہلی چاندنی میں جھولا جھول رہی تھیں۔ وہ مستی میں سرشار اسی حالت میں جب اصطبل پہنچا تو اُسے سرگوشی میں ہدائت کی گی کہ وہ سب کچھ چھوڑ کر دور صحراؤں اور جنگلوں میں نکل جائے اور راستی کو تلاش کرے۔"

راسپوٹین نے جوان ہو کر اپنا آبائی پیشہ اختیار کیا وہ اپنے باپ کی طرح گھوڑا گاڑی پر مسافروں کو لے کر دور دراز علاقوں میں جاتا۔ اس کے ساتھ سیاح اور مذہبی مبلغ بھی سفر کرتے تھے جن سے وہ خدا اور کلیسا کے موضوع پر ایسے دلائل کے ساتھ بحث کرتا کہ بڑے بڑے مذہبی مبلغ دم بخود ہو جاتے اور وہ اس کے مذہبی شعور کو تسلیم کرتے ہوئے اُسے کسی مذہبی درسگاہ میں داخلہ کا مشورہ دیتے۔ ایک دن ایک مسافر نے اس کے مذہبی رجحان اور علوم الہیہ سے متعلق حیرت انگیز واقفیت کے پیش نظر اسے "درخوٹور کی درسگاہ" میں تعلیم حاصل کرنے کا مشورہ دیا اور وہ اس کے مشورہ پر عمل کرتے ہوئے اس درسگاہ میں داخل ہو گیا۔ اس وقت اس کی عمر ۳۳ برس تھی۔

راسپوٹین کی ماورائی علوم کے حصول میں کامیابی

درخوٹور کی خانقاہ سائبیریا کی خانقاہوں میں نمایاں ترین تھی۔ یہ خانقاہ صوبائی دارالحکومت توبولسک اور سلسلہ یورال کے دامن میں واقع تھی۔ یہ خانقاہ روس میں اس لحاظ سے واحد نوعیت کی تھی کہ اس میں درسگاہ اور عبادت گاہ کے علاوہ طول و عرض میں پھیلے ہوئے کھیت بھی تھے جن میں روحانی فیض حاصل کرنے والے لوگ خود کاشت کر کے گزر اوقات کرتے تھے۔

اس خانقاہ کے پیروکاروں کو "خلسطی" یا خلائسٹی کہا جاتا تھا۔ اس درگاہ میں الوہیت کی تعلیم کے علاوہ عیسائیت کے عام تصور سے مختلف فلسفہ کی تعلیم بھی دی جاتی تھی اور عام مشہور تھا کہ کوئی شخص جتنا بھی گناہگار کیوں نہ ہو خلائسٹی فرقہ کے مخصوص ضابطوں کو اپنانے سے دنیا میں جنت پا لیتا ہے۔ اس فرقے کا بانی ڈینیلا فلیچ تھا جس نے عیسائیت کا پیروکار ہونے کے باوجود بائبل اور دوسری تمام مذہبی کتب کو بے کار قرار دیتے ہوئے دریائے دولگا میں بہا دیا تھا۔ یہ فرقہ فری میسن تحریک کی طرز پر کام کرتا تھا۔ اس فرقے کے بانی کو مرے ہوئے ابھی صرف دو برس ہوئے تھے اُس کا حکم تھا کہ اس فرقہ کے قوانین کو خفیہ رکھا جائے اور کسی پر ظاہر نہ کیا جائے۔ خلسطی ان قوانین کو نہ تو اپنے والدین پر ظاہر کرسکتے تھے اور نہ اپنی اولاد پر۔ ڈینیلا فلیچ کا حکم تھا کہ اگر تم آگ کے شعلوں میں منہ بند رکھو گے تو جنت کے حقدار بن جاؤ گے اور دنیا میں بھی ان پر رحمت نازل ہو گی۔

اس فرقہ کے لوگوں کا ایک مقبول عقیدہ تھا کہ خدا سے جسمانی ربط رکھنے اور جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہونے کے لئے انسان کا پُراسرار موت سے ہمکنار ہونا لازمی ہے وہ کہتے تھے کہ انسان پیدائشی طور پر گنہگار ہے اور جب وہ گناہ میں ڈوب جاتا ہے تو وہ پُراسرار موت سے ہمکنار ہو کر حیات نو حاصل کرتا ہے اور اس کے بعد وہ بتدریج گناہوں پر قابو پا لیتا ہے۔ اس حیات نو کے بعد اسے کرامات دکھانے، بیماروں

کو شفا دینے، مستقبل کی صحیح پیشنگویاں کرنے، مردوں کو زندہ کرنے اور قضا و قدر پر قدرت حاصل ہوتی ہے وہ گناہ گاروں کو جنت میں لے جا سکتا ہے اور یوم حشر میں جزاو سزا اس کے مشورہ سے ملتی ہے۔

اس فرقے کا ایک اور مشہور و معروف عقیدہ تھا کہ خدا حضرت عیسیٰ کے بعد لا تعداد بار روس کی مقدس زمین پر آیا اور روسیوں سے والہانہ عقیدت کے باعث سیدھے سادھے دیہاتیوں کے لباس میں پھرتا رہا۔ وہ فرشتوں کے جھرمٹ میں روس کے صوبے ولاڈیمیر کے ضلع اسٹارروڈب میں موروف کے مقام پر ڈینیلافلیچ کے جسم میں حائل ہو کر کوسٹروما کے لوگوں میں پھرتا رہا اور لوگوں کو راہِ نجات دکھائی۔ زار روس نے اسے گرفتار کر کے ماسکو میں باب مسیح کے سامنے کریملین کی دیوار پر پھانسی دی لیکن وہ تیسرے دن زندہ ہو کر حواریوں میں نمودار ہوا۔ پولیس نے اسے دوبارہ گرفتار کیا اور صلیب پر گاڑ دیا وہ پھر زندہ ہو گیا۔ اس مرتبہ اس کی دعا سے ملکہ روس کے ہاں پیٹر الیگزینڈروچ جس نے بعد میں پیٹر دی گریٹ کا لقب اختیار کیا پیدا ہوا۔ اس شہزادہ کی ولادت کی خوشی میں خداوند کو رہا کر دیا گیا۔ اس کے بعد خداوند پھر روسیوں پر مہربان ہوا اور لوئین زار کی فوج کے ایک معمولی سپاہی کے جسم میں حائل ہوا۔ پھر ایک مخبوط الحواس گونگے کسان ایندڑی پیٹرروف کے جسم میں منتقل ہوا جو سردی گرمی میں ایک ہی قمیض میں پھرتا تھا۔ دیہاتیوں نے اس گونگے کسان میں خدا کو پہچان لیا اور اس کے قدموں میں گر گئے۔ اس کے بعد راڈیوف کے جسم میں خدا کا ظہور ہوا اور وہ عظیم پیغمبر بنا کلیسا کی دنیا اسے گناہ کا عادی اور عورتوں کا رسیا قرار دیتی تھی لیکن اس کے پیروکار دیہاتیوں کے نزدیک وہ انسان کے بھیس میں خدا تھا۔ اس کی ذات باعث صد فخر و مباہات تھی ان کے نزدیک اس کے گناہ گناہ نہیں تھے کیونکہ اس کے وجود میں گناہ اپنی تمام طاقت کھو چکا تھا۔ زار روس کے مصاحبوں نے جب اسے تائب ہونے کو کہا تو اس نے جواب دیا کہ "میرے جسم میں مقدس روح کام کر رہی ہے۔ اس نے مجھے یہ کام کرنے پر مجبور کر رکھا ہے۔ میرے اعمال خدا کی مرضی کے تابع ہیں اور جب باری تعالیٰ نے خود مجھے ایسا کرنے کی تلقین کی ہے تو تائب ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں

ہوتا" اور جب بدکاری اور عیاشی کو فروغ دینے کے جرم میں عدالت میں مقدمہ چلا تو اس نے بیان دیتے ہوئے کہا کہ:

"میرے تمام افعال و اعمال حاکم اعلیٰ کے احکام کے تابع ہیں مجھے معلوم ہے کہ میں قانون شکنی کر رہا ہوں لیکن احکام الہیٰ کے آگے انسانی قوانین کیا وقعت رکھتے ہیں۔ یہ تمام عورتیں جو میرے ساتھ اس کارِ خیر میں شریک ہوئی ہیں خدا کی نظروں میں ان عورتوں سے بدرجہا بہتر اور محبوب ہیں جنہوں نے میرے قریب آنے سے انکار کر دیا تھا۔ خدا اس آدمی کو پسند کرتا ہے جو خود کو گناہ کے ذریعہ حقیر و خوار کرے۔ میں نے ان عورتوں کو جنہوں نے اپنی آبرو مجھ پر قربان کر دی، گناہ کے ذریعے حقیر و خوار کر دیا ہے تاکہ وہ اپنی پاک دامنی پر گھمنڈ کر کے خدا کی رحمت سے محروم نہ رہیں۔"

دنیا میں کئی ایسے لوگوں نے جنہوں نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا نے بھی اللہ تعالیٰ کے روح کے حلول ہونے کے دعوے کئے ہیں۔ حکیم مقنع خراسانی جیسے کریہہ النظر، پست قامت، حقیر اور واحد العین شخص نے الوہیت کا دعویٰ کرتے ہوئے کہا:

کہ خدائے قدوس سب سے پہلے آدم علیہ السلام کی صورت میں جلوہ گر ہوا پھر حضرت نوح علیہ السلام کی صورت میں حلول ہوا۔ پھر یکے بعد دیگرے تمام انبیاء کی صورتوں میں ذات باری ظاہر ہوتی رہی۔ انجام کار خدائے برتر ابو مسلم خراسانی کی صورت میں نمایاں ہوا۔ اور اب اسی شان سے میرے پیکر میں جلوہ فرما ہے۔"

بیان بن سمعان تمیمی نے بھی نبوت کا دعویٰ کرتے ہوئے کہا کہ:

"میرے جسم میں خدائے پروردگار کی روح حلول کر گئی ہے۔ ذات خداوندی ہر چیز میں حلول کرتی ہے"۔

ابو منصور عجلی خود کو خالق پروردگار کا ہم شکل بتاتا تھا ابو طاہر قرملی کہتا تھا کہ

رب العالمین کی روح میرے جسم میں حلول کر گئی ہے اور وہ خدا کا اوتار ہے۔ اس طرح محمد بن علی شلغمانی کے مذہب میں بھی تناسخ و حلول ذات باری کا تصور موجود تھا اور وہ یہاں تک کہتا تھا کہ اللہ کی روح حسن بن علی عسکری کے جسم میں حلول ہوئی اور پھر اس کے اپنے جسم میں حلول کر گئی۔

خلانسٹی فرقے کے عقیدہ کے مطابق خدا کا وجود زمین پر موجود ہے خصوصاً جب یہ فرقہ اپنی رسومات ادا کرنے کے لئے جمع ہوتا ہے تو خدائے برتر ان میں سے افضل ترین شخص کے جسم میں حلول کر جاتا ہے۔ اُن کا عقیدہ تھا کہ جنت زمین پر موجود ہے اور اس تک پہنچنے کا راستہ بہت ہی قریب ہے۔

خلانسٹی فرقے کے پیروکاروں کے خفیہ مسکن جن میں کرامات کا ظہور ہوتا تھا عام جھونپڑیوں کی شکل کے ہوتے تھے۔ ہر ہفتہ کی شام کو مردوزن خاموشی سے ان عبادت خانوں میں جمع ہوتے جن میں ایک سادہ سی میز اور دو پرانی ٹوٹی پھوٹی کرسیاں پڑی ہوتی تھیں۔ کھڑکیوں پر دبیز پردے اور دیواروں کے ساتھ بنچیں لگی ہوتی تھیں مرد دائیں جانب اور عورتیں بائیں جانب بنچوں پر بیٹھتی تھیں پھر ان میں سے ایک ایسے مرد اور عورت کا صدر مجلس کے طور پر انتخاب کیا جاتا۔ جو ان سب میں سے افضل ہوتے اور عقیدہ کے مطابق خدا فرشتوں کے جھرمٹ میں ان کے جسموں میں حلول کر جاتا تھا۔ حاضرین انہیں مسیح اور کنواری مریم کا درجہ دیتے۔ صدر مجلس کی اجازت سے پہلے گانا گایا جاتا جس میں عقیدے کا اظہار اور اس عقیدہ کی خاطر موت کو گلے لگانے کا عہد کیا جاتا۔ پھر مردوزن اپنے اپنے کپڑے اُتار کر صرف لٹھے کی ایک قمیض پہنتے۔ یہ لٹھے کی قمیض "آئیون سلوف" کی یاد میں پہنی جاتی تھی۔ (ان کے عقیدہ کے مطابق جب آئیون سلوف کو زار روس نے گرفتار کرلیا تھا تو اس کی کھال سفید لٹھا میں تبدیل ہو گئی تھی) درمیان میں رکھی میز پر بارہ موم بتیاں جلائی جاتیں اور پھر ان موم بتیوں کے گرد رقص کیا جاتا تھا۔ اس رقص میں ہر شخص کبھی ایک دوسرے کے پیچھے دائرہ کی شکل میں ناچتا یا پھر اکیلا اپنے گرد گھومتا تھا۔ اس رقص میں اس قدر تیزی اور شدت پیدا ہوتی کہ کائنات کی ہر چیز گھومتی نظر آتی اور یہی وقت ہوتا تھا جب ان کے عقیدہ کے مطابق

خداوند ان کے درمیان آکر گناہوں کی بخشش کا اعلان کرتا تھا۔
اللہ کے وجود کو سامنے پاتے ہی سب لوگ ایک دوسرے کے پیچھے بھاگتے ہوئے زور زور سے اللہ کو پکارتے۔ ہر شخص پر وجد کی کیفیت طاری ہوتی اور وہ دنیا سے لاتعلق خود میں گم اللہ کی یاد میں مستغرق ہوتا۔ یہاں تک کہ برفانی راتوں میں فرش پسینے کی وجہ سے گیلا ہو جاتا۔ صبح نمودار ہوتے ہی وہ اپنی قمیض سینوں تک اٹھا لیتے اور رفتہ رفتہ ننگے ہو کر رقص جاری رکھتے۔ روشنی گل کر دی جاتی اور وہ عمر اور رشتہ کی قید و بند سے بے نیاز خود کو گناہ کے ذریعہ حقیر و خوار کرتے اور پھر جنون مدہوشی میں جنسی اختلاط کی حالت میں شعور اور قوت ارادی ختم کر کے غیر مرئی مقدس روح کا اثر حاصل کرتے تھے۔
اس فرقے کے قریبی مطالعہ نے راسپوٹین کو بہت متاثر کیا۔ اس کو یقین ہو گیا کہ گناہ کے ذریعے انسان از سر نو زندگی حاصل کرتا ہے اور عبادت کا صحیح مفہوم دنیاوی رسوم کے تمام بندھنوں سے آزاد ہو کر اندر کے انسان کو زندہ کرتا ہے عیسائیت کی قدیمی رسوم دعائیں اور طریقہ عبادت صرف کچے اور ناپختہ ذہنوں کے لئے ہیں اور وہ ابھی تک تاریکی میں سر گرداں ہیں کلیسا اور اس کے مقلد پادری بھٹکے ہوئے لوگ ہیں۔ صدر کلیسا کے رسوم اور قوانین بے معنی اور بے وقعت ہیں۔ صرف خلائسٹی فرقہ راہ راست پر ہے اور اس فرقہ کا بانی پیغمبر ہے اس پر خدا کی طرف سے وحی نازل ہوتی تھی اور اسے خدا اور روح القدس کا قرب حاصل تھا۔ یہ تمام کچھ جاننے کے بعد راسپوٹین دکھاوے کے طور پر گرجا گھر میں جاتا اقرار گناہ کرتا اور گرجا میں ایستادہ مجسموں کے سامنے سجدہ ریز ہوتا وہ اس دوغلہ پن کو اپنے دین کی خدمت سمجھتا تھا۔
راسپوٹین راڈیوف کو پیغمبر اعظم تسلیم کرتا تھا اس کا ایمان تھا کہ اس کی جانب سے کئے گئے بد ترین اعمال بھی خالق کی نظر میں عام آدمیوں کے بہترین اعمال سے بدرجہا بہتر ہیں۔ لہذا اس کی کسی غیر اخلاقی، غیر قانونی اور غیر مذہبی حرکت پر لعن طعن کی گنجائش موجود نہیں ہے۔ خلائسٹی فرقے کی عبادت گاہوں میں پہنچ کر اس کا اس فلسفہ پر کامل یقین ہو گیا کہ گناہ کے ذریعے ہی حیاتِ نو مل سکتی ہے اور جب تک

انسان اپنے تقدس کی انا کو گناہ کے ذریعہ ختم نہیں کر دیتا وہ دنیاوی بندھنوں سے چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتا۔ لہذا راسپوٹین نے مردِ کامل بننے کے لئے خلائسٹی فرقہ کو من و عن قبول کیا اور درخوٹور کی خانقاہ کے تہہ خانوں میں سال ہا سال زندگی گزارنے کے بعد اس نے خود میں بے انتہا قوت ارادی پیدا کرلی اور اسی قوتِ ارادی کے باعث روسی تاریخ میں عجیب و غریب مقام حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

سنیاسی راہب ماکاری سے ملاقات

"ماکاری" ایک بوڑھا راہب تھا جو گناہوں کے دلدل سے گزر کر درخوتور کی خانقاہ سے دور جنگل کے تاریک کونے میں ایک معمولی جھونپڑی میں دنیا ترک کر کے شب و روز عبادت میں مشغول رہتا تھا۔ سد رمق سے زیادہ خوراک نہ کھاتا۔ کم سوتا، کم بولتا اور اس قدر پوشش پر اکتفا کرتا جو ستر عورت کے لئے ضروری تھی۔ وہ دائم العبادت اور معمور الاوقات تھا اور اس نے سخت زاہدانہ اور متقشفانہ زندگی اختیار کر رکھی تھی۔ ریاضتوں اور مجاہدوں نے اسے قال سے حال تک پہنچا دیا تھا۔ لہذا اس سے ماوراء عقل افعال صادر ہونا شروع ہو گئے اور اس کی خوارق و کرامات کی جلوہ نمائیاں عوام کو خیرہ چشم کرنے لگیں۔ ہزارہا لوگ آتے اور اس کے آستانہ زہد کی جبہ سائی کرتے۔ لوگوں کا خیال تھا کہ معرف الہیٰ کے نور مبین نے اس کے کشور دل کو جگمگا دیا ہے اور گناہوں نے اس کے جسم اور روح کو بالکل پاک کر دیا ہے اور اب اس کے دل و دماغ مصفا ہو کر خدا کی عبادت کے لئے وقف ہیں۔ اس کی شہرت تمام ملک روس میں پھیلی ہوئی تھی اور دور دراز کے لوگ اس مردِ کامل کے پاس دعا کے لئے حاضر ہوتے تھے۔ عقیدت مندوں کا ہر وقت تانتا بندھا رہتا اور ہر طبقے کے مصیبت زدہ لوگ بُرائیوں سے تائب ہونے اور اپنی مرادیں پانے کے لئے میلوں سفر کر کے اس سنیاسی کی کٹیا کا رخ کرتے تھے۔ ماکاری تنگ و تاریک قبر نما جھونپڑی میں بھوکا پیاسا رہتا اور اس کے نحیف جسم میں زندگی کا احساس صرف سانس کی حد تک تھا۔ لیکن اس کی آنکھوں کی چمک اور ہونٹوں کی مسکراہٹ اندرونی مسرتوں اور حقیقی خوشی کی ترجمانی کرتی تھیں۔ وہ خود کو زنجیروں میں جکڑ کر گناہوں کو پابند سلاسل رکھتا تھا۔

درخوٹور درگاہ چھوڑنے سے قبل راسپوٹین اس مردِ کامل ماکاری کی شہرت

سن چکا تھا۔ خانقاہ کی تعلیم اور خلائسٹی فرقے میں ازدواجی زندگی کو ناقابل برداشت اور مذموم بندش سمجھا جاتا تھا۔ یہ لوگ شادی کو سب سے بڑی لعنت سمجھتے لیکن دیگر ہر قسم کے جنسی تعلقات کو جائز قرار دیتے اور انہیں روحانی شادیوں کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ راسپوٹین خلائسٹی فرقہ کا معتبر ممبر بن جانے کے باوجود اب تک فیصلہ نہیں کرسکا تھا کہ وہ اپنی زندگی کے بلند ترین مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اپنے بیوی بچوں میں واپس جائے یا پھر دنیا کو ترک کر کے جنگلوں میں چلا جائے۔ لہذا اس نے اس دل و دماغ کے تضاد کو ختم کرنے کے لئے ماکاری سے ملنے کا مصمم ارادہ کیا اور دن رات سفر کرتا ہوا اس سنیاسی کی کٹیا میں جا پہنچا۔

راسپوٹین ماکاری کو دیکھتے ہی اس کے قدموں میں گر پڑا اور شدت جذبات سے اس کے ہاتھوں اور پاؤں کے بوسے لینے لگا۔ جب شدت جذبات میں کمی آئی تو اس نے اس بزرگ سے اپنی آمد کا مقصد بیان کرتے ہوئے اپنی گذشتہ گناہ آلود زندگی، بُرے خیالات، جنسی خواہشات اور کمزوریوں کا اعتراف کیا اور آئندہ زندگی گزارنے کے لئے ہدائت طلب کی۔ ماکاری کے ہونٹوں پر معنی خیز مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے نحیف و لاغر ہاتھ راسپوٹین کے سر پر رکھتے ہوئے کہا:

"سنو! عناصر میں قوت پیدا ہوتی ہے تو اسے معدنی صورت حاصل ہوتی ہے۔ پھر اس کی استعداد ترقی کر کے صورت نباتی اور قوت میں مزید ترقی و نمود کے باعث صورت حیوانی اور پھر مزید ترقی پر انسانی صورت بخشی جاتی ہے۔ پھر یہ عناصر ایسی ترقی کرتے ہیں کہ انسان کامل ظہور میں آتا ہے اور اس کے اجزا صاف و شفاف ہو کر انتہائی کمال کو پہنچ جاتے ہیں۔ خدائے برتر کی روح اس میں حلول کر جاتی ہے اور وہ براہ

راست خدائے برتر سے علوم حاصل کرتا ہے۔ وہ حالت بیداری میں جنت کی سیر کرتا ہے اور ملائکہ سے ہمکلام ہوتا ہے۔ دراصل وہ خدا کا اوتار ہوتا ہے۔ خوشی مناؤ میرے بیٹے۔ ہزارہا انسانوں میں سے خدا نے تم کو منتخب کیا ہے۔ بڑے بڑے کام تمہارے لئے چشم براہ ہیں۔ چھوڑ دو اپنے بیوی بچوں کو۔ چھوڑ دو اپنے گھوڑوں کو۔ اپنے آپ کو روپوش کر لو۔ جاو سیلانی بن جاؤ۔ سرزمین روس تم سے ہمکلام ہوگی۔ اس کے الفاظ کے معنی سمجھنا سیکھو پھر دنیا کی طرف لوٹ آؤ اور لوگوں کو بتاؤ کہ ہمارے مقدس وطن نے تمہیں ان کے لئے کیا پیغام دیا تھا"۔

اس طرح ماکاری نے کھلے لفظوں میں راسپوٹین کو ترک دنیا کی تلقین کی۔ جس پر عمل کرتے ہوئے راسپوٹین نے سیلانی بننے کا فیصلہ کرلیا۔

چلہ کشی اور فلسفہ گناہ کے ذریعہ نجات کا پرچار

ہنود و یہود اور عیسائیت کی دنیا میں عورت کو بد بخت، مکار اور مجسم تخریب و عصیاں سمجھتے ہوئے شیطنیت و جنسیت کا دروازہ کہا جاتا ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ عورت تمام گناہوں کی آماجگاہ اور ابلیس کا پیکر ہے۔ دنیا میں شر کا وجود اسی سے باقی ہے۔ اس لئے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تجرد زندگی کو شرف انسانیت کا نمونہ قرار دیتے ہیں۔ خلانسٹی فرقہ کے لوگ بنیادی طور پر عیسائی تھے اور وہ بظاہر سہی صلیب اور کلیسا کا احترام کرتے اور اسے اپنے مذہب کا جزو سمجھتے تھے۔ لہذا عیسائیت کے نقطہ نظر سے راسپوٹین نے صراط مستقیم کے لئے نفس کشی کا طریقہ اپناتے ہوئے سیلانی بننا پسند کیا۔ جس میں عورت کی اہمیت کو ختم کر دیا جاتا ہے۔

روسی اصطلاح میں "سیلانی زندگی" کو خدا تک پہنچنے کا ایک ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ روسی سیلانی بننے کے لئے اپنا نام بدل کر دنیا کے تمام رشتوں سے منہ موڑ کر گمنامی کی زندگی گزارتے تھے۔ روس کے دیہاتوں میں ان سیلانیوں کے لئے گھروں میں تہہ خانے بنائے جاتے اور ان سیلانیوں کی رہائش، خوراک اور آرام کا مکمل خیال رکھا جاتا تھا۔ سیلانی جب تک جی چاہے ان تہہ خانوں میں رہتے اور پھر بغیر بتائے غائب ہو جاتے تھے۔ روس کے دیہاتی ان سیلانیوں کا کلیسا کے پادریوں سے بڑھ کر احترام کرتے اور انہیں اپنا مرشد تسلیم کرتے تھے۔ ان کو نذر و نیاز پیش کرتے ہوئے دعائیں منگوائی جاتیں اور ان کی خدمت کرنا اپنا فرض سمجھا جاتا تھا۔ کسی سیلانی کا اچانک چلے جانا "محرومی" تصور کیا جاتا تھا۔

راسپوٹین نے ماکاری کی نصیحت کے مطابق سیلانی زندگی گزارنے کا ارادہ کیا لیکن اسے بخوبی علم تھا کہ روسی معاشرہ میں کلیسا کے زیر اثر باپ کو غیر محدود اختیارات اور الوہی حثیت حاصل ہے۔ وہ یقین کی حد تک اس بات کو تسلیم کرتے تھے کہ جو حیثیت خدا اور مخلوق کی ہے وہی حیثیت والد اور بچوں کی ہے۔ روسی عوامی کہانیوں،

رسوم و رواج اور گفتگو میں باپ کی دعاؤں کو بڑی اہمیت حاصل ہے اور باپ کی لعنت دین و دنیا میں رسوائی کا موجب بنتی ہے۔ اسے پتہ تھا کہ مشترکہ خاندان میں باپ کی حیثیت بادشاہ سلامت کی سی ہوتی ہے اور بحران کی صورت میں وہ دخل اندازی کا حق رکھتا ہے اور اس کا یہ حق گھر سے گھاٹ تک ہر چیز کو لرزہ براندام کرسکتا ہے۔ اسے وہ روسی کہاوت یاد تھی جس میں کہا گیا تھا کہ باپ اپنے بیٹے کو چار بار فروخت کرنے کا حق رکھتا ہے۔ لہذا وہ اپنے باپ سے اجازت طلب کرنے اور بیوی بچوں کو الوداع کہنے کے لئے اپنے گاؤں پوکردوسکی پہنچا اس کے باپ نے بیٹے کے اصرار پر اسے اجازت دیتے ہوئے الوداع کہا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اس کا بیٹا جس مقصد کے لئے جا رہا ہے وہ دنیا کے کاموں سے کہیں عظیم ہے۔ بیٹے کے جانے کے بعد بوڑھے ایفم نے بھی اپنا زیادہ وقت گرجا گھر میں گزارنا شروع کر دیا اور وہ گھنٹوں مریم کے مجسمے کے آگے سجدہ ریز رہتا اس کی بیوی اس کی جدائی میں نیم پاگل ہوگئی۔ وہ سینے میں ارمان دبائے راسپوٹین کی یاد میں دن گزار رہی تھی اب اس کے چہرے پر جھریاں نمایاں ہو رہی تھیں۔ راسپوٹین کی ماں بڑے بیٹے کی موت اور چھوٹے بیٹے کی جدائی کی تاب نہ لاتے ہوئے اس دنیا کو چھوڑ گئی۔ اس کے بچے اب بچپن سے لڑکپن کی جانب بڑھ رہے تھے۔

راسپوٹین کئی سالوں تک کشکول ہاتھ میں پکڑے اور روٹیوں کا تھیلا گلے میں لٹکائے گاؤں گاؤں پھرتا رہا۔ اس کی بیوی فیڈرونا ہر سیلانی میں راسپوٹین کو پہچاننے کی کوشش کرتی اور ہر آنے والے سے اس کا پتہ پوچھتی۔ مختلف لوگ اسے اس کے مجازی خدا کی مختلف کہانیاں سناتے اور مختلف جگہ پر ملاقات کا دعویٰ کرتے۔ فیڈرونا ان لوگوں سے کہانیاں سن کر صرف اس حد تک خوشی محسوس کرتی کہ اس کا مجازی خدا نہ صرف زندہ ہے بلکہ روس کی سرزمین پر بھی موجود ہے۔

پھر ایک دن علاقہ میں ایک ولی کی کرامات کی دھوم مچ گئی۔ ایک کہانی کے مطابق وہ ولی اچانک ماہی گیروں کے سامنے نمودار ہوا، ان کے ساتھ کچھ دن رہا ان کے جالوں کی مرمت کرتا رہا اور انہیں حمد و ثنا کے طریقے بتاتا رہا۔ دوسری کہانی کے مطابق

وہ کسانوں کے سامنے ظاہر ہوا۔ دن بھر ان کے ساتھ کام کیا اور شام کو ان کے سامنے گناہ کے ذریعہ نجات کے عقیدے کی شرح بیان کرتا رہا۔ ایک اور کہانی کے مطابق اسے عورتوں اور نوجوان لڑکیوں کے ساتھ جنگل میں درختوں کی شاخوں کو صلیبیں بنا کر ان کے سامنے دعائیں مانگتے دیکھا گیا اور بتایا گیا کہ وہ لڑکیوں کے ساتھ بوس و کنار کو عبادت کا حصہ قرار دیتا ہے۔ کچھ لوگوں نے بتایا کہ وہ آگ کا ایک الاؤ تیار کر کے اس کے گرد لڑکیوں کے ساتھ رقص کرتا اور عجیب آوازوں کے ساتھ چلاتا ہے کہ "اپنے غرور کو گناہ سے نیست و نابود کر دو۔ اپنے جسم کا امتحان لو" ان میں سے بیشتر لڑکیوں نے بھی اپنے والدین اور شوہروں کو یہ کہتے ہوئے چھوڑ دیا کہ "صرف وہ ہی ان کی روحوں کو نجات دلا سکتا ہے" ایک اور کہانی کے مطابق وہ اپنی مداح عورتوں کے جھرمٹ میں جوہڑوں اور تالابوں میں مادر زاد برہنہ کھڑا ہو جاتا ہے اور عورتیں اس کے غلیظ بدن سے میل اتارتی ہیں جس کا مقصد وہ باعصمت عورتوں کا غرور ختم کر کے نجات کا راستہ دکھانا بتاتا ہے۔

اسی دوران نگر نگر راسپوٹین کی پیشن گوئیوں کے سچ ہونے اور اس کی بددعاؤں کا چرچا ہوا۔ پہلے مشہور ہوا کہ اس نے ایک شخص کے جسم سے بد روح کو مار بھگایا ہے۔ پھر اس کی اس بددعا کا بڑا چرچا ہوا جو اس نے لوگوں کی بدتمیزی پر تین ماہ تک بارش نہ ہونے سے متعلق کی تھی جو پوری ہوئی۔ واقعی تین ماہ تک بادل کا ٹکڑا آسمان پر نظر نہ آیا اور فصلیں بن پانی تباہ و برباد ہو گئیں۔

دراصل یہ تمام خلائشٹی فرقہ کی تعلیمات تھیں جن کا راسپوٹین کھلے بندوں پرچار کر رہا تھا۔ خلائشٹی فرقہ کے لوگ اپنی نجی محفلوں اور عبادت گاہوں میں ہونے والے خفیہ اجلاسوں میں راسپوٹین کو قابلِ احترام اور پاکیزہ ہستی قرار دیتے اور خفیہ طور پر راسپوٹین کے حوالہ سے لوگوں میں خلائشٹی فرقہ کی تعلیمات کو اُجاگر کرنے کی کوشش کرتے۔ وہ راسپوٹین کو ولی اللہ کہتے اور اس کی ہر حرکت کو عبادت کا حصہ قرار دیتے، اس کی باتوں کو وحی الہیٰ سے تعبیر کرتے اور پیشنگوئیاں پوری ہونے کے واقعات کو نجی محفلوں میں اس کی کرامات کے روپ میں بڑھا چڑھا کر بیان کرتے تھے۔

راسپوٹین کی بیوی فیڈرونا اور اس کا بوڑھا باپ ایفم ہر روز لوگوں سے اس سیلانی کی زہد و تقویٰ کی داستانیں اور اس کی کرامات کا ذکر سنتے لیکن سنانے والا اس کے ٹھکانہ سے واقف نہ ہوتا تھا۔ پھر اچانک ایک دن راسپوٹین نے اپنے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ بیوی کا دل دھڑکا لیکن وہ اسے پہلی نظر میں نہ پہچان سکی کیونکہ اس کے سر اور داڑھی کے بال چکناہٹ سے جڑ چکے تھے اور اس کا چہرہ نفس کشی کے باعث زرد اور اندر کو دھنسا ہوا تھا۔ بوڑھا باپ پتھرائی ہوئی نظروں سے اس کے چہرے میں اپنے بیٹے کو تلاش کر رہا تھا۔ اس کے بچے اس کی آنکھوں میں شفقت کی جھلک کے متلاشی مسلسل اس کے چہرے پر نظریں جمائے کھڑے تھے۔ لیکن بہت جلد ان سب کو احساس ہو گیا کہ اس کی دنیا بدل چکی ہے اور اب اسے اس دنیا کے کسی رشتہ، ناطہ یا لوازماتِ زندگی سے کوئی سروکار نہیں ہے۔

راسپوٹین نے ان سب کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنا دایاں ہاتھ بلند کر کے پادریوں کے انداز میں دعا دی اور اپنی بیوی کو تہہ خانہ کا دروازہ کھولنے کو کہا اور پھر اس چھوٹے سے نیم تاریک تہہ خانہ میں ننگے بدن عبادت میں مشغول ہو گیا۔ اس کی بیوی رات بھر اس کا انتظار کرتی رہی۔ ذرا ذرا سی آہٹ پر بے چین ہو جاتی۔ اس نے برس ہا بعد خود کا جائزہ لیتے ہوئے آئینہ کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے آپ کو سنوارا۔ اپنی آنکھوں سے آنسو خشک کر کے ان میں وہ چمک پیدا کی تھی جس کو دیکھ کر راسپوٹین اس پر مرمٹا تھا۔ آج ارمانوں کی دنیا سجائے وہ کبھی چارپائی پر لیٹتی اور کبھی اُٹھ کر بیٹھ جاتی لیکن اُسے تہہ خانہ سے راسپوٹین کی چیخوں اور دعاؤں کی آوازوں کے علاوہ کچھ سنائی نہ دیتا۔ اس کی بیوی نے بتایا کہ جب وہ انتظار کرتے کرتے تھک گئی اور حقیقت حال معلوم کرنے کے لئے تہہ خانہ میں گئی تو راسپوٹین بڑی تکلیف دہ حالت میں گھٹنوں کے بل جھکا ہوا تھا اور اس کا چہرہ زمین کو چھو رہا تھا۔ وہ تھر تھر کانپ رہا تھا اور اس کے منہ سے چیخوں کے درمیان "او معبود ہم پر رحم کر" کے الفاظ نکل رہے تھے کمرہ ایک ہیبت ناک منظر پیش کر رہا تھا۔ ایک اور پُراسرار طاقت اس کی مناجات میں شامل تھی اور وہ دونوں رو رو کر خداوند کریم سے اپنے گناہوں سے معافی مانگ رہے تھے۔ بعد میں

ایک بوڑھے کسان نے بھی جو مقامی گرجا گھر کا رکن تھا نے تہہ خانہ کا خوفناک منظر دیکھ کر لوگوں کو یقین دلایا کہ راسپوٹین نے واقعی نیا جنم لیا ہے اور وہ اپنا ماضی بالکل بھول چکا ہے۔ گاؤں کے چیدہ چیدہ لوگوں نے بھی تہہ خانہ کے ہیبت ناک منظر کو دیکھا اور اس کی تصدیق کی۔ اس طرح راسپوٹین کے مجاہدے، ریاضت اور عبادت کی دھوم مچ گئی اور دور دراز علاقوں سے لوگ اپنی مرادوں کے ساتھ ایفم کے گھر آنے لگے۔ قدیم کلیسا کو روسی ریاست میں بڑا دخل تھا۔ جب راسپوٹین کی شہرت کلیسا تک پہنچی تو مسیحیت کے مذہبی پیشواؤں نے اِسے اپنے اختیارات میں مداخلت سمجھا اور اُس کی بھرپور مخالفت کی۔

ماسکووی ریاست کے قیام سے قبل اس علاقہ پر چھوٹے چھوٹے شہزادوں کی حکمرانی تھی۔ جو گھاس کے خطے کی شہسواری کی روائت کے پابند تھے۔ ان کے نزدیک اہم کام صرف جنگیں لڑنا تھا جبکہ وہ محکوموں کو صنعت و حرفت اور زراعت جیسے دوسرے پیشوں پر مجبور کرتے تھے اور اس طرح ہر روز ایک نیا معاشرتی، مقامی اور عوامی فساد جنم لیتا تھا۔ نویں صدی عیسوی میں ان جنگی حکمرانوں کا واسطہ بازنطینوں سے پڑا جو اس علاقہ میں پہلے ہی دلچسپی رکھتے تھے۔ بازنطینوں کی وجہ سے مشرقی کلیسا روسی معاشرہ کے سیاسی اور سماجی نظام پر نہ صرف اثر انداز ہوا بلکہ اس نے روس کو عالمی سطح پر ابھرنے کے لئے ایک اخلاقی اور نظریاتی بنیاد فراہم کی۔ اور اس طرح دونوں متضاد قوتیں ملکی استحکام کا باعث بنیں۔

بازنطین کے مذہبی و سیاسی نظام میں کلیسا کو بڑی اہمیت حاصل تھی۔ چونکہ وہ روس کے عوام کو عیسائی بنا کر سیاسی قوت حاصل کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے روس میں بازنطینی کلیسائی کی روایات اور عبادات کے ساتھ ساتھ مقامی زبان کو چرچ کی دعا کے لئے استعمال کرنے کی اجازت دی گئی اور اس طرح سلافیت کی بنیاد فراہم کی گئی اور کلیسا کے ساتھ ساتھ ریاست اور کلیسائی وحدت اور بادشاہ میں الوہیت کا تصور پیش کیا گیا۔ بازنطینی کلیسا روس کی سرزمین پر سیاسی اور مذہبی ہم آہنگی اور استحکام فراہم کرنے میں مکمل طور پر کامیاب رہا۔ عوام کو یہ یقین دلایا گیا کہ ریاست اور کلیسا ان کی

صرف نجات دھندہ ہے بلکہ ان کی حفاظت کی بھی ذمہ دار ہے اور عوام کا فرض ہے کہ وہ حکومت کی اطاعت اور اُس پر مکمل اعتماد و انحصار کرے۔ بازنطینی شہنشاہ اعلیٰ ترین کمانڈر، واحد قانون ساز اور منصف اعلیٰ کے علاوہ عالمی حکمران کے بلند و بالا مناصب پر بیک وقت فائز سمجھا جاتا تھا اور اس نے کلیسا کی حفاظت، ارتداد کا قلع قمع اور قدیم کلیسا کی نشر و اشاعت کا کام اپنے ذمہ لے رکھا تھا۔

روم ایک عظیم تہذیبی اور مذہبی مرکز تھا جو ختم ہو گیا۔ اس کے بعد بازنطینا نے اس کی جگہ لی لیکن اس کی عظمت بھی ترکوں کے ہاتھوں عہد رفتہ بنی ۱۴۵۳ء تک ماسکو مشرقی کلیسا کی سب سے بڑی اور مضبوط ریاست بن چکا تھا اور پوری دنیا کا نجات دہندہ اور عالمی قدیمی عیسائی سلطنت کی حیثیت رکھتا تھا۔ روسی پادری ماسکو کو تیسرا روم تصور کرتے اور سولھویں صدی میں یہ تصور حقیقت کا روپ دھار گیا۔ ماسکو کے شہزادے نے زار (سیزر) یا قیصر کا لقب اختیار کیا اور روس کو تیسرا روم کہا جانے لگا۔ ایک پادری نے ولیسلائی سوئم کو خط لکھا کہ:

> "دو روم ختم ہو چکے ہیں اور تیسرا روم ہمارا ماسکو قائم و دائم ہے اور چوتھا روم کبھی نہ بن سکے گا۔ اس سلطنت میں ہمارے کلیسا کی روشنی سورج کی روشنی سے زیادہ آب و تاب کے ساتھ چمک رہی ہے۔ تمام دنیا میں آپ واحد عیسائی زار ہیں۔"

روسی کلیسا نے ۱۵۴۷ء میں بازنطینی سے الگ ہو کر آئیوان چہارم کو زار بنایا۔ اور اس کے کچھ سال بعد روسی کلیسا کے قواعد و ضوابط کو باضابطہ شکل دی گئی۔ کلیسا کی مدد سے شہنشاہ کی بلند و بالاطاقت کو ختم کیا گیا اور اعلان کیا گیا کہ خدا ہی کائنات کا سب سے بڑا مالک ہے اس لئے اس کی مکمل اطاعت کرنا ہر ایک کا فرض ہے اور شہنشاہ نے کلیسا کی برتری کو تسلیم کرتے ہوئے دین کی نشر و اشاعت کا حلف لیا اس طرح روس میں اُس وقت کلیسا اور ریاست کی حکومت تھی اور حکومت میں کلیسا کی بڑی عزت و تکریم تھی۔

۱۵۵۵ء سے ۱۵۶۰ء تک کے دور میں تعمیر کردہ ۹ کلیساؤں پر مشتمل گرجے کی

شان و شوکت دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے جن میں خیمہ کی مذہبی تقدیس موجود ہے۔ سائمن اوشانوف نے (۱۶۲۶ء تا ۱۶۸۶ء) ماسکو کے گرجا گھر میں ایسی تصاویر بنائیں جن میں حضرت عیسیٰ کو دنیا کے حکمران کی حیثیت سے دکھایا گیا۔ ۹۵-۱۶۹۱ء میں گرن گوائف اور اس کے پندرہ ساتھیوں نے ایک اور کلیسا میں ۴۲۰۰ کے لگ بھگ ایسی تصاویر بنائیں جو پوری دنیا میں اپنی نوع کی واحد کوشش تھی۔

"گناہ کے ذریعہ نجات کا راستہ" صریحاً مسیحی تعلیمات کے خلاف تھا لہذا گاؤں کے کلیسا کے پادری فادر پیٹر اس فلسفہ گناہ کو گمراہ کن قرار دیتے ہوئے راسپوٹین کو جادوگر اور ابلیس کا گماشتہ کہتا۔ لیکن وہ دن فادر پیٹر کے لئے بڑا کرب ناک تھا جب یوم کلیسا کے موقعہ پر بار بار گھنٹیاں بجانے کے باوجود چند سفید پوش مردوں اور بوڑھی عورتوں کے علاوہ کوئی شخص کلیسا میں داخل نہ ہوا۔ بلکہ اس روز گرجا کی انتظامیہ، علاقہ کے تخیر اور متمول لوگ اور ان کی بیگمات بھی گرجا گھر کی بجائے ایفم کے گھر راسپوٹین کے دیدار کے لئے حاضر تھیں۔ اسے اس بات کا بڑا دکھ ہوا۔ وہ تصور بھی نہیں کرسکتا تھا کہ مریم کے مجسمے کے آگے ہر روز گڑگڑا کر دعا مانگنے والے یہ لوگ ایک بد طینت اور گمراہ شخص کے اسیر ہو جائیں گے اور کلیسا کو چھوڑ کر اس کے دیدار کے لئے اس کے گھر جائیں گے۔ وہ اس غم و غصہ میں سیدھا ایفم کے گھر گیا اور لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ سنو اسے ناعلم لوگوں میں تمہیں بتاتا ہوں کہ:

> "جو لوگ خود ہی ریاضت و انزوا کا طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ شیطان ان کا راہنما بن جاتا ہے اور ان کا پیچھا اس وقت تک نہیں چھوڑتا جب تک انہیں ضلالت و ہلاکت ابدی کے تحت الثریٰ تک نہیں پہنچا دیتا۔ شیطان انہیں نورانی شکلوں میں انواع و اقسام کے سبز باغ دکھاتا ہے اور انہیں مسیح دوراں قرار دیتے ہوئے حلال و حرام کی پابندیوں سے مستثنیٰ قرار دیتا ہے۔ حرمان نصیبی اور حق فراموشی کا کمال یہ ہے کہ وہ لوگ شیطان کے فریب کو خداوند عالم کا جمال سمجھتے ہیں اور ہم کلامی پر فخر کرتے ہیں۔ ابلیس اہل خلوت

کو راہ راست سے منحرف کرنے میں ایسے ایسے کمال رکھتا ہے کہ انسانی علم کے بڑے بڑے قلعے اس کی ادنیٰ فسوں طرازیوں سے آناً فاناً زیر و زبر ہو جاتے ہیں اور بخت خفتہ اور طالع گم گشتہ اپنی قسمت کی باگ اس کے ہاتھ میں دے دیتے ہیں۔ سنو! جو شخص سد رمق غذا پر اکتفا کرے، کم سوئے، کم بولے، ہر وقت عبادت الہیٰ یا پوجا پاٹ میں مصروف رہے۔ نفس کشی کا شیوہ اختیار کر کے اپنے اندر ملکوتی صفات پیدا کرے اس سے عادت مسترہ کے خلاف ایسے محیرالعقول افعال صادر ہوتے ہیں جو دوسروں سے ظاہر نہیں ہوسکتے۔ ان افعال کو استدراج کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ تعربات محض ریاضت الانفس کشی کا ثمرہ ہوتے ہیں جبکہ عوام کا معمول ہے کہ جونہی نفس امارہ کے کسی پوجاری نے اپنے تقدس کا قصہ سنایا تو اس پر پروانہ وار گرنے لگتے ہیں اور یہی کچھ تم ناسمجھ اور بے وقوف لوگ کر رہے ہو۔"

یہ کہتے ہوئے فادر پیٹر غصے میں تہہ خانہ میں اتر گیا۔ لیکن لوگوں نے فضا میں یک دلخراش چیخ کے بعد فادر پیٹر کو زرد چہرہ لئے نیم جان قدموں سے بھاگتے ہوئے یکھا۔ یہ راسپوٹین کے ہاتھوں کلیسا کی پہلی شکست تھی جسے فادر پیٹر کسی طور بھی تسلیم رنے کو تیار نہیں تھا۔

فادر پیٹر نے ایک طویل رپورٹ گورنمنٹ کو بھیجتے ہوئے تحریر کیا کہ راسپوٹین نہ صرف خلائشی فرقہ سے تعلق رکھتا ہے بلکہ وہ اس فرقہ کے گمراہ کن نظریات کا کھلے بندوں پرچار کر کے عیسائیت کی نفی کر رہا ہے لہذا اس کے خلاف فوری کارروائی کی جائے۔ گورنمنٹ نے فادر پیٹر کی رپورٹ پر ویری ریورینڈ لارڈ شپ کی سرکردگی میں تحقیقاتی کمیشن قائم کیا اور اسے پوکردوسکی پہنچ کر حالات کا جائزہ لینے کے بعد تحقیقاتی رپورٹ پیش کرنے کا حکم دیا۔ ویری ریورینڈ لارڈ شپ نے اپنا ہیڈ کوارٹر مقامی گرجا گھر میں قائم کرتے ہوئے مقامی لوگوں کے بیانات قلمبند کئے۔ مقامی لوگوں نے

کمیشن کو بتایا کہ راسپوٹین بڑا پاکباز، متقی اور خدا رسیدہ بزرگ ہے جو روحانیت کا پرچار کرتا ہے۔ نفس کشی کرتا ہے ہر وقت عبادت میں مشغول رہتا ہے اور اس کی دعاؤں اور بددعاؤں میں فوری اثر موجود ہے۔ لارڈ بشپ نے فادر پیٹر کی درخواست پر ایک پولیس کے سپاہی کے ذریعہ راسپوٹین کو طلب کیا۔ وہ سپاہی جب تہہ خانہ میں پہنچا تو اس وقت راسپوٹین دنیا و مافیہا سے بے نیاز عبادت میں مشغول تھا۔ سپاہی بھی اس کی دعاؤں میں شامل ہو گیا اور فرط عقیدت سے راسپوٹین کے ہاتھ چومنے لگا۔ سپاہی نے کمیشن کو بتایا کہ راسپوٹین کے خلاف لگائے گئے تمام الزامات بے بنیاد ہیں اور میں اس خدا رسیدہ بزرگ کو یہاں لانے کی جرأت نہیں رکھتا۔ لہذا کمیشن بغیر کسی ثبوت کے واپس لوٹ گیا۔ لوگوں کے راسپوٹین سے عقیدت کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے اسے راسپوٹین کی بجائے "فادر گریگوری" کہہ کر پکارنا شروع کر دیا تھا اور اب بوڑھے ایفم کا گھر گھر نہیں بلکہ زیارت گاہ بن چکا تھا۔

راسپوٹین تین ہفتہ کی چلہ کشی کے بعد تہہ خانے سے باہر نکلا۔ نفس کشی اور لگاتار مجاہدے کے باعث اس کا چہرہ زرد ہو چکا تھا۔ اس کی آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے بن چکے تھے۔ اس کے گال اندر کی جانب دھنس گئے تھے اور اس کا جسم ایک ڈھانچہ کی مانند تھا لیکن اس کی آنکھوں میں چمک، ہونٹوں پر مسکراہٹ اور چہرے پر بلا کی سنجیدگی تھی۔ لوگ اس کے دیدار کے لئے جم غفیر کی شکل میں پہلے ہی موجود تھے۔ وہ سب لوگوں کی نگاہوں کا مرکز تھا۔ اس نے لوگوں کے گونجتے ہوئے نعروں میں اپنا پہلا مذہبی خطاب کرتے ہوئے کہا:

> "میں تمہیں وہ مسرت بخش پیغام دینا چاہتا ہوں جو مادر وطن نے مجھے دیا ہے اور وہ ہے گناہ کے ذریعے نجات کا راستہ۔ گناہوں میں سرتاپا غرق ہو جاؤ تاکہ گناہ خود ہار مان جائے۔ اس کے بعد جنت تمہارے قدموں میں ہو گی۔"

اس خطاب کے بعد وہ دریائے تورا کے کنارے چلتے چلتے لوگوں کی نظروں سے غائب ہو گیا۔

راسپوٹین کی مذہبی اور سیاسی زندگی کا آغاز

کچھ دنوں بعد وہ علوم الٰہیہ کی اکیڈمی میں طلبا کے دقیق اور پیچیدہ سوالات کا جواب دے رہا تھا۔ تثلیث کے پیچیدہ مسئلہ پر اس کے سیدھے سادے استدلال نے طلبا اور اساتذہ کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ اس نے طلباء سے مخاطب ہو کر کہا کہ:

"تم لوگ مسیح کی ۳۳ سالہ زندگی میں سے صرف تین برس کے حالات کو ان تحریفی کتابوں کے حوالہ سے جانتے ہو۔ جن میں واقعیت کی جوہریت مفقود ہے۔ یہ محرف دستاویزات مشتبہ اور ناقابل اعتبار ہیں اور انہیں ایمان و ایقان کی بنیاد نہیں بنایا جاسکتا۔ تم میں سے کون ہے جو مسیح کی اس تیس سالہ حقیقی زندگی سے پردہ اٹھا سکتا ہے۔ جس نے اس تین سال کے لئے راستہ تیار کیا جس کی بدولت دنیا کو زندگی نصیب ہوئی۔ کیا تم میں سے کوئی ہے جو مسیح کے روحانی مشن کی تدریجی طلوع اور یک بیک ظہور کی نسبت بتا سکتا ہو۔ یقیناً تم میں سے کوئی بھی نہیں ہے۔ ان کتابوں کو اٹھاؤ اور دیکھ کر مجھے بتاؤ کہ انسان کا منتہائے مقصود کیا ہے۔ کیا انسان اس گوہر نایاب کے لئے حیات کلی میں جذب ہو جائے یا اپنی انفرادی ہستی کو قائم رکھے۔؟ کیا انسان اس گوہر مقصود کو حاصل کرنے کے لئے خدا کی ذات میں فنا ہو جائے یا پھر خدا کو اپنے اندر جذب کر لے۔؟ مجھے بتاؤ کہ کیا یہ تمہاری کتابیں تمہیں مادہ کا احاطہ کرنے کا سبق دیتی ہیں یا مقابلہ کرنے کا؟ کیا تمہاری یہ تمام کتابیں اس مسئلہ پر متفق ہیں کہ روح انسانی کا روح کائنات سے کیا رشتہ ناطہ ہے کیا بقائے عشق، بقائے ذات ہے یا نہیں۔ یقیناً ان سوالات کا جواب تمہاری ان

کتابوں میں موجود نہیں ہے کیونکہ ان کتب سماوی کو قومی اختلاط، تہذیبی تصادم، سیاسی انقلابات اور زمانی تبدیلیوں نے مسخ کر دیا ہے اور تم آیاتِ خداوندی کی وہ توجیہات اور توضیحات پیش نہیں کرتے جو ان کا اصل مقصود ہے۔ ان کتابوں کو بند کرو۔ جن میں صدیوں کے زمانی عرصہ میں پھیلے ہوئے روایات و تاویلات طلسمی ہیکل میں انسانی ایجاد و اختراع کی منفی صنعت گری اور ابلیسانہ چابک دستی موجود ہے اور جن میں یسوع مسیح کی تعلیمات جیسی واضح اور غیر متبدل صداقت کو ابہام، اہمال اور تضاد کے تلبیسی پردوں میں چھپا رکھا ہے جن میں خداوند کی واضح، بین، باطل شکن حقیقت اور ناقابل تغیر ابدی صداقت کے الفاظ و معانی کے ساتھ تاریخ کے ہر دور میں تفسیرات، تاویلات، تعبیرات، توضیحات اور تشریحات کے نام پر مجموعہ تضادات بنا دیا ہے۔ میرے پاس آؤ میں تمہیں وہ علم سکھاتا ہوں جو میں نے خداوند سے براہِ راست حاصل کیا ہے اور جس میں کوئی تضاد موجود نہیں ہے۔ نور ہی نور ہے۔"

طلباء اس کے دلائل سننے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ رموز خداوندی کتابوں میں بند نہیں ہے مذہب ایک حقیقت ہے لیکن اسے کلیساؤں، رہبانیت اور آیات صحیفہ میں مقید نہیں رکھا جاسکتا اکیڈیمی کے ڈائریکٹر فیوفان نے گناہ کے بارے میں راسپوٹین کا نقطہ نظر معلوم کرنے کے لئے پوچھا کہ تم گناہ کو ناگزیر سمجھتے ہو جبکہ مسیح اور قدیم کلیسا کے تمام مقلدین اسے ابلیس کا فعل قرار دیتے ہیں۔ راسپوٹین نے جواب میں کہا کہ:

"یہ ٹھیک ہے کہ انسانیت کے محسن اور ہمارے مقدس بزرگوں نے گناہ کی تکذیب کی ہے کیونکہ یہ شیطانی فعل ہے لیکن مکمل تائب ہوئے بغیر گناہ کے تصور کو ذہن سے نہیں نکالا جاسکتا۔ اور

تائب ہونے کے لئے گناہ کا ارتکاب ضروری ہے۔ لے جاؤ اپنی
مقدس کتابوں کو۔ خدا کے سامنے ان کی کوئی وقعت نہیں ہے۔
زندگی کو اسی رنگ میں دیکھو جیسی وہ ہے۔ کیونکہ وہی خدا کی عطا
کردہ ہے۔ یہ جاننے میں وقت ضائع نہ کرو کہ گناہ کہاں سے آیا
ہے۔ دن میں کتنی مرتبہ عبادت کرنی ہے اور کتنے روزے رکھنے
ہیں۔ اگر تمہارا دل گناہ کی طرف مائل ہے تو اس کو تمہیں جڑ سے
مٹانا ہوگا اور اس کا مٹنا اسی وقت ممکن ہے کہ تم اتنا گناہ کرو کہ
تمہیں اس پر پچھتانا پڑے یہ پشیمانی اور توبہ ہی تمہیں گناہوں سے
پاک کر سکتی ہے اگر تم گناہ کی خواہش دل میں چھپائے لمبی لمبی
عبادتیں کرتے رہو گے، روزے رکھتے رہو گے اور مقدس آیات
کی تشریح کرتے رہو گے تو اس طرح تم دنیا کو تو دھوکا دے سکتے
ہو لیکن خدا کو نہیں۔ خدا کی خوشنودی کے لئے آلائش اور گندگی
کی آخری رمق بھی تمہیں اپنے جسم اور ذہن سے ختم کرنا ہوگی۔
اسی صورت میں تم خدا کو منہ دکھانے کے قابل ہو سکتے ہو۔"

فیوفان راسپوٹین کے ان خیالات سے بے حد متاثر ہوا۔ لیکن وہ اس کے فلسفہ گناہ سے مطمئن نہیں تھا اور نہ ہی اس ذریعہ نجات کو آیات مقدسہ کی تاویلات، تشریحات اور توضیحات سے ہم آہنگ تصور کرتا تھا۔ دل و ذہن کے اس تضاد کو ختم کرنے کے لئے اس نے راسپوٹین کو لارڈ بشپ ہرموگن سے ملاقات کرنے کے لیے راضی کرلیا۔

لارڈ بشپ ہرموگن ایک جہاندیدہ انسان تھا۔ راسپوٹین سے ملاقات کے دوران اس نے محسوس کیا کہ راسپوٹین کوئی معمولی شخص نہیں ہے۔ اس میں بلا کی قوت تسخیر موجود ہے۔ اسے معلوم تھا کہ راسپوٹین کا رہن سہن، حرکات و سکنات، بات چیت کا انداز اور مزاج خالص روسی فطرت سے ہم آہنگ ہے اور اس کی مدد سے روسی سیاست میں مغرب کے بڑھتے ہوئے اثرات کے خلاف کلیسا کی خفیہ جنگ جیتی جا سکتی ہے لہذا

جب راسپوٹین نے ہرموگن سے بغلگیر ہوتے ہوئے یہ کہا کہ تم مجھے بہت پسند ہو ہرموگن نے کوئی لمحہ ضائع کیے بغیر اس سے زار سٹن کے سیاسی پادری ایلیورڈ جو شعلہ بیان خطیب بھی تھا سے ملاقات کا وعدہ لے لیا۔

راسپوٹین کی ایلیورڈ سے ملاقات روسی سیاست میں سنگ میل ثابت ہوئی اور اس ملاقات کے نتیجہ میں روسی ملوکیت کو بڑا دھچکا پہنچا راسپوٹین کی سحر انگیز شخصیت ایلیورڈ پر مکمل طور پر حاوی تھی اس کے اعصاب اور اعضاء ماؤف و مفلوج ہو چکے تھے اور راسپوٹین اپنے تمام قوائے عقلیہ کھو بیٹھا تھا۔ ایلیورڈ نے راسپوٹین پر مکمل اظہار و اعتماد کرتے ہوئے ہرموگن کی اس تجویز کو کہ راسپوٹین کو سیاسی مقصد کے لئے استعمال کیا جائے فوراً قبول کر لیا اور یہ معاملہ ٹرورشین پیوپل پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے سامنے پیش کرنے کی پُرزور سفارش کی۔ ٹرورشین پیوپل پارٹی کی مرکزی قیادت نے اس تجویز کا بغور مطالعہ کرتے ہوئے اسے اگلے اجلاس کے ایجنڈا پر سرفہرست رکھا اور ایلیورڈ کو اپنا مؤقف بیان کرنے کا موقعہ دیا۔

ایلیورڈ نے روس کی پوری تاریخ کا اعادہ کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت یہودیوں کے انقلابی رہنما اس بات پر تلے ہوئے ہیں کہ وہ عوامی عالمی انقلاب کی تحریک جاری رکھیں۔ ان کے دہشت پسندانہ گروہوں نے یکے بعد دیگرے کئی کاروائیاں کی ہیں انہوں نے غیر مطمئن روسی دانشوروں کی حمایت حاصل کی اور صنعتی کارکنوں کے ذہنوں میں تشدد آمیز انقلاب کے بیج بوئے ہیں۔ ۱۸۶۶ء میں انہوں نے الیگزینڈر دوئم کی جان لینے کی کوشش کی۔ انہوں نے دوسری بار ۱۸۷۹ء میں اسے قتل کرنا چاہا۔ معجزانہ طور پر دونوں بار الیگزانڈر بچ گیا۔ لیکن آخر کار ایک یہودی ہیسیا بلف کے گھر میں اسے ۱۸۸۱ء میں مار ڈالا گیا۔ ایک طرف انقلابی طاقتیں روس میں حکومت کو ہر طرح سے پریشان کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ طرح طرح کی تخریب کاریاں ہو رہی ہیں اور قتل کئے جا رہے ہیں تو دوسری طرف عالمی انقلابی تحریک کے پیچھے کام کرنے والی خفیہ طاقتیں برطانیہ، سوئٹزرلینڈ اور امریکہ میں اس بات کی کوشش کر رہی ہیں کہ کس طرح برطانیہ کو روس کے ساتھ جنگ میں ملوث کر دیا جائے۔ اس جنگ کا نتیجہ کسی بھی

سلطنت کے حق میں بہتر نہیں ہے۔ ۲۳ مئی ۱۸۸۷ء کو بیرن گنزبرگ کی قیادت میں ایک یہودی وفد نے دربار میں پیش ہو کر مئی کے قوانین کے خلاف سرکاری طور پر احتجاج کیا۔ زار نے یہود اور غیر یہود کے درمیان امتیاز اور ان کے درمیان جھگڑوں کے بارے میں مکمل تحقیقات کر کے ۳ ستمبر کو صاف صاف بتا دیا تھا کہ کچھ عرصہ سے حکومت نے یہودیوں کی جانب توجہ دی ہے اور باقی ماندہ آبادی کے مقابلے میں ان کے مسائل کو سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ عیسائی آبادی یہودیوں کی تجارتی بدمعاملگی کی وجہ سے پس رہی ہے پچھلے بیس سال کے دوران یہودیوں نے صنعت و تجارت پر قبضہ کرلیا ہے بلکہ زمینیں خریدنے اور انہیں آباد کرنے کے ذریعے زراعت پر بھی کنٹرول حاصل کرلیا ہے۔

چند مستثنیات کو چھوڑ کر ان یہودیوں نے ملک کو بہتر بنانے کی بجائے روسی عوام کو لوٹنے اور ان کو افلاس میں مبتلا کرنے کے سوا کچھ نہیں کیا۔ عام شخص کی حالت تباہ کرنے میں انہوں نے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی جس کی وجہ سے، عوام یہودیوں کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے۔ حکومت نے ایک طرف تو ان ہنگاموں کو ختم کر کے یہودیوں کو قتل ہونے سے بچایا تو دوسری طرف فوری طور پر ایسے اقدامات کئے کہ ظلم کا مداوا ہوسکے۔ ان یہودیوں کی نابکاریوں کی وجہ ہی سے پورے ملک میں یہود دشمن ہنگامے شروع ہوئے ہیں۔

نئے قوانین اس لئے نافذ کئے گئے ہیں کہ روسی معیشت دانوں نے بار بار حکومت کو متنبہ کیا تھا کہ اگر یہودیوں کی غیر قانونی سرگرمیوں پر پابندی نہ لگائی گئی تو یہ پورے ملک کی معیشت کو لے ڈوبیں گے اس میں شک نہیں کہ زار الیگزانڈر دوئم کے قتل کے خلاف رد عمل بھی تھا لیکن اصل بات روسی معیشت کی تھی۔ یہودی پورے روس کی آبادی کا صرف ۴۲ فیصد ہیں جبکہ انہوں نے پوری ملک کی معیشت کو اس طرح اپنے قبضے میں لے رکھا ہے کہ پورا ملک شدید بحران سے دوچار ہے۔ اب جبکہ بیرن گنزبرگ کا وفد نئے قوانین کو ختم کروانے میں ناکام رہا تو بین الاقوامی بنکاروں نے روس کے خلاف معاشی ناکہ بندی شروع کر دی ہے۔ انہوں نے پوری قوم کو شدید

معاشی لاچاری کے دہانے پر لا کھڑا کیا ہے انہوں نے روس کی تجارت پر پابندیاں لگا دی ہیں۔ ۱۹۰۴ء میں جب انہوں نے روس کو جاپان کے ساتھ جنگ میں الجھایا، انگلستان کے روشیلڈ بنک نے مالی امداد دینے کے وعدے سے انکار کر دیا اور روسی سلطنت کو معاشی طور پر تباہ کرنے میں کسر نہ اٹھا رکھی جبکہ دوسری طرف کوہن لوئیب اینڈ کمپنی نے جاپان کو منہ مانگا سرمایہ قرض کے طور پر فراہم کیا۔

قدیم خیالات رکھنے والے یہودی دہشت پسند یہودیوں کی سرگرمیوں کی وجہ سے پریشان ہیں۔ انہیں معلوم ہے کہ اس قسم کی [illegible] جیسی فرانس، جرمنی، سپین اور اٹلی میں بھی شروع ہے۔ کم درجے کے انقلابی یہودی بھی پریشان ہیں کیونکہ انہیں یہ خطرہ ہے کہ اس قسم کی دہشت گردی سے یہود دشمنی کا وہ سیلاب پھوٹ بہے گا کہ شاید پوری یہودی نسل کا خاتمہ ہو جائے۔

جب زار الیگزانڈر نے یہودیوں کی طمع اور لالچ کو سلطنت میں بے چینی اور انتشار کی اصل وجہ قرار دیا تو انقلابیوں نے "سوشل انقلابی جماعت" کے نام سے تنظیم بنائی۔ دہشت پسندانہ گروہوں کا انچارج ایک انتہائی سفاک شخص گرشونی کو مقرر کیا۔ اس طرح ایک درزی جس کا نام یونوازیو ہے لڑائی مار کٹائی کے سیکشن کا انچارج بنا۔ "سوشل انقلابی جماعت" نے غیر یہود کو بھی اپنے ساتھ ملانے اور تحریک میں شامل کرنے پر زور دیا۔ غیر یہود جو خاص امتحانات میں کامیاب ہو جاتے ہیں انہیں مکمل رکن بنا لیا جاتا ہے۔ اس فیصلہ کی روشنی میں الیگزانڈر لیانوف جماعت میں شامل ہوا۔ انقلابی جماعت کی مکمل رکنیت دینے سے پہلے اسے زار الیگزانڈر سوئم کو قتل کرنے کا کام سپرد کیا گیا۔ یہ مشن ناکام رہا۔ الیگزانڈر الیانوف کو گرفتار کر لیا گیا اور اسے سزائے موت دے دی گئی۔ اس کے چھوٹے بھائی نے اس کی موت پر یہ عہد کیا کہ وہ اپنے آپ کو انقلابی کام کے لئے وقف کر دے گا۔ ولادمی میر ترقی کرتا کرتا بالشویک پارٹی کا رہنما بن گیا۔ اس نے اپنا نام لینن رکھ لیا ہے۔ لہذا اس عظیم روس کو جس کے لئے ہمارے آباؤ اجداد ۸۸۲ء سے قربانیاں دیتے آئے ہیں کے اندرونی خلفشار کو ختم کرنے اور سوشل انقلابی جماعت جسے یہودیوں اور بیرونی طاقتوں کی شہ حاصل ہے کا مقابلہ کرنے کے لئے

ٹرور شین پیوپل پارٹی اپنا بھرپور کردار ادا کرے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ اس پارٹی میں راسپوٹین جیسا مردِ کامل شامل ہو۔

ہماری یہ جماعت روس کے سپوتوں جیالے مجاہدوں اور پاکبازوں کی جماعت ہے اور یہ ملک کی بہتری کے لئے اچھا اور بُرا پرکھنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ جماعت کو اس وقت ملک کے دیہاتوں میں بسنے والے کروڑوں افراد کی حمائت کی ضرورت ہے اور یہ حمائت راسپوٹین کے ذریعہ حاصل کی جا سکتی ہے دوستوو کی اور ٹالسٹائی کا یہ قول بالکل سچ ہے کہ ایک دیہاتی مبلغ کے الفاظ میں وہ جادو ہوتا ہے جو بڑی بڑی کتابوں میں نہیں ہوتا دیہاتی لوگ راسپوٹین کو پیغمبر مانتے ہیں۔ اس کی بات کو وحی خداوندی سے تعبیر کرتے ہیں لہذا وہ اس کی کسی بات سے انکار نہیں کریں گے۔

اس سوال کے جواب میں کہ ہمیشہ سیاستدانوں کا عوام کے مذہبی جذبات سے کھیلنے کا نتیجہ ملک کی تباہی نکلتا ہے اس نے بڑے جذباتی انداز میں کہا کہ ایسے سوال صرف مغرب کے ابلیس کرتے ہیں اور اس پر کان دھرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ان سفارشات کے بعد راسپوٹین کو رجعت پسندانہ نظریات کی حامل اور شہنشائیت کی حامی طاقتور جماعت ٹرور شین پیوپل پارٹی کا مرکزی ممبر چُن لیا گیا اور اس طرح راسپوٹین روس کی سیاست میں داخل ہو گیا۔

راسپوٹین کی شہرت آہستہ آہستہ پورے ملک روس میں پھیل گئی اور اس کی ولائت کی باتیں زار روس کے محلوں میں بھی ہونے لگیں۔ روس کے شہرہ آفاق زاہد و عابد، روحانی پیشوا اور خدا رسیدہ بزرگ جان آف کرونسٹڈٹ بھی راسپوٹین کے کمال و تقدس کا معترف ہو گیا تھا۔ اس نے فادر جان گرجا میں نادار مفلس لوگوں میں کھڑے ڈھیلے ڈھالے پھٹے ہوئے دیہاتی کپڑوں میں ملبوس معمولی شکل کے مالک راسپوٹین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایک جم غفیر سے مخاطب ہو کر کہا "اے لوگوں میری بات غور سے سنو۔ آج ہمارے درمیان خوش قسمتی سے ایک ایسی بزرگ ہستی موجود ہے جو مسیحا دوراں، خدا کا پیغمبر، مجسم نور اور تقدس کا پیکر ہے۔ آگے بڑھو، تعظیماً اس کے آگے جھکو اور قدموں میں نچھاور ہو جاؤ۔" لوگ راسپوٹین کی طرف دوڑ پڑے اور اس کے

ہاتھوں کو چومنے لگے راسپوٹین کی آنکھوں میں مقناطیسی قوت اپنا زور دکھا رہی تھی۔ اس نے پادریوں کے انداز میں اپنے ہاتھ پھیلا دیئے اور لوگوں کے سروں پر ہاتھ پھیر کر دعائیں دیتا رہا۔

۷۵

شاہی محل میں آمد اور بیمار شہزادے کا علاج

روس پر اس وقت زار نکولاس دوم کی حکومت تھی۔ جرمن نژاد بیلس کی شہزادی اور انگلستان کی ملکہ وکٹوریہ کی نواسی الیکس اس کی ملکہ تھی۔ اسے بچپن میں سن شائین کے نام سے پکارا جاتا تھا اور یہ نام شادی کے بعد بھی قائم رہا زار اسے اسی نام سے پکارتا تھا۔

ملکہ کے تن نازک میں شیر کا دل تھا۔ وہ خدائی صفات کی مظہر اور سرمایہ کمال سے مالامال تھی۔ وہ پیکر الفت و محبت تھی اور جب وہ اظہار محبت کرتی تو ایسے لگتا تھا کہ باران رحمت کا نزول ہو رہا ہے اور قدرت نے اس کی تخلیق فقط محبت کے آغاز اور انجام کی خاطر کی ہے۔ وہ ایک حیا اور خوداری کا پیکر تھی۔ شاہ نے سہاگ کی رات گھونگھٹ اٹھاتے ہوئے سچ ہی کہا تھا کہ تم حقیقی معنوں میں گل مسرت کی لطیف خوشبو، نگاہ مضطرب کی تسکین، اقلیم حیات کی ملکہ، بہار کی جان، حیات کی روح، بیتاب کی تمنا، زندگی کی شریک، انتہائی انیس، غم کا ساتھی، درد کی دوا اور گھر کی زینت ہو۔

شاہ اور ملکہ کی ازدواجی زندگی پیار و محبت کی یادگار تھی۔ شاہ اپنی سرکاری مصروفیات جلد از جلد ختم کر کے ملکہ کے پاس آ جاتا کیونکہ دونوں جدائی کی صبر آزما گھڑیاں برداشت نہیں کر پاتے تھے۔ دونوں کی خواہش ہوتی تھی کہ وہ ایک دوسرے سے جُدا نہ ہوں۔ جب زار اٹلی کے بادشاہ سے ملنے کے لیے چند روز کے لئے ریکونیگی گیا تو ملکہ سارا سارا دن اداس کمرے میں بند پڑی رہتی اور اسے اس بات کا ہمیشہ دُکھ رہا کہ واپسی پر اس کی ملاقات بھرے دربار میں ہوئی جس کے باعث وہ اپنے دل کے ارمان نہ نکال سکی تھی۔ باہمی رنجش کے دوران بھی وہ ایک دوسرے کے خلاف کوئی بات نہ کرتے تھے۔ زار کی ذاتی ڈائری میں جگہ جگہ یہی تحریر ہوتا تھا کہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ کام مجھے مہلت نہیں دیتے اور میں چاہتا ہوں کہ ہر وقت ملکہ کے پاس رہوں اس کے ساتھ باغ میں ٹہلتا رہوں یا پھر پیاری سنی کے ساتھ جزیروں کی سیر کو چلا جاؤں۔ وہ ملکہ کو

مخاطب کر کے کہتا تھا کہ خداوند نے تیرے وجود میں اپنی محبت شامل کر کے عظیم اور لافانی شاہکار بنایا ہے۔ خداوند نے تمہیں صبر و استقلال کے دیوی، نیلگوں آسمان کا درخشندہ و تابندہ ستارہ بنایا ہے۔ تو ایک گوہر بے بہا، جوہر نایاب، محبت کا خزینہ، تمناؤں کی جان اور آرزوؤں کا ایمان ہو۔

سردیوں میں یہ لوگ آبائی ریاست لبواڈیا جاتے اور گرمیوں کے دن فن لینڈ کے جزیروں میں گزارتے وہ ریاست لبواڈیا کے دیہاتی ماحول، سمندر کے نیلگوں پانی اور برف پوش پہاڑوں سے لطف اندوز ہوتے۔ فن لینڈ میں وہ زیادہ وقت کشتی رانی میں گزارتے۔ دونوں میاں بیوی ان تمام جگہوں پر مسرت و شادمانی کے جھولتے جھوتے رہتے انقلاب روس کے وقت ملکہ نے اپنی ایک سہیلی کو خط لکھتے ہوئے تحریر کیا کہ:

"یہ جگہ چھوڑنا کس قدر المناک ہے ہم نے مسرتوں سے بھرپور تئیس سال یہاں گزارے اور اب فلک ناہنجار نے ہمیں اس سے جُدا کر دیا ہے۔ ماضی اتھاہ تاریکیوں میں گم ہوچکا ہے۔ لیکن میں خدا کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتی ہوں کہ جو پُرمسرت لمحات ہم نے گزارے ہیں ان کی یاد اب تک میرے سینے میں محفوظ ہے۔ اس خزانے کو کوئی نہیں لوٹ سکتا۔ یہ اطمینان اس وجہ سے نہیں تھا کہ ہم ایک عظیم الشان سلطنت کے مالک تھے بلکہ اس لئے کہ ہمیں گھریلو مسرت میسر تھی۔ شوہر کی محبت، بچوں کی لازوال الفت اور سہیلیوں کی رفاقت"

شاہ اور ملکہ کی زندگی اگرچہ ناز و نیاز اور پیار و محبت میں گزر رہی تھی مگر اولاد نرینہ کی خواہش دونوں کے دلوں میں برابر موجود تھی۔ جس کے لئے جسمانی علاج کے علاوہ روحانی علاج بھی جاری تھا۔ شاہ کو تخت کے وارث کی ضرورت تھی جبکہ ان کے ہاں یکے بعد دیگرے چار بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ شہنشاہ نے چوتھی بچی کی پیدائش کی خبر سنی تو سکتے میں آ گیا۔ اس کے سامنے کرہ ارض کی سب سے بڑی زمینی سلطنت کی وراثت کا مسئلہ تھا جو اسے حل ہوتا نظر نہیں آ رہا تھا۔ میز پر اس کے سامنے روس کا نقشہ اور پیٹر اعظم

کا وصیت نامہ پڑا تھا۔ اس نے وصیت نامہ کو بار بار پڑھا جس میں لکھا گیا تھا کہ:

"مقدس اور غیر منقسم تثلیث کے نام سے ہم پیٹر اول شہنشاہ اور تمام روسیوں کے مقتدر اعلیٰ تخت کے وارثوں اور روسی قوم پر حکومت کرنے والوں کے نام یہ وصیت لکھ رہے ہیں۔ وہ ذات ارفع و اعلیٰ جس کی وجہ سے ہم زندہ ہیں۔ اسی ذات کی مدد اور روشنی ہمیں روسی قوم کو یورپ کی غالب نسل سمجھنے پر مجبور کرتی ہے۔ یورپی اقوام بڑھاپے اور زوال پذیری کی منزل پہ پہنچ چکی ہیں یا بہت جلد پہنچنے والی ہیں۔ اس بات کا منطقی تقاضا ہے کہ ایک نوجوان قوم قوت اور طاقت حاصل کرنے کے بعد جلد ہی ان پر غالب آجائے گی۔"

مغربی اور مشرقی اقوام پر شمال کی جانب سے حملہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مسلسل عمل کے طور پر جاری رہا ہے۔ روم کے رہنے والوں پر شمال کے وحشیوں کے حملے سے ان میں ایک نئی قوت پیدا ہوگئی تھی۔ شمالی طرف سے لوگوں کا جنوب کی طرف آنا، دریائے نیل کی مٹی کی طرح ہے جو مصر کے مغربی علاقے کو زرخیز بنا دیتی ہے۔ میرے خیال میں روس اسی دریا کی طرح ہے۔ میں اسے دریا کی حالت میں چھوڑ کے جا رہا ہوں۔ میری آنے والی نسلیں اسے بحرِ ناپیدا کنار بنا دیں گی جو قحط زدہ یورپ کو زرخیز کر دے گا۔ اگر میرے جانشینوں نے اس کے دھارے کا مناسب رخ موڑ دیا تو اس کی لہریں کسی بھی مخالف کنارے سے جا ٹکرائیں گی۔ یہی وجہ ہے کہ میں مندرجہ ذیل ہدایات چھوڑے جا رہا ہوں اور اپنے جانشینوں کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ مسلسل ان پر عمل پیرا رہیں اور کبھی ان سے غافل نہ ہوں۔

۱۔ روس کو مسلسل حالت جنگ میں رکھیں۔ سپاہیوں کو ہر لمحہ تیار رکھیں۔ انہیں کبھی آرام سے نہ بیٹھنے دیں سوائے اس کے کہ فوج کی بہتری یا خزانے کی حالت بہتر بنانا ہو۔ حملہ کرنے کے لئے انتہائی مناسب وقت منتخب کریں۔ امن کے بعد جنگ اور جنگ کے بعد امن کا وقفہ دیں جس کا مقصد روس کی خوشحالی ہو۔

۲۔ یورپ کے لائق ترین افسروں کو زمانہ جنگ کے لیے مناسب ذریعے سے، گھیر کر ملازمت قبول کرنے پر آمادہ کیا جائے اور اس طرح زمانہ امن کے لئے ان کے دانشوروں کی خدمات حاصل کی جائیں تاکہ روسیوں کو دوسری اقوام پر فوقیت حاصل ہو اس بات کا دھیان رکھا جائے کہ اپنا کسی قسم کا ہرج واقع نہ ہو۔

۳۔ یورپ کے ہر طرح کے معاملات میں اور ہر بحث و تمحیص میں چاہے وہ کہیں ہو ہمیں حصہ لینا چاہیے۔ بالخصوص جرمنی کے معاملات میں جو کہ ہمارا قریب ترین ہمسایہ ہے اور جس سے ہمارا براہ راست واسطہ ہے۔

۴۔ پولینڈ کو تقسیم کیا جائے اور اس مملکت میں مسلسل بدامنی اور حسد پیدا کیا جاتا رہے۔ دوسری طاقتوں کو سونے کے ذریعے خریدا جائے، پولینڈ کی اسمبلی میں اثر و رسوخ پیدا کیا جائے اور انہیں رشوت دی جائے تاکہ بادشاہ کے انتخاب میں ہمارا عمل دخل ہو۔ حملہ آور گروہ بنا کر انہیں تحفظ دیا جائے تاکہ ماسکو کی فوجوں کا وہاں جانا آسان ہوسکے۔ اس وقت کا انتظار کیا جائے جب ان پر مکمل قبضہ کیا جاسکے۔ اگر قریبی طاقتیں مشکلات پیدا کریں تو ملک کے حصے بخرے کر کے کچھ عرصہ کے لئے انہیں مطمئن کیا جائے حتیٰ کہ ہم اس حصہ کو جو انہیں دیا گیا ہے واپس لینے کے قابل ہوسکیں۔

۵۔ سویڈن کے جتنے حصے پر قبضہ ہوسکے کیا جائے۔ اسے اپنے اوپر حملہ کرنے کے لئے تیار کیا جائے تاکہ اس پر حملہ کرنے اور اسے محکوم بنانے کا جواز نکل سکے۔ اس مقصد کے لئے ہمیں ڈنمارک کو سویڈن سے الگ کرنا ہوگا اور ان دونوں ممالک کے درمیان رقابت کی آگ بھڑکانا ہوگی۔

۶۔ اپنے شہزادوں کی شادی کے لئے ہمیشہ جرمن شہزادیاں منتخب کی جائیں تاکہ خاندانوں کے تعلقات گہرے ہوں اور ہمارے مفادات میں اشتراک پیدا ہو۔ اسی طرح جرمنی کو اپنے نزدیک لایا جائے تاکہ ان پر اپنا اثر و رسوخ قائم کیا جائے۔

۷۔ انگلستان کے ساتھ تعلقات بڑھانے کو ترجیح دی جائے ان سے تجارتی معاہدہ کیا جائے اسے اپنی بحری قوت کے لئے ہماری بے حد ضرورت ہے اور وہ ہمارے ترقیاتی کاموں میں ہمارا معاون ثابت ہوسکتا ہے۔ ہم اپنی لکڑی اور دوسری مصنوعات

سونے کے بدلے دے سکتے ہیں اور سامان تجارت کے مسلسل تعلقات قائم کرسکتے ہیں۔ اس طرح اس کے اور ہمارے ملاحوں اور تاجروں کے درمیان تعلقات قائم ہوں گے جس سے اس ملک کی تجارت اور جہازرانی کو خاصا فائدہ ہوگا۔

۸۔ ہم ہر ممکن طریقہ سے ایک مسلسل عمل کے ذریعے بالٹک کے ساتھ ساتھ شمال میں اور بحیرہ اسود کے ساتھ ساتھ جنوب کی طرف بڑھتے رہنے کی کوشش کریں۔

۹۔ قسطنطنیہ اور ہندوستان دونوں کے جس قدر نزدیک پہنچ سکیں، نزدیک پہنچیں جو ان مقامات پر حکومت کرے گا وہی پوری دنیا کا حکمران ہوگا۔ ایران اور ترکی دونوں طرف مسلسل جنگ کے شعلے بھڑکائے جائیں۔ بحیرہ اسود میں بندرگاہیں بنائی جائیں۔ آہستہ آہستہ اس سمندر کے علاوہ بالٹک میں بھی قدم جمائے جائیں۔ کیونکہ یہ ہمارے مقصد کے حصول کے لئے بے حد ضروری ہے۔ ایران کے زوال کے ساتھ ساتھ خلیج فارس میں بھی قدم جمائیں اور اگر ممکن ہو تو ایک طرف مشرق وسطیٰ کے ساتھ قدیمی تجارت کو بحال کیا جائے اور دوسری جانب ہندوستان تک پیش قدمی کی جائے جو پوری دنیا کے گودام کی حیثیت رکھتا ہے اگر ہم یہاں تک پہنچ گئے تو ہمیں انگلستان کے سونے کی ضرورت نہ رہے گی۔

۱۰۔ کوشش کی جائے کہ نہایت احتیاط کے ساتھ خانوادہ آسٹریا سے گٹھ جوڑ ہو جائے۔ اس طرح ظاہر کیا جائے کہ ہم جرمنی پر اس کے غلبے کی خواہشات کا ساتھ دینا چاہتے ہیں۔ جبکہ زیر سطح شہزادوں کے آپس میں اختلافات اور حسد کو پروان چڑھایا جائے۔ ساتھ ہی ساتھ اس بات کی کوشش کی جائے کہ وہ روس کی امداد کے لئے کوشش میں از خود مصروف ہو اور اس ملک پر اس طرح کا اثر و رسوخ قائم کیا جائے جو اس پر قبضہ کی راہ ہموار کرسکے۔

۱۱۔ ترکوں کو یورپ سے باہر نکالنے کے لئے اس کے کام میں خانوادہ آسٹریا کی دلچسپی پیدا کی جائے۔ فتح قسطنطنیہ ہونے کی شکل میں آسٹریا کی حرص کو یا تو یورپ کی عظیم طاقتوں سے لڑا کر ختم کردیا جائے یا فتح کے کچھ حصے اسے دے دیئے جائیں جو پھر دوبارہ بعد میں اس سے واپس لئے جاسکیں۔

۱۲۔ اس بات کی کوشش کی جائے کہ منتشر اور غیر منقسم یونانیوں کو جو ہنگری، پولینڈ یا ترکی میں مختلف جگہ بکھرے ہوئے ہیں اپنے گرد جمع کیا جائے۔ ہم ان کی ہر اعتبار سے مدد کریں اور اس طرح ترکی کو فتح کرنے کے لئے اپنی کوششیں تیز تر کر دیں۔ ترکی فتح ہو جائے گا تو پولینڈ اکیلا کھڑا نہ رہ سکے گا اور اس طرح ہماری جھولی میں آن گرے گا۔

۱۳۔ سویڈن کو ٹکڑے کرنے، ایران کو محکوم بنانے، پولینڈ کو کچل دینے اور ترکی کو فتح کرنے کے بعد ہماری فوج دوبارہ یکجا ہو جائے گی۔ بحیرہ اسود اور بحیرہ بالٹک پر ہمارے جہاز قبضہ کر چکے ہوں گے۔ اب ہم پہلے ورسئے کے دربار اور بعد میں وی آنا کو یہ کہیں گے کہ آؤ ہمارے ساتھ دنیا کی بادشاہت کو تقسیم کر لو۔ اگر ان میں کوئی ایک مان گیا جو قریب قریب جرمنی ہے تو ہم اُس کے ذریعے دوسری قوت کو ٹھکانے لگا سکیں گے۔ اسی طرح دوسری قوت کا بھی وقت آنے پر صفایا کر دیں گے اس طرح روس یورپ کے مشرقی یا بیشتر حصے پر قبضہ کر سکے گا۔

۱۴۔ اگر ایسا ہو کہ (اور یہ بات ناممکن نہیں) دونوں طاقتیں روس کے منصوبے میں شریک ہونے سے انکار کر دیں تو ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ کس طرح ان دونوں طاقتوں کو برسرپیکار کروایا جاسکتا ہے اور کس طرح ایک دوسرے کو مار کر کمزور ہو سکتی ہیں۔ پھر فیصلہ کن مرحلے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے روس کو اپنی فوجیں جرمنی پر چڑھا دینا چاہئیں اور ساتھ ہی ساتھ ایشیائی فوجوں کو دو مختلف بیڑوں پر سوار کروا کر جن میں سے، ایک بحر آرزف سے اور دوسرا آرکینگل سے روانہ ہو کر اچانک شمالی سمندر اور بحیرہ ابیض میں داخل ہو جائیں گے اور اٹلی سپین اور جرمنی کو آلیں گے۔ اس طرح پورے کا پورا یورپ ہمارے قدموں میں آ گرے گا۔

پیٹر اعظم کی اس عظیم وصیت نامے پر عمل کرتے ہوئے زار نکولاس دوئم نے اپنی ماں کی زبردست مخالفت کے باوجود شادی کے لئے جرمن شہزادی منتخب کی تاکہ خاندانوں میں گہرے تعلقات اور ملکی مفادات میں اشتراک پیدا ہو سکے لیکن نرینہ اولاد نہ ہونے کے باعث یہ سلسلہ ٹوٹتا ہوا نظر آ رہا تھا۔ مادر ملکہ جرمنوں سے شدید نفرت کرتی

تھی وہ شروع ہی سے ملکہ الیکس سے شاہ کی شادی کے خلاف تھی اور اب جبکہ نرینہ اولاد پیدا نہیں ہو رہی تھی مادر ملکہ کی نفرت شدت اختیار کر گئی اور شاہ کی ماں نے ملکہ کا جینا دو بھر کر دیا۔

مادر ملکہ کی نفرت آہستہ آہستہ امراء اور درباریوں میں منتقل ہو گئی اور اب وزراء ور امراء کی اکثریت ملکہ کو ذاتی مخاصمت کی بنا پر نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھنے لگے اور اس کے خلاف افواہوں اور بہتان تراشیوں کا ایک ختم نہ ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا ان افواہوں میں ملکہ کے جنرل اولوف کے ساتھ جنسی تعلقات کا بھی ذکر کیا گیا جس ی بنا پر شاہ بھی کچھ عرصہ کے لئے ملکہ سے بدظن ہو گیا اور یہ اضطراب اس وقت ختم ہوا بب جنرل اولوف پھیپھڑوں کے سرطان کی تکلیف میں مبتلا ہو کر مصر چلا گیا اور وہیں وت ہو گیا۔ ملکہ ان دنوں کا واقعہ بیان کرتی ہوئی کہتی تھی کہ:

"جب بھی میں شاہی بیگمات کے ساتھ باہر جاتی تو کوئی بھی میرے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش نہ آتا تھا۔ بیگمات آپس میں تو گھل مل کر باتیں کرتیں لیکن میرے ساتھ وہ رسمی کلمات بھی ادا کرنے سے گریز کرتی تھیں تاکہ مادر ملکہ ان سے خفا نہ ہو جائے"۔

ملکہ ایک قصہ بیان کرتی ہوئی کہتی کہ:

"راستے میں ایک دفعہ ایک بھکاری نے بھیک مانگی میں نے ایک سکہ اس کے ہاتھ پر رکھا۔ بھکاری نے اس سکہ کو دیکھا اور میری طرف دیکھ کر مسکرایا یہ پہلی مسکراہٹ تھی جو مجھے روس میں ملی تھی۔"

ملکہ کہتی تھی:

"ایک جانب تو مجھے اولاد نرینہ کی خواہش تڑپاتی تھی اور دوسری جانب مادر ملکہ اور بیگمات کا حسنِ سلوک میرے لئے عذاب مسلسل سے کم نہ تھا۔ میں نے اولاد نرینہ کے لئے بڑی دعائیں اور منتیں

مانیں میں ساری ساری رات صیب اور سبیہ یسوع کے آگے روتی رہتی تھی۔ آخر خداوند کو میرے حال پر رحم آگیا اور مجھے اس نے الیکسی عنایت کیا"۔

الیکسی چار بیٹیوں کے بعد جاپان کی جنگ کے دوران ۳۰ جولائی ۱۹۰۴ء کو پیدا ہوا۔ یہ لڑکا پیدائشی طور پر ملوروثی مرض ہمیو فیلیا میں مبتلا تھا۔ اس کو کھیلتے ہوئے اگر چوٹ لگ جاتی تو اس کا سارا جسم سوج جاتا۔ اس مرض کی وجہ سے اس کی ہڈیاں انتہائی کمزور تھیں۔ ڈاکٹروں کے علاج معالجے کے ساتھ ساتھ روحانی علاج بھی کروائے گئے لیکن مرض ختم نہ ہوا۔ لہذا غیر معمولی احتیاط اور ہمہ وقت دیکھ بھال کے سوا کوئی چارہ کار نہ رہا۔

الیکسی کی پیدائش کے بعد شاہ اور ملکہ کا تمام دھیان اس بچے کی طرف بٹ گیا۔ اس کی پرورش کے لئے نرسوں کی ایک فوج موجود ہونے کے باوجود ملکہ اسے خود سے جُدا نہ کرتی تھی اس کی نگہداشت خود کرتی اسے نہلاتی دھلاتی کپڑے تبدیل کراتی اور اس کے ساتھ گھنٹوں کھیلتی رہتی۔ موسیو جیلرڈ کو اس بچے کا اتالیق مقرر کیا گیا اور اس کے اساتذہ میں فرالین شیبنڈر اور مسٹر گیز شامل تھے۔ ایک ڈاکٹر مستقل طور پر محل میں رہتا تھا جو وقفے وقفے سے اس کی خیریت پوچھتا رہتا اور شاہی پادری صبح و شام دعائیں پڑھ پڑھ کر بچے پر پھونکتا رہتا۔

الیکسی کی پیدائش کے بعد مادر ملکہ اور رشتہ داروں کے طعنے تو ختم ہوگئے لیکن بچے کا سدا کا روگ شاہ اور ملکہ کو اکثر رولاتا رہتا تھا۔ وہ زار جو انسان میں سے نہیں خدا میں سے ہونے کا دعویٰ رکھتا تھا اور خود کو کائنات کا سب سے بڑا مالک تصور کرتا تھا اپنی ملکہ سمیت توہم پرست بن چکا تھا۔ اُن کی اس کمزوری پر طالع آزماؤں نے بہت مفادات اٹھائے۔ محل میں آئے دن سنیاسی، سادھو، مجذوب اور صاحب کرامات، پیر، فقیر آتے جاتے رہتے تھے شکست ایندی سے شکست خوردہ یہ شاہی جوڑا نہ صرف ان سے دھوکا کھاتا رہا بلکہ مزید دھوکا کھانے کے لئے دامن شوق وا رکھتا تھا۔

یہ لڑکا اکثر حادثوں کا شکار رہتا جس کے باعث شاہ اور ملکہ ہر وقت اس کے لئے

دعا گو رہتے۔ راسپوٹین جب سینٹ پیٹرز برگ پہنچا تو ان دنوں بھی الیکسی ایک حادثے کا شکار ہوچکا تھا۔ وہ نوکر کے لڑکے سے کھیلتے ہوئے اونچی جگہ سے گرا اور اسے گہری چوٹیں آئیں جسم کی بیشتر ہڈیاں ٹوٹ جانے کے باعث وہ ہر وقت درد میں مبتلا رہتا اور اس کی چیخیں محل میں گونجتی رہتیں۔ شاہی حکیم نیپالی وید بید بیوف اور ڈاکٹر تمام تر کوشش کے باوجود بے بس نظر آتے تھے۔ یہاں تک کہ روس کے تخت و تاج کے اس واحد وارث نے اپنی وصیت لکھواتے ہوئے کہا کہ مجھے مرنے کے بعد باغ میں دفن کیا جائے۔ اس کا چہرہ اور آنکھیں زرد ہوچکی تھیں۔ وہ نیم بے ہوشی میں بھڑبھڑاتا اور جب ہوش آتی تو شدت درد کے باعث چیختا رہتا تھا۔ ملکہ بچے کی اس حالت پر ہر وقت روتی اور دعائیں مانگتی رہتی ملکہ کے اس دکھ میں اس کی گہری سہلیاں اسٹانا اور ملٹیا بھی برابر شریک تھیں۔

اسٹانا اور ملٹیا دونوں سگی بہنیں تھیں اور ٹرورشین پیوپل پارٹی کی بنیادی اور مرکزی رکن تھیں۔ وہ اس پارٹی کو شاہ کی حقیقی وفادار اور شہنشاہیت کا مضبوط ستون مانتے ہوئے شب و روز اسے مستحکم کرنے کے لئے کوشاں رہتی تھیں۔ وہ روسی کلیساؤں کی مقتدر شخصیتوں جن میں فادر فیوفان بھی شامل تھے رابطہ رکھتیں اور ان سے رپورٹیں حاصل کرکے ملکہ تک پہنچاتی تھیں۔ راسپوٹین کے ٹرورشین پیوپل پارٹی میں شامل ہونے کے بعد فادر فیوفان نے اس کا تعارف ان دونوں بہنوں سے کرواتے ہوئے کہا کہ "ٹرورشین پیوپل پارٹی میں شامل ہونے والا یہ نیا ممبر نہائت فصیح و بلیغ اور بلند حوصلہ ہے۔ اسے تقریر و گویائی میں یدطولیٰ حاصل ہے۔ جدت فہم، جودت طبع اور اصابت رائے میں بے نظیر ہے۔ سچا روسی، مخلص مسیحی، غیر معمولی روحانی طاقت اور پُراسرار قوتوں کا مالک ہے۔ سائبیریا کے لوگ اس کی کرامات کے معترف ہیں۔ اس کی دیہاتی زبان میں مادر ملک اپنے بیٹوں سے ہمکلام ہوتی ہے وہ شہنشاہیت کا محافظ اور کلیسا کا وفادار ہے۔ اس تعارف کے بعد اسٹانا نے اپنے خاوند نکولائی نکولاٹیویچ کی موجودگی میں راسپوٹین سے علیحدہ ملاقات کی اور دونوں میاں بیوی اس کی سحر انگیز شخصیت سے بے حد متاثر ہوئے۔

استانا نے راسپوٹین سے ایک اور ملاقات کی اور اسے شہزادہ الیکسی کی بیماری کے بارے میں سب کچھ بتایا جس پر راسپوٹین نے استانا کو الیکسی کی مکمل صحت یابی کا یقین دلاتے ہوئے کہا کہ جاؤ ملکہ کو کہہ دو کہ اب اسے رونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں آگیا ہوں الیکسی بالکل تندرست ہو جائے گا۔ دوسرے دن دونوں بہنوں نے ملکہ کے سامنے راسپوٹین کی تعریف کرتے ہوئے اور ڈاکٹر فلپ کی اس پیشگوئی کا حوالہ دیتے ہوئے کہ "خداوند کریم تمہاری مدد اور حفاظت کے لئے ایک خاص بندہ بھیجے گا جو تخت و تاج اور تمہارے بیٹے کی حفاظت کرے گا" کہا یہ خاص بندہ راسپوٹین ہی ہے۔ جس کی شہرت سائبیریا سے نکل کر پورے ملک میں پھیل چکی ہے اور اس مسیح دوراں کے ہاتھوں الیکسی شفا یاب ہوگا اور ہماری پیاری ملکہ کو ان کا پیارا بیٹا ہنستا کھیلتا نظر آئے گا۔ استانا نے ملکہ کو بتایا کہ راسپوٹین حال ہی میں ٹرور شین پیوپل پارٹی میں شامل ہوا ہے اور وہ واحد شخص ہے جو انقلاب پسندوں کا مقابلہ کرنا جانتا ہے۔ وہ ایک سچا روسی اور اس سے بڑھ کر ایک مخلص مسیحی ہے۔ اسے غیر معمولی روحانی طاقت حاصل ہے جس سے وہ تن مردہ میں روح پھونک سکتا ہے۔ ناامید بیماروں کو اچھا کرسکتا ہے۔ لوگ اس کی کرامات کے معترف ہیں۔ لاعلاج مریض اس کے ہاتھ لگانے سے ہنستے کھیلتے گھروں کو جاتے ہیں۔ حال ہی میں اس نے ایک عورت شما کودا کو ایک موذی مرض سے نجات دلائی ہے اور اس نے اپنا سارا مال و متاع خدا کی راہ میں خیرات کر دیا ہے۔ استانا نے ملکہ کو بتایا کہ الیکسی کے بارے میں جب اس نے راسپوٹین سے بات کی تو راسپوٹین نے بڑے پُراعتماد لہجے میں کہا کہ ملکہ سے کہہ دو کہ اب وہ بالکل نہ روئے میں اس کے بچے کو بالکل تندرست کردوں گا۔ وہ پہلے سے زیادہ صحت مند اور توانا ہو جائے گا۔ ملکہ نے جب یہ سنا تو اس کے دل میں راسپوٹین سے ملنے اور اسے بادشاہ سے ملانے کی خواہش تڑپنے لگی۔ ملکہ نے اپنی سہیلی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ لوگ تم دونوں بہنوں کو غیر مہذب، توہم پرست اور غیر تعلیم یافتہ کہہ کر ہمارا تمہارے ساتھ ملنا جلنا پسند نہیں کرتے لیکن تم کتنی اچھی ہو استانا۔ صرف تم اور ملٹسا ہی میری حقیقی غمگسار ہو۔

ان دنوں روس میں بے چینی، افراتفری، قتل و غارت اور بغاوت کی افواہیں عام تھیں زار روس کی حکومت سخت مشکلات میں گری ہوئی تھی۔ ہر روز نئے نئے واقعات جنم لے رہے تھے اور مارشل لاء کا خطرہ منڈلا رہا تھا۔ شاہ کا معتمد ساتھی جنرل اولوف پھیپھڑوں کے سرطان کے علاج کے لئے مصر گیا اور وہیں فوت ہو گیا تھا۔ لہذا راسپوٹین کو زار سکو سیلو محل میں لانے کے لئے خفیہ اور غیر معمولی انتظامات کے علاوہ اس کی آمد پر مکمل رازداری برتی جانی ضروری تھی اگر راسپوٹین کو عام راستہ سے عام مروجہ طریقہ کار کے مطابق تمام رجسٹروں میں اندراجات اور پوچھ گچھ کے بعد محل میں لایا جاتا تو اس کی ہر نقل و حرکت پر کڑی نگرانی رکھی جاتی لہذا راسپوٹین کو لانے کے لئے ایک خفیہ عقبی دروازہ استعمال کیا گیا جس کا چند مخصوص لوگوں کے علاوہ کسی کو علم نہ تھا۔ یہ دروازہ ہمیشہ بند رہتا تھا اس دروازہ میں داخل ہوتے ہی ایک زینہ کے ذریعہ بادشاہ اور ملکہ کے کمرۂ خاص میں پہنچا جا سکتا تھا۔ استانا راسپوٹین کو اس خفیہ دروازے تک لائی اور اس عقبی دروازہ پر ملکہ کی بااعتماد ملازمہ میریا وشنیا نے اس کا استقبال کیا۔ راسپوٹین اس وقت سیاہ فرغل لپیٹے ہوئے تھا اس کی داڑھی بڑھی ہوئی تھی اور سر کے بال الجھے ہوئے اور شانوں پر لٹک رہے تھے۔ میریا اسے بڑے خفیہ انداز میں شاہ اور ملکہ کے پاس لے گئی۔ راسپوٹین نے شاہ اور ملکہ سے شاہی آداب کو بالائے طاق رکھتے ہوئے عام دیہاتیوں کی طرح ملاقات کی بلا جھجک ملکہ اور شاہ کو اپنی باہوں میں بھینچ لیا شاہی جوڑا اس بے تکلفی کو نظر انداز کرتے ہوئے راسپوٹین کو الیکسی کے کمرے میں لے گیا۔ راسپوٹین جب الیکسی کے کمرے میں پہنچا تو وہ درد کی شدت سے کراہ رہا تھا۔ راسپوٹین نے کمرے کے کونے میں دوزانو ہو کر پہلے اس صلیب کے سامنے دعائیں مانگیں اور پھر اپنی انگشت سے شہزادے کے سینے پر صلیب کا نشان بنایا۔ صلیب کے نشان کے مکمل ہونے کے ساتھ ہی بچے نے آنکھیں کھول دیں۔ راسپوٹین کی آنکھیں بچے کی آنکھوں میں گڑی ہوئی تھیں الیکسی کی آنکھوں میں اب درد کی بجائے سکون و اطمینان تھی۔ اس کے ہونٹ گلابی ہو گئے تھے۔ راسپوٹین نے مسکراتے ہوئے بچے کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا:

"میں نے تمہارا درد بھگا دیا ہے۔ اب تمہیں کوئی چیز تکلیف
نہیں پہنچائے گی اور کل تک تم بالکل ٹھیک ہو جاؤ گے۔ پھر ہم
دونوں بڑے پیارے پیارے کھیل کھیلیں گے۔"

ننھے الیکسی کو یوں محسوس ہوا کہ اس کے بدن کا سارا درد کافور ہو گیا ہے وہ اپنے آپ کو بالکل صحت یاب محسوس کر رہا ہے۔ وہ بڑے آرام سے بسترِ مرگ سے اٹھا اور راسپوٹین سے لپٹ گیا۔ راسپوٹین مسکرایا اور کہا کہ:

"تمہیں آئندہ کچھ نہیں ہوگا۔ جب تک میں تمہارے ساتھ رہوں
گا دنیا کی کوئی طاقت تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتی۔"

پھر ملکہ جو فرطِ جذبات سے مغلوب راسپوٹین کا ہاتھ پکڑے چوم رہی تھی سے مخاطب ہو کر کہا کہ:

"میری دعاؤں کی طاقت پر یقین رکھو تمہارا بیٹا بچ جائے گا۔"

اس کے بعد راسپوٹین کے لئے دنیا کے عظیم شہنشاہ کے محل کے دروازے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کھل گئے۔ وہ بلا جھجک، بغیر روک ٹوک اور بلا اجازت محل میں خفیہ دروازہ سے داخل ہو کر شاہی خاندان کے ساتھ مذہبی رسومات ادا کرتا تھا۔ شاہی خاندان شاہی پادری ولیسلیف سے زیادہ راسپوٹین کا احترام کرتا اور اس سے خصوصی دعائیں منگوائی جاتیں۔ الیکسی ہر وقت اس کی گود میں ہوتا۔ اس کا ہر عمل راسپوٹین کی ہدایات کا تابع تھا۔ الیکسی پل بھر کی جدائی بھی برداشت نہ کرتا۔ الیکسی اسے نوفنخ (نیا آدمی) کہتا حکومت کی طرف سے راسپوٹین کو فادر گریگوری کا مستقل خطاب دیا گیا۔ شہزادیاں اس سے اس قدر مانوس تھیں کہ وہ لطیف سے لطیف ذاتی مسئلہ بھی اس کے سامنے کھل کر بیان کرتیں اور اس کی مدد کی طالب رہتیں۔ راسپوٹین آدھی رات کو بھی ان کی خواب گاہوں میں چلا جاتا تھا۔ شاہی خاندان کے تمام افراد جس میں شاہ اور ملکہ شامل تھے کوئی بھی اہم کام سرانجام دینے سے قبل اس کا مشورہ ضروری تصور کرتے تھے۔

راسپوٹین اب تک خفیہ راستے سے محل میں آتا اور اسی راستہ سے باہر چلا جاتا تھا۔ زار کی بھی خواہش تھی کہ راسپوٹین کی محل میں آمدورفت خفیہ رہے لیکن سب سے

پہلے جنرل اسپریڈووچ کے ایجنٹوں نے راسپوٹین کی محل میں آمدورفت اور شاہی خاندان سے ملاقاتوں کا راز افشا کیا۔ بات دربار تک پہنچی تو راسپوٹین کے خلاف ایک طوفان کھڑا ہوگیا۔ محل سے اس کا اثرورسوخ کم کرنے اور اس کے قدم اکھاڑنے کے لئے نئی نئی ترکیبیں، ہتھکنڈے اور سازشیں سوچی جانے لگیں۔ لیکن یہ نفرت اور غصہ اندر اندر ہی دہک رہا تھا سامنے آنے کی کسی کو ہمت نہ تھی۔ شاہ کی بیٹیوں کی انا اور الیکسی کا اتالیق موسیو جیلرڈ بھی راسپوٹین کو پسند نہ کرتے تھے۔ انا کا کہنا تھا کہ راسپوٹین جب بچیوں کو شام کو دعائیں دینے کے لئے ان کے کمروں میں جاتا ہے تو ناشائستہ حرکتیں کرتا ہے۔ وہ آدھی آدھی رات کو بھی ان کے کمروں میں آدھمکتا ہے۔ موسیو جیلرڈ نے بھی ملکہ اور شاہ کو راسپوٹین سے برگشتہ کرنے کی بڑی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوا لہذا انا کے حوالے سے چہ مگوئیاں ذاتی اور نجی حلقوں میں ہونے لگیں اور مختلف افواہوں نے جنم لیا۔ ان میں الیکسی کی انا میریا کو ہوس کا نشانہ بنانا، ملکہ کا راسپوٹین کے لئے خود کپڑے سینا اور الیکسی کا علاج نیپالی ڈاکٹر بیدمسیو کی ادویات سے ہونا شامل تھیں۔ ان افواہوں میں شاہ کا ایڈمی کانگ ایڈمرل نیلوف پیش پیش تھا لیکن وہ شاہ کو کوئی ثبوت فراہم نہ کرسکا۔ لہذا حالات کا رخ دیکھتے ہوئے دوسرے ایڈمی کانگ جن میں زیبلن، لومان، پرنس یوپانین اور مالٹسیف شامل تھے نے راسپوٹین سے دوستی کرلی۔ برڈوخوف ان لوگوں کو بیوقوف کہتا جو راسپوٹین کی مخالفت کرتے تھے۔ بیرونیس، روزن اور اس کی سہیلی شہزادی ڈولگورو راسپوٹین کا قرب حاصل کرنے کے لئے کوشاں تھیں۔

ملکہ نے ایک بار راسپوٹین سے اپنے اہل خانہ سے ملوانے کی خواہش ظاہر کی۔ راسپوٹین کی بڑی لڑکی میٹریونا ملکہ کی قریبی سہیلی اینا وائروبودا کے گھر اپنی پہلی ملاقات کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتی ہے کہ:

"ہم شاہی گاڑی میں مادام نیاوائروبودا کے ہاں پہنچے میرا دل مسرت اور اضطراب سے بلیوں اچھل رہا تھا۔ ملکہ ابھی آئی نہیں تھی اور ہم گداز صوفوں میں دھنسے اس کا انتظار کر رہے تھے۔ جس

کمرے میں ہم بیٹھے تھے وہ ملاقاتیوں کا تھا اور خوب سجا ہوا تھا۔ دیواروں پر بیش قیمت تصاویر اور نقش و نگار بنے ہوئے تھے۔ ہر شے سے رئیسانہ ٹھاٹھ ٹپکتا تھا۔ پھر صدر دروازے کی گھنٹی بجی اور خواتین کے بھاری بھرکم کپڑوں کی سرسراہٹ سنائی دی۔ مادام وائروبودا کے خدمت گار برچک نے دروازہ کھولا اور ملکہ اپنی لڑکیوں کے ہمراہ اندر آئی اس نے مسکرا کر ہمیں دیکھا اور ہم نے ادب سے اس کے ہاتھوں کے بوسے لئے۔ وہ بیٹھ گئی اور ہمیں بھی بیٹھ جانے کو کہا بڑی لڑکی اولگا مجھ سے اور ویریا سے تقریباً لپٹ گئی اور اس نے ہم سے بیسیوں سوالات پوچھ ڈالے۔ تمہاری عمر کتنی ہے؟ تم کیا کرتی رہتی ہو؟ اسکول کو کتنا پسند کرتی ہو؟ میرے اور ویریا کے لئے سوالات کی بوچھاڑ سے نپٹنا مشکل ہو گیا۔ اس دوران ملکہ میری والدہ سے باتیں کرتی رہی۔ وہ کبھی کبھار آنکھ اٹھا کر میری طرف بھی دیکھ لیتی میرے دل میں اس سے بات کرنے کی زبردست خواہش انگڑائی لے رہی تھی۔ میں نے آخر دل کڑا کر کے اس سے ایک سوال پوچھ ہی لیا۔ ملکہ کو ماما کیوں کہا جاتا ہے؟ کیا اس لئے کہ وہ سارے روس کی ماں ہے۔ یہ سن کر ملکہ ہنس پڑی اور کہا "ہاں میری جان ایسا ہی ہے"۔

میٹریونا کہتی ہے کہ اس کے بعد ہماری اور ملکہ کے مابین متواتر ملاقاتیں ہوتی رہیں اور دونوں گھروں میں مستحکم دوستانہ تعلقات قائم ہو گئے۔ جبکہ برڈو خوف کا کہنا ہے کہ ملکہ نے انگشت نمائی سے بچنے کے لئے راسپوٹین کی ایما پر اس کے گھر والوں سے دوستانہ تعلقات بڑھائے تھے۔

۱۹۱۱ء میں راسپوٹین نے کھلے بندوں حکومت میں مداخلت کرتے ہوئے کلیسا کی انتظامیہ کے زبردست احتجاج کے باوجود اپنے آبائی ضلع توبولسک میں ایک غیر تعلیم

یافتہ شخص درناوا کو بشپ کے عہدہ پر تعینات کروایا۔ جس پر ٹرور شین پیوپل پارٹی والے جنہوں نے راسپوٹین کی سیاسی اور مذہبی مقاصد کے لئے پشت پناہی کی تھی برگشتہ ہوگئے اور یہ جماعت راسپوٹین کو اس کے عوامی جذبات کے پیش نظر اپنے لئے سب سے بڑا خطرہ تصور کرنے لگی۔ راسپوٹین کی ٹرور شین پیوپل پارٹی کے خلاف نفرت انگیز تقریروں نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔ لہذا باقاعدہ منصوبہ بندی کی گئی اور بیگمات کے ذریعہ زارینہ تک راسپوٹین کے جنسی اختلاط اور پردے کے پیچھے نوخیز لڑکی سے ناشائستہ حرکات اور بوسوں کی باتیں پہنچائی گئیں۔ زارینہ بیگمات سے جب ایسی باتیں سنتی تو ان حرکات کو ابلیس کے خلاف جد و جہد قرار دیتی اور کہتی کہ جب فادر راسپوٹین جیسا برگزیدہ بزرگ اور ولی دنیاوی لذائذ کے دام میں پھنس سکتا ہے تو ہم تم کس گنتی میں ہیں۔ خدا ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے یہ سب کچھ دکھاتا ہے۔ آخر امراء اور وزراء کی مخالفت، اپنی پارٹی کی ریشہ دوانیوں، محل میں پھیلتی ہوئی افواہوں اور محلاتی سازشوں کے پیش نظر راسپوٹین نے اعلان کیا کہ بدقماش اور بدکردار لوگوں نے میرے تقدس اور زہد کے دامن کو میلا کر دیا ہے۔ لہذا وہ اسے ایک مرتبہ پھر رہبانیت کے پاکیزہ اور صاف شفاف سمندر میں دھونے جائے گا۔

محلاتی سازشوں اور نت نئی افواہوں کو روکنے کے لئے راسپوٹین نے محل میں آنا جانا بند کر دیا۔ دوبارہ سیلانی زندگی اختیار کرنے کا فیصلہ کیا اور اپنی سیلانیوں والی لاٹھی اور روٹیوں کا تھیلا لے کر گھر سے نکل گیا۔ جانے سے قبل اس نے شہنشاہ اور ملکہ کو متنبہ کرتے ہوئے کہا کہ:

> "مجھے معلوم ہے کہ ابلیس کے گماشتے مجھے تم سے جُدا کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ لیکن ان کی ایک نہ سنو۔ اگر میں تم سے جُدا ہو گیا تو چھ ماہ کے اندر اندر نہ صرف تم اپنا آپ کھو بیٹھو گے بلکہ تخت و تاراج بھی تم سے چھن جائے گا۔"

وہ اس دفعہ مشرقی ممالک کی طرف نکل گیا۔ پہلے وہ قسطنطنیہ گیا اور وہاں تمام مقامات مقدسہ کی زیارتیں کیں۔ بیت المقدس گیا اور ہیکل سلیمانی میں مجاہدات و چلہ

گشت کرتا رہا۔ پھر اطالیہ میں مقامات مقدسہ میں زہد و تقویٰ کی منازل طے کیں۔ وہ اس سفر کے دوران سیلانی لباس میں ملبوس ایک پوٹلی اٹھائے پھرتا رہا۔ جس میں زندگی بچانے کے لئے معمولی خوراک کے علاوہ سفر کے دوران اپنے روحانی تجربات و مجاہدات کو مختلف کاغذوں پر لکھ کر ڈالتا رہتا تھا۔ ان مقامات مقدسہ کی زیارت کے بعد راسپوٹین اپنے آبائی گاؤں پوکرووسکی چلا گیا اور پھر سے عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گیا۔

شاہی محل میں واپسی اور سینٹ پیٹرز برگ میں قیام

ان دنوں موسم خزاں تھا اور زار روس اپنے اہل خانہ کے ساتھ پولینڈ کے قصبہ اسکیر نیوس میں شکار کھیل رہا تھا کہ الیکسی کا پاؤں دریا کے کنارے سے پھسل گیا اور اس کے گھٹنے کا جوڑ کھل گیا۔ اسے سوجن کے باعث تیز بخار رہنے لگا اور اس کے خون میں زہر ملنے کے آثار نظر آنے لگے۔ شاہی ڈاکٹر اور حکیم کے نسخہ جات بے کار ہو گئے اور وہ بے بس نظر آنے لگے۔ لہذا اس بچے کی زندگی کے لئے ایک بار پھر شبیہ مسیح اور صلیب کے سامنے دعائیں مانگی جانے لگیں اُس وقت راسپوٹین کی شدت سے ضرورت محسوس ہوئی سرکاری ذرائع نے شاہ کو بتایا کہ راسپوٹین مشرقی ممالک سے واپس آ کر اپنے آبائی پوکرووسکی گاؤں میں مقیم روحانی طاقت میں اضافہ کے لئے عبادات میں مشغول ہے۔ ملکہ کی سہیلی اینا وائروبوا نے راسپوٹین کو ایک ٹیلیگرام کے ذریعے الیکسی کی بیماری کی اطلاع دی۔ راسپوٹین نے جوابی ٹیلیگرام میں ملکہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ:

"خدا نے تمہارے آنسوؤں اور دعاؤں کو بہ نظرِ کرم دیکھا ہے۔ نا امید نہ ہو۔ تمہارا بچہ زندہ رہے گا۔ ڈاکٹروں کو کہہ دو کہ الیکسی کو پریشان نہ کریں"

ٹیلیگرام میں الیکسی کو صحت یاب ہونے کی ہدائت بھی موجود تھی الیکسی کا ہر عمل چونکہ راسپوٹین کی ہدایات کے تابع تھا اس لئے وہ ٹیلیگرام دیکھتے ہی صحت یاب ہونے لگا اور چند روز میں بھاگنے دوڑنے لگا۔ شہنشاہ نے وارث تخت کو آفات و بلیات سے دور رکھنے کے لئے راسپوٹین کو دوبارہ محل میں آنے کے لئے اصرار کیا اور وہ گاؤں سے سینٹ پیٹرز برگ منتقل ہو گیا۔

محل میں آنے پر راسپوٹین نے مقامات مقدسہ کے ملکہ کی خواہش کے احترام کے پیش نظر سفر کی تفصیلات، مشاہدات اور تجربات پر مبنی یادداشتیں جو مختلف اوقات

میں اس نے ردی کاغذوں پر تحریر کی تھیں ملکہ کو پیش کیں۔ ملکہ نے منتشر کاغذات کو صحیفہ آسمانی سمجھتے ہوئے ترتیب کے ساتھ اپنی زریں البم میں محفوظ کیا اور وہ اپنی اس خوش نصیبی پر ہمیشہ نازاں رہی کہ اس نے خدا کے جانب سے نازل شدہ وحی کی ترتیب و تزئین کا شرف حاصل کیا۔ وہ اس بات پر بھی فخر کرتی تھی کہ وہ فادر راسپوٹین کی تحریروں کو پڑھنے، ترتیب دینے اور صاف طور پر ضبط تحریر میں لانے والی روئے زمین پر پہلی ہستی ہے۔ راسپوٹین نے ان تحریروں میں خلائسٹی فرقے کے مخصوص عقیدوں کو اپنی طرزِ فکر میں ڈھالتے ہوئے اپنے ذاتی تجربات، مجاہدات، نفس کشی، وجد، تقدس، زہد اور روحانیت کے اصولوں کو بڑی خوش اسلوبی سے بیان کیا تھا۔ اس نے فوق البشریت، قلب پر وجدان، عظمت آدم، مسیحیت کی تعلیم و اشاعت کے علاوہ بین الاقوامی سیاسی، معاشرتی اور معاشی زندگی کی تصویر کشی کرتے ہوئے غربت اور افلاس کے حل کیلئے اپنا نقطہ نظر اور اپنے عزائم کا برملا اظہار کیا تھا۔ یہ ایک نادر اور انمول دستاویز تھی جو روس کے خونی انقلاب کے بعد جلاوطنی کی زندگی میں بھی ملکہ کی متاع حیات رہی اور وہ ہمیشہ ان پارینہ اوراق کو اپنے سینہ سے لگائے رکھتی تھی۔ لیکن بعد ازاں استبداد زمانہ کے ہاتھوں یہ اوراق محفوظ نہ رہے اور اس طرح راسپوٹین کے افکار و فرمودات کا خزینہ تشہیر سے قبل ہی ختم ہو گیا۔

الیکسی پر مرض کے بار بار حملے اور شاہی ڈاکٹروں کی ناکامی کے باعث راسپوٹین اب شاہی خاندان کی مجبوری بن چکا تھا۔ لہذا ملکہ کے اصرار پر اس نے مستقل طور پر اپنی رہائش سینٹ پیٹرز برگ میں منتقل کرلی۔ اسے ملک کی اہم ترین شخصیت کا درجہ حاصل تھا اور اس کی اقامت گاہ پر اس کی حفاظت کے لئے سیکورٹی کی مختلف ایجنسیز کے لوگ متعین تھے۔ اس نے زار روس کو فوجی مشقوں کے دوران الیکسی کو ساتھ نہ لے جانے کی ہدائت کی لیکن الیکسی کی ضد کے باعث اُس کے مشورہ پر عمل نہ کیا گیا اور الیکسی کو ساتھ لے جایا گیا لیکن ابھی ٹرین نے سٹارٹ بھی نہیں لیا تھا کہ الیکسی کے ناک سے خون بہنا شروع ہو گیا۔ شاہی معالج ڈاکٹر ڈریونکو نے فوری طبی علاج کے لئے ادویات استعمال کروائیں لیکن ناک سے خون کا اخراج بند ہونے کی بجائے زیادہ ہو گیا۔ لہذا ٹرین روک کر

الیکسی کو واپس محل میں لایا گیا اور راسپوٹین کو اطلاع دی گئی۔ راسپوٹین نے محل میں داخل ہوتے ہی صلیب کا نشان بناتے ہوئے شاہ سے کہا کہ:

"خدا کا شکر ہے کہ اس نے ایک دفعہ پھر تمہارے بچے کی جان بچا لی ہے اور اسے نئی زندگی بخش دی ہے۔ آئندہ میرے مشوروں پر عمل ضروری ہوگا"۔

اس کے بعد زار روس ہمیشہ راسپوٹین کی ہدایات اور مشوروں کو فوقیت دیتا تھا۔ ملکہ راسپوٹین کی پہلے ہی گرویدہ تھی اور اسے ہمیشہ شاہی خاندان کا بہترین دوست قرار دیتی۔ وہ مختلف اوقات میں شاہ کو راسپوٹین کے حوالے سے ہدایات دیتی رہتی تھی۔ جنگ کے دوران اس نے شاہ کو تحریر کیا کہ:

"وزراء کی کونسل سے صلاح مشورہ کرنے سے پہلے فادر راسپوٹین کی دم کردہ کنگھی اپنے بالوں میں پھیرنا نہ بھولئے گا۔ میں آج گرجا گھر جا کر مریم کے مجسمے کے آگے شمع جلا کر تمہارے لئے دعا مانگوں گی لیکن فادر راسپوٹین کا بتایا گیا وظیفہ مت بھولیئے گا ورنہ میری دعا کارگر نہ ہوگی۔ جنرل ٹریپوپ لاکھ تجربہ کار جرنیل سہی لیکن اس کے کہنے پر چلنے کی بجائے فادر راسپوٹین کی ہدایات کو مشعلِ راہ بنایا جائے کیونکہ اس کی پشت پر خداوند کریم موجود ہے۔"

ایک خط میں ملکہ نے شاہ کو لکھا کہ:

"راسپوٹین تمہارا بہترین دوست ہے۔ اس دوست کی ہر بات قابل تسلیم ہوتی ہے۔ ہر کوئی سمجھتا اور مانتا ہے کہ اس کی کسی بات کو نہ ماننے کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس کی دعاؤں کی برکت سے تخت و تاج اور ملک کے لئے سنہرے دن آنے والے ہیں۔"

زار روس خود کہا کرتا تھا کہ جب مجھے کوئی فکر، شک یا خوف آگھیرتا ہے تو

راسپوٹین سے چند منٹ کی گفتگو مجھے راحت پہنچاتی ہے۔ راسپوٹین ٹھیک وہی کہتا ہے جس کی مجھے ضرورت ہوتی ہے اور اس کی خوشگوار باتوں کا اثر ہفتوں رہتا ہے۔ یہاں تک کہ جب جنگی جہاز "وریاگ" جبل الطارق سے بخریت گلاسکو پہنچا تو شاہی خاندان نے اسے راسپوٹین کی کرامت سے تعبیر کیا۔ ملکہ راسپوٹین کے کپڑے خود سیتی اور اس پر اپنے ہاتھ سے بیل بوٹے کاڑھا کرتی تھی۔

راسپوٹین کے جنسی تعلقات اور شخصیات کے نفسیاتی پہلو

راسپوٹین کے عورتوں کے حلقہ ارادت میں وہ خواتین شامل تھیں "جو گناہ کے ذریعہ نجات" کے فلسفہ کو اپنا چکی تھیں۔ راسپوٹین کی موجودگی میں ہونے والی ان عورتوں کی مجالس کو روحانی مجالس کہا جاتا تھا۔ ان مجالس میں اکابرین سلطنت، امراء، وزراء اور شاہی خاندان کی لڑکیاں اور جرنیلوں کی معزز بیگمات شامل ہوتی تھیں۔ یہ مختلف طبقات اور مختلف الخیال عورتیں ہونے کے باوجود صرف روحانی جذبے کے تحت راسپوٹین پر پروانہ وار نثار ہوتی تھیں اور اس مسیح دوراں سے متعلق کوئی بھی خلاف توقع بات سننے کو تیار نہ تھیں۔

عورتوں سے جنسی تعلقات کے جتنے قصے بھی بیان کئے جاتے ہیں وہ پولیس کی رپورٹوں سے اخذ شدہ ہیں۔ پولیس کا سربراہ بلٹیکی راسپوٹین کا حاسد دوست اور دانا دشمن تھا۔ اس کی مرتب کردہ رپورٹوں کے مطابق راسپوٹین خوبصورت عورتوں کا شوقین تھا اور بیشتر حسین عورتیں اس کی ہوسناکی کا شکار ہوتی تھیں۔ یہ عورتیں اس بات پر فخر محسوس کرتی تھیں کہ راسپوٹین نے انہیں گناہ کی باریکیوں سے آشنا کیا ہے۔ ہر عورت کی زبردست خواہش ہوتی تھی کہ وہ کسی نہ کسی طریقہ سے راسپوٹین کے خصوصی زنانہ حلقہ ارادت میں شامل ہو جائے۔ عام خیال تھا کہ فادر راسپوٹین کے جسم سے جو چیز بھی چھو جائے پاک اور مقدس ہو جاتی ہے۔ پولیس کے سربراہ کی رپورٹ کے مطابق راسپوٹین میں ایسی طاغوتی طاقت موجود تھی جو سوسائٹی کی متمول اور حسین عورتوں کو اس کے بدبودار جسم سے لپٹنے پر مجبور کرتی تھی۔

خفیہ پولیس کی رپورٹوں کے مطابق راسپوٹین جب بیگمات اور خوبصورت اداکاروں سے اکتا جاتا تو وہ نچلے طبقہ کی عورتوں کے ساتھ بھی ہم بستری کرتا اور انہیں اپنی ہوس کا نشانہ بناتا تھا یہاں تک کہ وہ دربان کی بیوی یوراولیو، درزی کی بیوی کیٹیا اور دھوبن پلٹیسا کے ساتھ بھی وقت گزارتا تھا۔ ان رپورٹوں میں جنسی سکینڈلز کے علاوہ

بڑی عجیب عجیب باتیں بھی لکھی گئیں جو غالباً زیب داستان کے لئے تھیں۔ مثلاً ایک ڈاکٹر کی بیوی انا میٹسیا شیود لینکووا نے راسپوٹین کو قالین دیا، کونسلر وان نکولائی گلازوف اور نیشنل سکول کا انسپکٹر زار سکو سیلو راسپوٹین کے لئے شراب کی بوتلیں لائے۔ راسپوٹین نے زبان سے ایک لفظ بھی نہ نکالا تھا کہ عورت نے تمام کپڑے اتار دیئے۔ مادام لیکارٹ کو کہنا نہ ماننے پر گھر سے نکال دیا گیا۔ سینیٹر مینٹوف کی بیگم کو رات ایک بجے کا وقت دیا گیا۔ کرنل ٹاٹاری نوف نے غصے میں شکایت کی کہ راسپوٹین کمسن لڑکی سے ناشائستہ حرکتیں کر رہا تھا اور یونان کی مادام کرلویا اپنی کمسن لڑکی کے ساتھ آئی تھی اور لوگوں نے اسے یہ کہتے ہوئے سنا کہ روس بھر میں کوئی غیرت مند مرد نہیں جو اس شیطان صفت شخص کو موت کے گھاٹ اتار دے۔

ڈیوڈلس نامی ایک غیر ملکی صحافی نے بھی راسپوٹین پر ایک طویل مضمون لکھا تھا یہ صحافی راسپوٹین کے کمال و عروج کی شہرت سن کر پہلے راسپوٹین کے آبائی گاؤں پوکردوسکی پہنچا۔ وہاں سے اس نے راسپوٹین کے بچپن سے لے کر شہرت کے بام عروج پر پہنچنے تک کے تمام حالات کریدے اور ماسکو کے ایک جریدہ میں شائع کروائے۔ اس کے متعلق مشہور ہوا کہ یہ صحافی راسپوٹین کی بیٹی میٹریونا کے دام الفت میں گرفتار رہا لیکن ناکام ہوا۔ اس نے اپنے طویل مضمون میں اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا کہ اس کے لکھے گئے مضمون میں راسپوٹین اور میٹریونا کا نام کہیں نہ آئے۔ اتنے سارے سیکنڈلز کا پولیس کی رپورٹوں میں ذکر ہونے کے باوجود حیران کن بات یہ ہے کہ کبھی کسی انتظامی ادارے نے راسپوٹین کے خلاف کوئی راست قدم نہ اٹھایا اور نہ ہی کسی جرم میں اس پر ساری عمر کوئی مقدمہ چلا۔

قصر شاہی میں رسائی حاصل کرنے کے بعد راسپوٹین مستقل طور پر سینٹ پیٹرز برگ میں کروچینا کے علاقے میں رہنے لگا۔ اس نے گاؤں سے اپنی بیوی فیڈرونا، بیٹی میٹریونا، دوسری بیٹی ویرا اور پاگل بیٹے میٹیا کو بھی اپنے پاس بلا لیا تھا۔ شہر میں آنے کے باوجود راسپوٹین کے گھرانے کے رہن سہن میں کوئی فرق نہ آیا اور نہ ہی وہ سینٹ پیٹرز برگ کی جگمگاتی دنیا سے متاثر ہوئے لیکن اس کی بیوی فیڈرونا کے متعلق پولیس کی

رپورٹوں میں تحریر کیا گیا کہ شوہر کی طرح وہ بھی شراب، بے حیائی، ریاکاری، تصنع اور فریب کی دنیا میں کھو گئی تھی اور اس کا راسپوٹین سے کوئی جسمانی یا روحانی لگاؤ نہیں تھا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ فیڈرونا ایک سیدھی سادھی دیہاتن رہی۔ اس کا خاوند خلائٹی فرقے کا معتبر رہنما ہونے کے باوجود اس راسخ العقیدہ عورت کو متزلزل نہ کر سکا۔ وہ اپنے باپ دادا کی طرح کٹر مسیحی اور کلیسا پرست رہی اور اس نے اپنی اولاد پر بھی فلسفۂ گناہ کے ذریعے نجات کا پرتاؤ نہ پڑنے دیا۔ وہ شوہر کی موجودگی میں اپنے حال میں مست رہی۔ یہی وجہ ہے کہ تاریخ میں اس کی بڑی بیٹی میٹریونا کے علاوہ کسی بیٹی کا قابل ذکر کردار موجود نہیں ہے۔ میٹریونا کے بیانات بھی اُس کے باپ کی تعریفوں پر مبنی ہیں۔ اس کا واحد بیٹا میٹیا تھا جو ہر وقت ہنستا رہتا تھا اور اس کا ذہنی توازن ٹھیک نہیں تھا وہ جانوروں کی طرح حرکات و سکنات کرتا۔ راسپوٹین کو اس سے بے حد محبت تھی اور اس کے ذہنی توازن کے متعلق کسی سے ذکر نہ کرتا تھا۔ یہ ایک عجیب حقیقت ہے کہ مسیح دوراں کا اپنا بیٹا ذہنی کرب میں مبتلا تھا اور اس کا علاج اس کے پاس نہ تھا۔

راسپوٹین کے گھر پر حاجت مندوں کا ہر وقت تانتا بندھا رہتا۔ اس کے پاس دور دراز علاقوں سے غریب امیر مسیحی آتے۔ جن کے رہنے سہنے اور خوراک کا بندوبست وہ خود کرتا تھا۔ وہ روحانی پیشوا کی حیثیت سے لوگوں کی مرادیں پوری ہونے کے لئے خداوند کریم کے حضور میں دعائیں مانگتا اور مستقبل کی پیشگوئیاں کرتا تھا۔ لیکن نجانے یہ عقل فروش اس کھلی حقیقت پر کیوں غور نہیں کرتے تھے کہ جب یہ شخص اپنے گھر کی اندرونی کیفیت سے واقف نہیں تو اس کی عقل نارسا کی کمند مصالح و حکم خداوندی کی فلک رفیع کے کنگرہ تک کیونکر پہنچ سکتی ہے۔ راسپوٹین کے متعلق مشہور تھا کہ بیمار اس کی ایک نگاہ کے اشارے سے شفایاب ہو جاتے ہیں بڑے بڑے امراء اور وزراء یہ جانتے ہوئے کہ شاہی خاندان مکمل طور پر اس کے زیر اثر ہے اور وہ ان سے ہر بات منوانے پر قادر ہے اپنی دنیاوی مرادیں لے کر اس کے پاس آتے۔ مرادیں بر آنے پر یہ لوگ رقم اور قیمتی تحفے نذرانے کے طور پر پیش کرتے تھے۔ لیکن راسپوٹین ان تحائف کو حقارت سے ٹھکرا دیتا۔ البتہ غریب لوگوں کے معمولی تحفوں کی بڑی تعریف کرتا اور

ان کی مدد کے لئے ہر وقت اور ہر ممکن کوشاں رہتا۔
اس کی بیٹی میٹریونا کا کہنا ہے کہ:

"دولت، شہرت اور عزت ان کے گھر کی لونڈیاں تھیں لیکن ہمارا رہن سہن ہمیشہ وہی رہا جیسے ہم سائبیریا میں اپنے گاؤں پوکردوسکی میں رہتے تھے۔ گھر میں کوئی خاص سازو سامان نہ تھا۔ سادہ سے پلنگ، میز کرسیاں اور ایک پرانا صوفہ سیٹ تھا۔ سینٹ پیٹرز برگ کی جگمگاتی شہری دنیا میں بھی ہمارے گھر کا ماحول خالصتاً دیہاتی تھا اور یہ گھر سامان نشاط سے بالکل خالی تھا۔ اس میں انتہا درجہ کی سادگی، سکون اور پاکیزگی تھی۔ ہمیں مداحوں اور مریدوں کی جانب سے دیئے گئے تحائف استعمال کرنے کی اجازت نہ تھی۔ جیسے ہی نذرانہ کی رقم اور تحائف آتے موقعہ پر موجود غرباء و مساکین اور غریب بچوں کے علاج معالجہ اور سکول کی فیسیں ادا کر دی جاتی تھیں اور غریب بچیوں کے جہیز کے سامان پر بے دریغ خرچ کیا جاتا تھا۔ ہم سب کچھ لٹا کر توکل اور رضائے الٰہی پر قانع رہتے تھے۔ کبھی کوئی چیز گھر میں جمع نہیں رکھی جاتی تھی"۔

میٹریونا بات بڑھاتے ہوئے مزید لکھتی ہے کہ:

"راسپوٹین اپنے غریب عقیدت مندوں اور مریدوں کی مالی امداد کرتا تھا اور وہ کسی سے اس کی دکھ بھری کہانی سننے سے پہلے ہی اپنے کمر بند کی طرف ہاتھ بڑھاتا اور تھیلی میں جو کچھ ہوتا نکال کر دے دیتا۔ بارہا ایسا ہوا کہ ادھر کسی نے جبری فوجی ملازمت سے سبکدوشی کے لئے نوٹوں کی گڈی پیش کی ادھر کوئی نہ کوئی مصیبت کا مارا موجود ہوتا۔ پاپا بغیر گنے ہی وہ نوٹ اس کے ہاتھ میں تھما دیتے اور وہ اس کے سامنے سجدے پر سجدہ کرتا اور اس

جان و مال کو دعائیں دیتا چلا جاتا۔ پاپا کے چہرے پر اس وقت مسرت کی کرنیں پھوٹنے لگتیں۔ ان مصیبت کے ماروں میں کوئی دکھیاری ماں ہوتی جس کے پاس دور افتادہ گاؤں میں اپنے بیمار بچے کو جا کر دیکھنے کے لئے پھوٹی کوڑی نہ ہوتی کوئی غریب باپ ہوتا جس کے پاس لڑکے کے سکول کی فیس کے لئے پیسے نہ ہوتے یا کوئی علاج کو ترستا ہوا بیمار ہوتا۔ الغرض پاپا کو صبح اپنے دولت مند دوستوں سے جو کچھ ملتا وہ شام تک ختم ہو جاتا امراء کا وہ طبقہ جو نت نئے طریقوں سے غریبوں کو لوٹ کھسوٹ کر دولت جمع کرتا تھا اور اس میں ایک پائی بھی اپنے مطلب کے بغیر خرچ کرنے کا روادار نہ تھا راسپوٹین کی جنبش ابرو پر دونوں ہاتھوں سے دولت لٹانے پر ہر وقت تیار رہتا جو کسی نہ کسی صورت میں ان ہی لوگوں تک پہنچ جاتی تھی جن سے چھینی گئی تھی"۔

راسپوٹین کے مخالفین کا کہنا ہے کہ میٹریونا نے باپ کو فرشتہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے وہ یہ سب کچھ امراء اور اعلیٰ طبقے سے دلی نفرت کی بنا پر کرتا تھا وہ امیروں سے روپیہ بٹور کر ان کے سامنے ہی دوسروں کو دے دینے سے بے پناہ مسرت حاصل کرتا اور اس طرح اُس کی انا کو تسکین ملتی تھی۔

راسپوٹین کے گھر میں اس کے اہل خانہ کے علاوہ اس کی خادمہ ڈونا اور سیکرٹری سائیمنروچ رہتے تھے۔ جو زائرین کی دیکھ بھال کرتے اور ان کی رہائش اور خوراک کا بندوبست کرتے تھے۔ یہ دونوں راسپوٹین کے بہت قریب تھے اور شب و روز اس کی مدح سرائی کرتے اور عظمت کے گن گاتے۔ اس کے الہاموں پر تاویل سازی کا ملمع چڑھاتے اور اس کی کرامات کی تشہیر کرتے تھے۔ اسی واسطہ سے لوگ ان دونوں کی بڑی عزت کرتے اور ان کی خدمت کرنا اپنا فرضِ اولین تصور کرتے تھے۔ ڈونا کو لوگ عقیدت کی نظر سے دیکھتے ہوئے کہتے تھے کہ اسے راسپوٹین کا قرب حاصل ہے اس لئے یہ اعلیٰ خاندانوں کی بیگمات سے کہیں زیادہ مقدس اور معتبر ہے۔

راسپوٹین کو دیئے گئے تمام تحائف اور رقوم ان دونوں کے تصرف میں ہوتے تھے جن کا کبھی حساب نہ لیا جاتا تھا۔ انہیں دکھی انسانیت کی خدمت کرنے کے لئے حاجت مندوں کی ضروریات ان کی مرضی کے مطابق پوری کرنے کا حکم تھا۔

ڈونا سڈول بدن کی خوش شکل دیہاتن غریب لڑکی تھی۔ اس کا زیادہ تر وقت راسپوٹین کے گھر میں گزرتا تھا۔ پولیس کی رپورٹوں کے مطابق جب راسپوٹین نشے کی حالت میں ہوتا تو ڈونا اس کے کپڑے تبدیل کرتی اور بستر پر لٹاتی تھی۔ جب راسپوٹین کو کوئی شکار نہ ملتا تو ڈونا اس کے بستر کی زینت بنتی تھی۔

ان کے علاوہ روزمرہ آنے والی خواتین میں نن اکولینا، اولگا ولاڈیمیرونا نوخٹینا، مادام گولودونا، شہزادہ الیکسی کی انا میریاوشنا، پرنس ڈولگوروکیا اور پرنس شاخوسکیا تھیں۔

نن اکولینا نے یورالس کے جنگل میں واقع اکٹوئے کے سینٹ پٹھون کے راہب کدہ میں تاعمر کنواری رہنے اور مسیح کی خدمت کا حلف اٹھایا تھا۔ وہ ابھی نفس کشی کے ابتدائی مراحل طے کر رہی تھی کہ اسے ہسٹریا کے دورے پڑنے شروع ہوگئے اور وہ بڑی مشکل میں گرفتار ہوگئی بشپ اور دوسری ساتھی ننوں کا خیال تھا کہ اس کے جسم میں بدروح داخل ہوگئی ہے اور اس کا علاج ممکن نہیں ہے۔ راسپوٹین اپنی سیلانی زندگی کے ابتدائی دنوں میں اس راہب کدہ میں گیا اور ایک رات گذاری۔ راسپوٹین کو جب اس نن کی حالت کی اطلاع ہوئی تو اس نے نن کی آنکھوں میں اپنی سحرانگیز آنکھوں کو گاڑ دیا اور اپنے گلے میں موجود صلیب پر ہاتھ رکھ کر اس کے لئے دعا گو ہوا۔ اکولینا نے محسوس کیا کہ اس کی بیماری جا چکی ہے اور اس کے دورے ختم ہوگئے ہیں۔ اس کے بعد اس نن نے اپنی زندگی راسپوٹین کی خدمت کے لئے وقف کر دی۔ وہ ہر وقت راسپوٹین کی تعریف و توصیف بیان کرتی، لوگوں کو اس کی کرامات سے آگاہ کرتی اور عورتوں کے سامنے اس کے عقیدہ "گناہ کے ذریعہ نجات" کی تشریح و توضیح پیش کرتی۔ شفیق اور ہمدرد ہونے کے باعث عورتیں اس کی بڑی عزت کرتی تھیں۔ یہ وہی نن تھی جس کے جسم سے بدروح بھگانے پر راسپوٹین کو ہمہ گیر شہرت حاصل ہوئی۔

ایک پولیس رپورٹ میں ایک عورت کے حوالہ سے یہ بات لکھی گئی کہ گرجا کے پادری کا کہنا ہے کہ اس رات راسپوٹین اور اس نن اکولینا کو جھاڑیوں میں قابل اعتراض حالت میں دیکھا گیا تھا۔ لیکن یہ بات بتا کر نووارد عورت بڑی مشکل سے جان بچا کر بھاگی جبکہ نن اکولینا اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے کہتی تھی کہ جب راسپوٹین نے مجھے دیکھا تو اس نے صلیب پر ہاتھ رکھتے ہوئے حضرت عیسیٰ کی وہ دعا پڑھی جو انجیل میں اس طرح مرکوز ہے۔

"پھر وہاں سے اٹھ کر صدر اور صیدا کی سرحدوں میں گیا اور ایک گھر میں داخل ہوا اور نہ چاہتا تھا کہ کوئی جانے مگر پوشیدہ نہ رہ سکا۔ بلکہ فی الفور ایک عورت جس کی چھوٹی بیٹی میں بد روح تھی اس کی خبر سن کر آئی اور اس کے قدموں پر گری۔ یہ عورت یونانی تھی۔ اس نے اس سے درخواست کی کہ بد روح کو میری بیٹی سے نکال۔ اس نے اس سے کہا کہ پہلے لڑکے کو سیر ہونے دو۔ کیونکہ لڑکوں کی روٹی لے کر کتوں کو ڈال دینی اچھی نہیں۔ اس نے جواب میں کہا۔ ہاں خداوند! کتے بھی میز کے تلے لڑکوں کی روٹی کے ٹکڑوں سے کھاتے ہیں۔ اس نے اس سے کہا۔ اس کلام کے سبب جا۔ بد روح تیری بیٹی سے نکل گئی۔"

دعا کی تکمیل کے بعد ایسے معلوم ہوا کہ زندگی واپس آ گئی ہو اور مجھ پر یہ کرم میرے مسیحا راسپوٹین نے کیا تھا۔

اولگا ولاڈیمیرونا حکومت وقت کے مشیر نوختین کی بیوی تھی۔ زار ٹین کی درگاہ پر حاضری کے دوران پادری ایلیورڈ کے کہنے کے مطابق اس کے جسم میں بد روح سرائت کر گئی تھی اور اس نے درگاہ کو ناپاک کر دیا تھا۔ پادری ایلیورڈ کے کہنے پر لوگوں نے اس عورت پر تشدد کیا جس کے باعث اس کا ذہنی توازن برقرار نہ رہا۔ راسپوٹین کی دعا سے وہ صحت یاب ہوئی اور اس نے بھی راسپوٹین کی خدمت کے لئے خود کو وقف کر دیا۔ وہ راسپوٹین کو دیکھتے ہی سجدہ ریز ہو جاتی اور زور سے نعرہ بلند کرتی "میرا مسیحا راسپوٹین".

"میرا نجات دھندہ۔ راسپوٹین"، وہ بر سر عام اعلان کرتی تھی کہ "فادر گریگوری کا لمس ہی روح کی آلائشوں سے پاک کرنے کے لئے کافی ہے۔ وہ جو کچھ کرتا ہے۔ مقدس ہے۔ جس چیز کو چھوتا ہے پاک ہو جاتی ہے۔ جس پر نظر التفات ڈالتا ہے امر ہو جاتا ہے۔ جو اس کا ہوا خدا اس کا ہوا۔" اولگا کا شمار راسپوٹین کے حواریوں میں ہوتا ہے وہ سخت لکڑی کے تختے پر سوتی اور سرہانے کے طور پر لکڑی کا ٹکڑا استعمال کرتی۔ کسی عورت کو راسپوٹین کے سامنے اونچی آواز سے بولنے نہ دیتی تھی۔

پولیس کی ایک رپورٹ میں ماسکو کی فرانسیسی نژاد اداکارہ ویرا کا بیان تحریر کیا گیا جس میں وہ کہتی ہے کہ جب میں راسپوٹین سے ملنے کے لئے اس کے گھر گئی تو اولگا چیختی چلاتی آسمان سر پر اٹھائے کمرے میں داخل ہوئی اور راسپوٹین کی کرسی کے قریب فرش پر گر پڑی وہ بدستور چلاتی رہی۔ میرے مسیح، میرے مسیح اور راسپوٹین کے جوتوں کو چاٹتی رہی۔ پھر اٹھی اور راسپوٹین کا سر دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر دیوانہ وار چومنے لگی۔ ساتھ ہی وہ چلاتی جاتی تھی "میری جان، میری روح، یہ تمہاری پیاری پیاری داڑھی، یہ خوبصورت بال، میری زندگی، میرا ایمان، میرے معبود، میرے خداوند، لیکن راسپوٹین اسے بار بار جھڑکتا اور اسے کتیا، وحشی ابلیس کہتے ہوئے نفرت کا اظہار کرتا۔ پھر وہ خوابگاہ میں چلی گئی۔ اس کے پیچھے راسپوٹین بھی گیا۔ راسپوٹین کی بھاری بھرکم آواز باہر تک آ رہی تھی اور پھر جب اولگا اور مونیا خوابگاہ سے واپس آئیں تو اولگا بدلی ہوئی عورت تھی اور وہ بڑے شاہانہ انداز سے ہمارے ساتھ کھانے میں شریک ہوئی۔

مادام گولووینا زار روس کے سابق مشیر گولوون کی بیوہ اور ملکہ کی قریبی سہیلی پروبودا کی قریبی رشتہ دار تھی۔ اس کی خوبصورت بیٹی مونیا محبت میں ناکامی کے بعد اس کے ساتھ رہتی تھی۔ یہ دونوں ماں بیٹی راسپوٹین کی زبردست عقیدت مند تھیں اور دوسرے تیسرے دن حاضری کے لئے راسپوٹین کے گھر آتی رہتی تھیں۔ ان کے علاوہ ایک کرنل کی گلوکارہ بیوی راسپوٹین کی بڑی مداح تھی۔ راسپوٹین کی موجودگی میں جب وہ خانہ بدوشوں کے گیت گاتی تھی تو لوگ ناچنے لگتے اور راسپوٹین خود بھی جذباتی

ہو جاتا تھا۔

شہزادہ الیکسی کی انا میریا وشنا جس نے پہلے روز شاہی محل سے خفیہ دروازہ پر راسپوٹین کا استقبال کیا اور الیکسی کے علاج کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا ہفتہ میں کم از کم ایک بار ضرور دیدار کے لئے آتی تھی۔ پولیس کی رپورٹوں میں اس کے متعلق کہا گیا کہ شاہی محل میں آمد کے چند روز بعد ہی راسپوٹین نے اسے اپنی ہوس کا نشانہ بنایا۔ اس نے جب ملکہ کو شکائت کی تو اس کا منہ دولت سے بھر دیا گیا۔

پرنس ڈولگورو کیا اور پرنس شا کووسکیا نے راسپوٹین کی محبت میں اپنے گھروں کو خیر باد کہتے ہوئے کرایہ کے مکانوں میں رہنا شروع کر دیا تھا اور وہ دونوں راسپوٹین کی خدمت کو اپنا ایمان سمجھتی تھیں۔ لیکن پولیس رپورٹوں میں ان کے متعلق بھی راسپوٹین کے ساتھ جنسی اختلاط کے قصے لکھے گئے۔

راسپوٹین محفلوں میں بیک وقت سیاست، مذہب، معاشیات، اقتصادیات، فوجی اور ملکی پالیسیوں پر گفتگو کرتا اور حاضرین اس کی باتوں کو بڑی توجہ سے سنتے۔ عورتوں کی محفلوں میں بھی اس کا انداز یہی ہوتا۔ وہ کبھی ایک نقطہ پر جم کر بات نہ کرتا تھا اس کی باتیں بڑی غامض اور دقیق ہوتی تھیں اور اس کی گفتگو کے مرکبات مبلغ فہم سے بالاتر ہوتے تھے اس وقت حاضرین کی تمام حرکات و سکنات اس کی مرضی اور عمل کے تابع ہوتی تھیں۔ وہ ہمیشہ اپنی گفتگو اپنے عقیدہ "گناہ کے ذریعہ نجات" کی تشریح پر ختم کرتے ہوئے کہتا تھا:

> "یہ مت سمجھو کہ میں تمہیں خراب کر رہا ہوں۔ بلکہ میں تمہیں پاک اور مقدس کر رہا ہوں۔ ہمیں گناہ ضرور کرنا چاہیے تاکہ ہمیں پچھتانے اور تائب ہونے کا موقعہ مل سکے اگر خدا ہماری آزمائش کے لئے ترغیب گناہ کا کوئی ذریعہ پیدا کرتا ہے تو ہمیں اس کی رضا کا احترام کرتے ہوئے خود کو رضا کارانہ طور پر گناہ کے حوالے کر دینا چاہیے تاکہ ہم اس کے بعد انتہائی ندامت سے توبہ کریں۔"

اس کے گھر میں نورخلینا بھی مستقل رہائش پذیر تھی جو راسپوٹین کے ہر لفظ کو اللہ کی جانب سے وحی اور اس کے ہر حکم کو فرمودہ ایزدی سمجھتی تھی۔ اس کا خاوند بہت زیادہ مقروض تھا۔ وہ راسپوٹین سے حصولِ برکت اور کشادگی رزق کے لئے آئی۔ اس کی المناک داستانِ غم سن کر راسپوٹین نے اسے قرض کی ادائیگی کے لئے فوراً تین سو روبل ادا کئے۔ راسپوٹین کی دعاؤں اور مالی مدد سے جب اس کی تنگدستی دور ہو گئی تو اس نے خود کو بخوشی اس کی خدمت کے لئے وقف کر دیا اور دنیاداری کو چھوڑ کر بیراگن بن گئی۔

عورتیں راسپوٹین کے خصوصی زنانہ حلقے "حلقہ پاک بازاں" میں شمولیت کی زبردست خواہش رکھتیں اور جس دن ان کی خواہش پوری ہو جاتی وہ ان کی زندگی کا مبارک ترین دن ہوتا۔ راسپوٹین کے حلقے میں کسی کی شمولیت پر اعتراض نہ تھا لیکن حلقے کی پرانی اراکین نئے رکن کو باآسانی شامل نہیں ہونے دیتی تھیں کیونکہ تعداد بڑھنے سے ان کی قدر و قیمت اور اجارہ داری ختم ہو جاتی تھی۔ اس لئے حلقے میں شمولیت کی خواہشمند کو کسی پرانی اور بارسوخ رکن کا سہارا لینا پڑتا تھا۔ اکثر عورتوں میں عام خیال پایا جاتا تھا کہ اگر راسپوٹین کی مقدس نظریں کسی عورت کا انتخاب کر لیں تو ہمارے اور ہمارے شوہروں کے نزدیک اس سے بڑھ کر خوش نصیب کوئی انسان نہیں ہے۔ حلقہ میں شامل نہ کی جانے والی عورتیں رو رو کر آسمان سر پر اٹھا لیتیں اور ان کا کوئی پرسانِ حال نہ ہوتا۔ راسپوٹین کی عدم موجودگی میں یہ عورتیں ڈرائنگ روم میں بیٹھی رہتیں اور جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوتا اس سے لپٹ جاتیں جیسے کوئی متاع گمشدہ حاصل ہو گئی ہو۔ وہ انہیں باری باری چومتا اور انہیں اپنی اپنی جگہ بیٹھ جانے کی ہدائت کرتا۔

باتوں کے دوران اچانک وہ کسی عورت کو اپنے قریب بلاتا۔ اس کا سر اپنی گود میں رکھتا بالوں میں انگلیوں سے کنگھی کرتا۔ اس کے ہونٹوں اور گالوں کو چومتا۔ وہ سیاست، مذہب، سیاسیات، اقتصادیات، فوجی اور ملکی پالیسیاں سب کچھ غلط ملط کر دیتا۔ حتیٰ کہ اس کی زبان پر خدا اور رسول کی باتیں ہوتیں اور آنکھیں اور ہاتھ کسی قبیح

فعل میں مصروف ہوتے۔ عورتیں پوری توجہ اور انہماک سے اس کی باتیں سنتی رہتیں وہ میز کی طرف ہاتھ بڑھاتا تو وہ بڑھاتیں وہ کھاتا تو وہ بھی کھاتیں وہ منہ سے شراب کا گلاس لگاتا تو وہ بھی اپنے گلاس اٹھاتیں جیسے ان کی تمام حرکات و سکنات اس کی مرضی اور عمل میں تابع ہوں۔

جب راسپوٹین ملاقاتیوں سے ملتے ملتے تھک جاتا تو وہ کمرے میں گر پڑتا۔ اور آنکھیں موند لیتا اس وقت یہ خواتین اپنے خوشبو میں بسے ہوئے قیمتی رومالوں سے اس کا ماتھا صاف کرتیں اس کے بوسے لیتیں اور اس کا ہاتھ تھام کر خوابگاہ میں لے جاتیں۔

پولیس کی رپورٹوں میں ان مختلف لڑکیوں کے حوالے سے باتیں لکھی گئی تھیں جو حلقہ "پاک بازاں" میں یا تو کسی وجہ سے شامل نہ ہو سکیں یا پھر نمایاں مقام حاصل کرنے میں ناکام رہیں۔ ایک لڑکی ویرا الگزینڈر اشکوو سکیا کے حوالہ سے تحریر کیا گیا کہ جب وہ راسپوٹین کی خوابگاہ میں جہاں ایک مسہری، ایک سنگھار میز، دو کرسیاں اور ایک چھوٹا میز جس پر رائٹنگ پیڈ اور قلم پڑے ہوئے تھے داخل ہوئی تو دیکھ کر حیران رہ گئی کہ خوابگاہ میں نہ تو شبیہ مسیح تھی اور نہ ہی صلیب بلکہ ایک دیوار پر نیم تاریکی میں رنگا رنگ ربن میں لپٹی ہوئی فریم شدہ دراز ریش شخص کی تصویر آویزاں تھی۔ خلائسٹی فرقے کے لوگ اکثر اپنے بزرگوں کی تصویر رنگا رنگ ربن میں لپیٹ کر رکھتے تھے۔ لہذا مجھے اُس دن معلوم ہوا کہ راسپوٹین بھی خلائسٹی فرقہ سے تعلق رکھتا ہے۔ راسپوٹین دبے پاؤں کمرے میں داخل ہوا اور دروازے کی کنڈی لگا دی۔ پھر کرسی پر بیٹھے ہوئے میری دونوں ٹانگیں اپنے گھٹنوں میں دبائیں۔ میں نے پیچھے ہٹنے کی کوشش کی مگر اس کی گرفت بہت مضبوط تھی پھر وہ کہنے لگا کہ "کچھ کہنے آئی ہو" میں نے کہا کہ "دنیا میں کہنے کے لئے رکھا ہی کیا ہے" اس نے میرے گالوں کو تھپتھپاتے ہوئے کہا کہ "جو کچھ میں کہتا ہوں غور سے سنو۔ کیا تمہیں وہ شعر یاد ہیں۔ جس میں کہا گیا ہے کہ نوجوانی ہی سے جسمانی لذت کی خواہش مجھے اذیت پہنچاتی رہی ہے او مسیح۔ مجھے اس کی سزا مت دے۔" میں نے جواباً کہا کہ "مجھے یاد ہے" اس نے میری رانوں پر زور دیتے ہوئے کہا "میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب کچھ کس طرح ہوتا ہے۔ لوگ تیس سال کی عمر تک بخوشی گناہ کر سکتے ہیں

اس کے بعد نہیں۔ اس وقت خدا سے لو لگانا چاہیے۔ پھر جب دل و دماغ مکمل طور پر خدا کی طرف لگ جائے تو اس وقت گناہ کیا جاسکتا ہے لیکن یہ گناہ ایک خاص قسم کا ہوگا۔ گناہ تائب ہونے سے دھل جاتا ہے اور انسان پھر ویسے کا ویسا نیک بن جاتا ہے۔ سب سے اہم چیز محبت ہے۔ مجھ سے محبت کرو۔ محبوب کی ہر بات دل میں اتر جاتی ہے۔ میں تمہیں بہت سے اسرار و رموز سے آشنا کر دوں گا۔ میں تمہیں گناہ کی باریکیاں بتاؤں گا جس سے نہ صرف سکونِ قلب ملے گا بلکہ راہِ نجات بھی نظر آئے گی اور تم خود کو جنت میں محسوس کرو گی۔ یہ موٹی موٹی کتابیں جو پڑھی جاتی ہیں بے معنی ہوتی ہیں ان کے پڑھنے سے ذہنی خلفشار بڑھتا ہے۔"

ویرا کہتی ہے کہ میری قوت مدافعت جواب دے گی، میرے اعضاء مفلوج ہوگئے اور میری تمام طاقت سلب ہو گئی تھی۔ راسپوٹین نے مجھے اگلے ہفتے عبادت میں شریک ہونے کی دعوت دیتے ہوئے کہا کہ "تم اتنے لوگوں سے تعلقات رکھنے کی کیوں مصیبت اٹھاتی ہو۔ صرف میری بن جاؤ ان سب لوگوں کو جہنم میں جانے دو۔ پھر میں تمہیں بتاؤں گا کہ زندگی کیا ہے"۔

اس کی سخت انگلیاں میرے جسم کو ٹٹولتی رہیں اس نے میرے پے در پے بوسے لئے اور اس لڑکی کے بیان کے مطابق راسپوٹین نے اسے گود میں بٹھانے کی کوشش کی مگر وہ دروازہ کھول کر باہر چلی گئی۔

ویرا الیگزینڈرا کے حوالہ سے ہی ایک اور کم سن لڑکی کی داستانِ غم پولیس کی رپورٹوں میں لکھی گئی جس نے ویرا کو بتایا کہ راسپوٹین نے اسے ہفتے کی عبادت میں شریک ہونے کے لیے کہا جب وہ عبادت میں شریک ہونے کے لئے اس کی خواب گاہ میں گئی تو خدا اور یسوع علیہ السلام پر پورا یقین ہونے کے باوجود میری مدد کسی نے نہ کی۔ کمرے میں اس کے اور میرے سوا کوئی نہ تھا۔ اس نے میرا بازو پکڑا اور دوسرے کمرے میں لے گیا جہاں نہ صلیب تھی نہ شبیہ مسیح۔ ایک دراز ریش بزرگ کی تصویر تھی۔ راسپوٹین نے مجھے تصویر کے سامنے دوزانوں ہونے کو کہا۔ ابھی میں جھکی ہی تھی کہ راسپوٹین نے تصویر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ "اے درخوتور کے پیغمبر

سائیمون، ہمارے گناہ پر کرم کرو" اور اس کے ساتھ ہی میرے کپڑے تار تار کر دیئے۔ میں بے ہوش ہو گئی اور جب ہوش آیا تو میں فرش پر برہنہ پڑی تھی اور راسپوٹین میرے سامنے مادر زاد برہنہ کھڑا تھا۔ اس نے مجھے بازوؤں میں اٹھایا تو میری چیخ نکل گئی۔ چیخ سن کر ایک عورت اندر آئی اس نے مجھے نیا جوڑا پہنایا اور دوسرے کمرے میں چھوڑ آئی۔ جس میں دو کرسیاں اور بستر پڑا تھا۔ وہ عورت میرے لئے چائے اور کھانے کے لئے ٹوسٹ وغیرہ لائی۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک فوجی آفیسر کمرے میں داخل ہوا۔ میں نے سوچا کہ اسے تمام واردات بتاتے ہوئے مدد طلب کروں۔ لیکن وہ بھی بھیڑیا نکلا۔ اس دن سے میں اس تہہ خانہ میں راسپوٹین کے دوستوں کی ضیافت کا سامان بنی ہوئی ہوں۔

پولیس کی ایک رپورٹ میں فرانسیسی نژاد اداکارہ ویرا کا بیان قلمبند کرتے ہوئے لکھا گیا کہ وہ ماسکو سے راسپوٹین کی شہرت سن کر سینٹ پیٹرز برگ میں آئی وہ راسپوٹین کے خواتین کے حلقہ ارادت میں داخل ہونا چاہتی تھی۔ وہ پروگرام کے مطابق ہفتہ کے روز راسپوٹین کے گھر پہنچی لیکن راسپوٹین گھر پر موجود نہیں تھا۔ گھر پر سینکڑوں عورتیں راسپوٹین کے انتظار میں بیٹھی تھیں۔ ملازمہ ڈونا نے اس کی بڑی آؤ بھگت کی وہ اسے خالی کمرے میں لے گئی اور اسے خوشبودار قہوے کی پیالی پیش کی۔ تھوڑی دیر بعد راسپوٹین آیا تو تمام عورتیں تعظیماً کھڑی ہو گئیں میں بھی ان کے ساتھ کھڑی ہو گئی راسپوٹین نے میرے شانوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا "عزیزم بیٹھ جاؤ مجھے تکلفات پسند نہیں" اس وقت راسپوٹین نے نیلے رنگ کی قمیض اور مخملیں پاجامہ اور پیروں میں خوبصورت جوتے پہن رکھے تھے۔ اس نے آتے ہی میری خالی کی ہوئی پیالی میں قہوہ ڈال کر پیا اور مجھے اس روز شام کو ہونے والے ہفت روزہ روحانی اجلاس میں شرکت کی دعوت دی۔ پھر ہم کھانے والے کمرے میں آئے وہاں پہلے ہی عورتوں کا ہجوم تھا اور اس ہجوم میں بڑی بڑی مخمور آنکھوں سرخ و سپید ہونٹوں اور کتابی چہرہ والی ڈچس ملٹسا تعیش پسند، نیم وا ہونٹوں، نیم باز آنکھوں والی انتہائی جاذبِ نظر مادام اینا پروبودا اودھیڑ عمر لیکن نہایت پُرکشش اور معصوم چہرہ والی مادام گولووینا نمایاں تھیں۔

میں جب راسپوٹین کے ساتھ کمرہ میں پہنچی تو مجھے مہمانِ خصوصی کا درجہ دیتے ہوئے ان تمام بیگمات، شاہی خاندان کی لڑکیوں اور دوسری خواتین نے میرا والہانہ استقبال کیا۔ میں نے اس مجلس میں اس بات کو بار بار محسوس کیا کہ یہ تمام خواتین راسپوٹین کا بے حد احترام کرتی ہیں اور اس کے ہر اشارہ کو حکم کا درجہ دیتے ہوئے اسے بجا لانا اپنا فرض سمجھتی ہیں۔

راسپوٹین دیہاتی انداز میں کھانا کھاتا تھا۔ مچھلی اسے بے حد پسند تھی اور اعلیٰ درجہ کی شراب کا بھی دلدادہ تھا۔ راسپوٹین جب کھانا ختم کر چکا تو خواتین اس کے چھوڑے ہوئے کھانے پر جھپٹ پڑیں اور چشم زدن میں چٹ کر گئیں۔ کھانے کے بعد اس نے مجھے کہا کہ:

"تم میرے ساتھ عبادت کیا کرو۔ میں تمہیں عبادت کا نیا مفہوم بتاؤں گا جس سے تمہیں نجات کا راستہ مل جائے گا لیکن اس کے لیے تمہیں ریاضت کرنا ہوگی کیونکہ منزل اتنی آسانی سے نہیں ملتی۔"

اداکارہ ویرا اپنی بات بڑھاتے ہوئے کہتی ہے کہ اس وقت راسپوٹین کی بیٹی میٹریونا کمرے میں داخل ہوئی۔ تمام عورتوں نے اسے بیک وقت خوش آمدید کہا اور وہ مادام گولوونا کے پہلو میں بیٹھ گئی۔ راسپوٹین نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ:

"وہ دیکھو آفتاب بادلوں سے نکل آیا ہے۔ یہ ان لوگوں کے لئے ہی نکلتا ہے جن کا عقیدہ پختہ ہوتا ہے اور اس کی کرنیں ان گھروں کو منور کرتی ہیں جن میں عقیدے پر قائم رہنے والے لوگ رہتے ہیں اور یہ عقیدہ مسیح وقت کی پہچان ہے۔ جو بھی اس کی تعلیمات پر عمل کرے گا نجات پائے گا۔"

اس نے "فلسفۂ گناہ کے ذریعہ نجات" پر آدھ گھنٹہ بے تکان گفتگو کی۔ حاضرین میں بلا کی خاموشی تھی۔ وجد کا سماں تھا اور اس کی باتیں دل پر اثر کر رہی تھیں۔ میرا دل چاہا کہ میں بھی اس کے قدموں میں نچھاور ہو جاؤں۔ راسپوٹین نے اولگا کی طرف اشارہ

کرتے ہوئے کہا کہ:

"دیکھو اسے خدا سے بہت محبت تھی اور باقاعدہ گرجا جایا کرتی تھی لیکن خدا تک پہنچنے کا راستہ بڑا تنگ تھا وہ گزر نہ سکی۔ اس نے شاہی پادری ایلیوڈر کا سہارا لینا چاہا۔ لیکن اس نے اسے کھائی میں گرا دیا اب یہ میرے حلقہ ارادت میں ہے۔ یہ میرے حکم کی تابع ہے۔ یہ گناہ کی لذت سے آشنا ہے۔ اس گناہ کی لذت سے جو ذریعہ نجات ہے اور جس کے بعد تائب ہونے پر اسے خدا بھی ملے گا اور دنیا میں جنت بھی۔"

یہ سب کچھ تسلیم کرنے کے بعد اداکارہ اپنی اداکاری کے جوہر دکھاتی ہوئی کہتی ہے کہ اس روحانی مجلس میں شامل عورتیں نہائت بے ہودہ تھیں۔ راسپوٹین جب اپنی مٹھی میں کسی پھل کو نچوڑتا تو عورتیں زبان نکال کر اس ٹپکتے ہوئے رس کو چاٹنے لگتی تھیں اور راسپوٹین باری باری ان کی زبانوں پر رس کے قطرے ٹپکاتا اور بچا کھچا پھل کسی کے منہ میں ٹھونس دیتا۔ جسے وہ مزے لے لے کر چباتی تھی۔ جب وہ شراب کا گھونٹ بھر کر گلاس کو میز پر رکھتا تو عورتیں اس گلاس کا آخری قطرہ تک پی جاتیں۔ عورتیں اپنے گلاسوں کو اُس وقت تک ہاتھ نہ لگاتیں جب تک کہ راسپوٹین کے گلاس پر ان کی نظریں جمی رہتی تھیں۔ راسپوٹین جب کھانا کھا کر فارغ ہوتا تو عورتیں اس کی انگلیاں چاٹنے لگتیں۔ آخر میں وہ راسپوٹین پر الزام لگاتے ہوئے کہتی ہے کہ راسپوٹین اسے خوابگاہ میں لے گیا۔ لیکن اسی وقت پروبودا وہاں آ گئی اس کا چہرہ تمتما رہا تھا اور آنکھوں میں لال لال ڈورے تھے۔ اس نے راسپوٹین کو بازوؤں میں جکڑ کر پلنگ پر گرا دیا اور مجھے دھکا دے کر باہر نکالتے ہوئے اندر سے دروازہ بند کر لیا اس کے بعد میں نے راسپوٹین کی مکروہ شکل نہیں دیکھی۔

پولیس کی رپورٹوں میں ایلنیا ڈایا نومودا کے بیانات کو بڑی جگہ دی گئی ہے۔ یہ لڑکی ماسکو میں راسپوٹین کی میزبان ہوا کرتی تھی۔ پہلے راسپوٹین ماسکو میں بشپ آف کرانٹسنٹ اور شاہی پادری ایلیوڈر کے ہاں ٹھہرتا تھا۔ پھر محلاتی سازشوں کے باعث

مادام ریشنیکوف کے ہاں رہنے لگا۔ ان لوگوں کے گھروں میں قیام کے دوران بھی ایلنیا راسپوٹین کے پروگرام مرتب کرتی اور سیکرٹری کے فرائض انجام دیتی۔ ایلنیا کہتی ہے کہ ایک دفعہ راسپوٹین نے ماسکو پہنچتے ہی مجھے ٹیلی فون پر اپنے تمام پروگرام سے مطلع کیا اور پھر میرے گھر آتے ہی مجھے آغوش میں لے لیا اور لگاتار چومنے لگا۔ پھر ہم دوسرے کمرے میں چلے گئے اور اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے لگے۔ شام کو میں نے ان لوگوں کو اطلاع دی جو راسپوٹین سے ملنا چاہتے تھے۔ ان میں مسٹر "ای" اور اس کی بیوی بھی شامل تھی ایلنیا کہتی ہے کہ کچھ عرصہ قبل مسٹر "ای" سے میری شادی کی بات چیت چل رہی تھی۔ لیکن یہ بات چیت منطقی انجام تک پہنچنے سے قبل ہی ختم ہو گئی۔ اس بات چیت میں میرے اور مسٹر "ای" کے علاوہ کوئی راز دان موجود نہ تھا اور یہ راز صرف ہم دونوں کے درمیان تھا جب مسٹر "ای" راسپوٹین سے ملا تو راسپوٹین نے دیکھتے ہی میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "اچھا ہوا تم دونوں کی شادی نہیں ہوئی" جس پر ہم دم بخود ہو گئے۔

ایلنیا نومودا کہتی ہے کہ ہم شام کو ایک فیکٹری کے مالک مسٹر "کے" کے گھر گئے۔ اس کی بیوی نہایت خوبصورت، چنچل اور گفتار کا سلیقہ رکھتی تھی۔ باتوں باتوں میں اس نے راسپوٹین سے سوال کیا کہ آپ مسیح دوراں ہیں۔ آپ کے زار روس کے ساتھ خصوصی تعلقات موجود ہیں۔ آپ کو چاہیے کہ یہودیوں کو روس سے نکال باہر کریں۔ یہ بات سنتے ہی راسپوٹین آگ بگولا ہو گیا اور کہا کہ اس معاملہ پر میں تم سے تنہائی میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ وہ دونوں اٹھ کر دوسرے کمرے میں چلے گئے۔ پندرہ منٹ تک وہ دونوں اس کمرہ میں رہے اور جب واپس لوٹے تو بیگم "کے" سخت پریشان تھی جبکہ راسپوٹین مطمئن اور خوش و خرم تھا۔ غالباً میرے سوا اس پریشانی اور خوشی کے معاملہ کی تہہ تک کوئی نہیں پہنچ سکتا تھا۔

ایلنیا نومودا ایک اور واقعہ سناتے ہوئے کہتی ہے کہ میں رات کو ابھی ایک گھنٹہ بھی نہ سو پائی تھی کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بجی۔ میں نے ریسور اٹھایا تو دوسری جانب سے پولیس انچارج جو راسپوٹین کی حفاظت پر مامور تھا پریشانی کے عالم میں مجھے بتا رہا تھا

کہ راسپوٹین اچانک غائب ہوگیا ہے۔ اس وقت رات کا ایک بجا تھا۔ میں بہت حیران ہوئی اور تمام جاننے والوں کے گھروں میں ٹیلی فون کیئے لیکن کوئی مثبت جواب نہ ملا۔ میں پریشانی کے عالم میں گھر سے باہر نکل آئی تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ راسپوٹین ایک کمسن خوبرو لڑکی کے ساتھ ہنستا کھیلتا چلا آ رہا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی راسپوٹین نے اس لڑکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ:

"اسے ملو کہ یہ آفریدہ آسمان ہے یہ قدرت کا حسین و جمیل مگر معصوم شاہکار بن کر منصۂ مشہود پر آئی ہے۔ یہ فردوس کا ایک شاداب شگفتہ پھول ہے۔ اس سے میری آج ہی ملاقات ہوئی ہے اور پہلی نظر میں ہی میری ہو گئی ہے۔ ہم دونوں ایک جنت نشاں تنہا گوشے میں زندگی کی چند گھڑیاں گزار کر آئے ہیں"۔

ایلنیا نوموداایک اور قصہ بیان کرتی ہوئی کہتی ہے کہ ہم جب پروگرام کے عین مطابق جنرل "ایف" کی دعوت پر ان کے گھر پہنچے تو وہاں درجنوں بیگمات موجود تھیں۔ بیگم "ایف" اس وقت بناؤ سنگھار میں مصروف تھی۔ ان عورتوں نے راسپوٹین کے ساتھ ایک تصویر اتروانے کا تقاضا کیا راسپوٹین فوراً راضی ہوگیا۔ لہذا میں نے فوٹوگرافر کا انتظام کیا۔ اس دوران بیگم "ایف" بھی آ گئیں۔ انہوں نے جب راسپوٹین کو دیکھا تو غش کھا کر گر پڑیں۔ راسپوٹین نے اس طرف قطعاً دھیان نہ دیا اس کی ساری توجہ تصویر کھنچوانے کی طرف تھی۔ راسپوٹین نے میرے ساتھ اپنی مرضی کے پوز بنوانے پر اصرار کیا۔ اس نے اپنا ایک ہاتھ میری کمر کے گرد حائل کرتے ہوئے دوسرا ہاتھ میرے سینہ پر رکھ دیا۔ چونکہ یہ پوز مجھے پسند نہیں تھا لہذا میں نے فوٹوگرافر کو اشارہ سے یہ تصویر اتارنے سے منع کر دیا۔ لہذا فوٹوگرافر نے نہائت ہوشیاری سے کیمرہ کلک کرنے کے باوجود یہ تصویر نہ اتاری اور اس طرح میں بدنامی سے بچ گئی۔ ہم جب فوٹو اتروا کر بیگم "ایف" کی طرف متوجہ ہوئے تو وہ ہوش میں آ چکی تھیں لیکن جیسے ہی اس نے راسپوٹین کو دوبارہ دیکھا وہ پھر بے ہوش ہو گئی لیکن اس دفعہ بھی راسپوٹین نے اس کی طرف ذرا بھر توجہ نہ دی اور میری طرف مخاطب ہو کر کہا

کہ:

"عورت آسمانی تحفہ، مخلوق کا سب سے بہترین نمونہ اور خدا کی سب سے اعلیٰ مخلوق ہے۔ جس سے ملکوتی شان نمایاں ہوتی ہے لیکن عالم کے ہر دور میں اخلاق فاضلہ کی بنیادوں کے انہدام میں اس نے ہی سب سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ اس کی طرف مت دیکھو کہ یہ امن و سلامتی کی دشمن ہے"۔

ایک اور رپورٹ میں میریا الیگزنیو کے حوالہ سے تحریر ہے کہ راسپوٹین کے کمرہ سے جب وہ باہر آئی تو اس کا لباس شکن آلود تھا۔ فراک شانوں کے قریب سے پٹھا ہوا تھا بال بے ترتیب اور چہرہ مرجھایا ہوا تھا۔ لیکن اس واقعہ کی کوئی تفصیل نہیں دی گی۔

لینوچکا بڑی حسین و جمیل، نوخیز اور سحر انگیز لڑکی تھی۔ وہ ماسکو سے راسپوٹین کی شہرت کا سن کر ملنے کے لئے آئی۔ پولیس کی ایک رپوزٹ کے مطابق راسپوٹین اسے دیکھ کر اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھا۔ وہ جب بھی آتی دو دھاری تلوار کی مانند آتی اور راسپوٹین کے حواس پر چھا جاتی۔ پہلے وہ اکیلی آتی تھی پھر وہ ایک اور خوبرو لڑکی لیلا کو ساتھ لانے لگی۔ لیلا انتہائی خوبصورت اور حد درجہ چالاک لڑکی تھی یہ دونوں لڑکیاں ایک الگ کمرے میں راسپوٹین کے ساتھ محو گفتگو رہتی تھیں۔ لیلا کے بیان کے مطابق راسپوٹین کہتا تھا کہ:

"تم نے جو کچھ کہا ہے میں اس سے بھی زیادہ کرنے پر آمادہ ہوں لیکن دولت، ہیرے، جواہرات اور سونا مجھے کچھ متاثر نہیں کرسکتے میں خود کو ایک مشن کے لئے وقف کر چکا ہوں اور وہ مشن ہے خدا اور مسیح سے برگشتہ اور صراط مستقیم سے بھٹکی ہوئی روحوں کو راستہ دکھانا وہ راستہ جس پر مسیح چلتے رہے اور جس پر چل کر ہی نجات ممکن ہے اور جنت اس دنیا میں حاصل ہوسکتی ہے۔ میں تم پر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اگر تم نے میری باتوں پر غور اور

عمل نہ کیا تو تمہارا کہیں ٹھکانہ نہیں میں تم سے جو کچھ طلب کر رہا ہوں وہ اپنے لئے نہیں تمہارے اپنے بھلے کے لئے ہے۔ میرے لئے حسین و جمیل اور دلکش عورتوں کی کمی نہیں ہے۔ لیکن میں تمہارے جسم کو آلودگی اور آلائش سے پاک کرنا چاہتا ہوں۔ یاد رکھو جسے تم گناہ سمجھتی ہو گناہ نہیں ہے۔ گناہ تو وہ ہے جو پہلے تمہاری روح اور جسم میں موجود ہے۔ تمہاری روح اور جسم کو اس گناہ سے پاک کرنے کے لیئے ضروری ہے کہ تمہیں پے در پے حملوں سے اسے اتنا کمزور کر دوں کہ وہ سپر ڈال دے اور پھر اسے تمہاری روح اور جسم میں داخل ہونے کی جرأت نہ ہوسکے۔"

دونوں عورتیں سر جھکائے اس کی باتیں سنتی رہیں۔ پھر لینوچکا کہنے لگی:

"ہم نہ تو روحانیت کا فلسفہ سمجھنے آئی ہیں اور نہ نجات کا راستہ دریافت کرنے، سیدھی سی بات ہے آپ ہمارا کام کر دیں ہم آپ کے ہر حکم کی تعمیل بجا لائیں گی۔ اسی لئے میں اپنے ہمراہ اس حسین لڑکی کو لائی ہوں۔ ہم میں سے آپ جسے پسند کریں۔ حاضر ہے۔ لیکن کام ہونے کے بعد پہلے نہیں یا پھر آپ ہمارے ساتھ اسکو چلیں جتنی عورتیں آپ چاہیں حاضر کر دی جائیں گی۔"

یہ عورت دراصل بار بار راسپوٹین کے پاس کسی خاص نقطہ نظر اور مقصد کے لئے آتی تھی۔ غالباً اس میں جاسوسی کا عنصر غالب تھا لہذا راسپوٹین نے اس تعیش پسند عورت کو آنے سے منع کر دیا لیکن جب وہ باز نہ آئی تو اس کے گھر میں آنے جانے پر مکمل پابندی عائد کر دی گئی۔ مورخین کا خیال ہے کہ لینوچکا راسپوٹین سے کوئی خاص کام لینا چاہتی تھی اور اس کام کو نکالنے کے لئے وہ اسے اپنے دام فریب میں گرفتار کرنا چاہتی تھی۔ لیکن جب راسپوٹین کو خفیہ ایجنٹوں اور پولیس والوں نے صورت حال سے آگاہ کر دیا تو راسپوٹین نے اس پر پابندی عائد کر دی۔

آخری بار جب لینوچکا راسپوٹین سے ملنے آئی تو ایک پُراسرار شخص اس کے

ساتھ تھا۔ راسپوٹین نے جب اس مرد کو دیکھا تو وہ گرجا:

"تم اپنے ذلیل غلام کو ساتھ لائی ہو تم اس کی جدائی برداشت نہ کرسکیں۔ تم میرے پاس بھیک مانگنے آئی ہو اور وہ بھی ایک مردود کو ساتھ لے کر جاؤ میں تمہارا کام نہیں کروں گا۔ تم کس بات پر اتراتی ہو سینٹ پیٹرز برگ میں میرے ہر حکم کی بلا چوں وچرا تعمیل کرنے کے لئے ایک سے ایک حسینہ موجود ہے۔ تم ان کی خاک پا بھی نہیں ہو۔ تم شیطانی سحر ہو، مجسم فریب ہو، ایک بُرائی ہو، ایک غلبت ہو اور تمہیں صرف محاسن محو کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ تم مکر کی بیٹی اور امن و سلامتی کی دشمن ہو تم فتنہ اور نفرت کی علامت ہو۔ جاؤ دفع ہو جاؤ میں کہتا ہوں جاؤ۔۔۔۔ دفع ہو جاؤ۔"

وزیر جنگ سوتومونیلوف کی بیوی کی قریبی رشتہ دار مادام شیرہ لسکیا کے ساتھ بھی راسپوٹین کے جنسی تعلقات کا ذکر رپورٹوں میں موجود ہے۔ یہ عورت بڑی طرحدار عورت تھی اور اس کی عمر چالیس سال کے قریب تھی۔ بڑی زبان دراز اور دل موہ لینے کا ڈھنگ رکھتی تھی۔ پرنس اینڈرونیکوف سے ملاقات کے دوران وہ راسپوٹین سے ملی۔ یہ میٹنگ ملکی سیاست پر بڑی اہمیت کی حامل تھی۔ لہذا راسپوٹین اسے دوسرے کمرے میں مریم کے مجسمے کے سامنے لے گیا اور اس سے عہد و پیمان لیا۔ لیکن پولیس کی رپورٹ کے مطابق یہ دونوں جب کمرے سے نکلے تو راسپوٹین پسینے سے شرابور تھا جبکہ مادام بڑی ہشاش بشاش نظر آتی تھی۔ لیکن بعد کے حالات نے ثابت کر دیا کہ یہ عورت سازشیوں کے درمیان جاسوسی کا کردار ادا کر کے رقم بٹورتی تھی۔

پولیس کی رپورٹوں کے مطابق راسپوٹین جب اعلیٰ خاندان کی عورتوں سے اکتا جاتا تو شہر کی فاحشہ عورتوں اور فلمی اداکاراؤں کے ہاں چلا جاتا۔ خفیہ پولیس والے اس کے ساتھ ہوتے تھے۔ شوہر اپنی بیویوں کو اور باپ اپنی بیٹیوں کو اس کے پاس جانے سے منع کرتے لیکن وہ علی الاعلان ان کے حکموں کو نہ مانتیں اور راسپوٹین کے قدموں

میں جا گرتیں۔

رقص روسی دیہاتوں اور کاشتکاروں کی ثقافت کا حصہ ہے اور خلائسٹی فرقے میں عبادت کا درجہ رکھتا تھا۔ اسے شہری تہذیب میں بھی مشغلے کی حیثیت حاصل تھی جو لوگ خود حصہ نہ لیتے تھے وہ اس سے لطف اندوز ضرور ہوتے تھے۔ راسپوٹین کہتا تھا کہ رقص انسان کی اندرونی کیفیات کا آئینہ دار ہوتا ہے اور وہ خود بھی اضطرابی حالت میں رقص میں کھو جاتا تھا۔ اسے ناچتے دیکھ کر عقیدت مند بھی جذبہ سے سرشار رقص کرنے لگتے۔

راسپوٹین کہتا تھا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ:

> "میں خانہ بدوشوں کے ڈیرے پر جا کر ان کا گانا سنوں۔ عورتیں سائبیریا کے میدانوں میں گیت گائیں لڑکیاں کھلے کھیتوں میں رقص کریں سب کچھ حقیقی ہو۔ کسی بھی چیز میں تصنع نہ ہو۔ مادر وطن کے بچے ماں کی ماتا۔ کشادہ دلی اور خلوص کے نغمے الاپیں۔
> ان میں سینٹ پیٹرز برگ جیسے مصنوعی ہنگامے نہ ہوں۔"

پہلے پہل سینٹ پیٹرز برگ میں اس حرکت کو نازیبا تصور کیا جاتا تھا لیکن بعد میں اس ناچ میں اعلیٰ طبقے کے نمائندے بھی شامل ہونے شروع ہو گئے وہ راسپوٹین کے ساتھ رقص کرتے وقت اپنے مراتب کو بھی بھول جاتے تھے۔ رقص کے دوران تمام لوگ راسپوٹین کی مرضی کے تابع ہوتے۔ وزیر داخلہ اے این خودسٹوف بھی "ولارودڈ" کی رقص گاہ میں راسپوٹین کے ساتھ رقص کیا کرتا تھا۔

راسپوٹین خانہ بدوشوں کی موسیقی جیسی جسے عام لوگ رقص موسیقی کی جنسی ترغیب و تحریص قرار دیتے تھے پسند کرتا تھا۔ یہ رقص و سرود زیادہ تر تھیٹروں اور رقص گاہوں میں خانہ بدوش لڑکیاں کرتیں اور اس رقص کے ذریعے لوگوں کے جنسی جذبات بھڑکاتی تھیں۔ راسپوٹین ان مقامات پر کھلے بندوں جاتا اور لطف اندوز ہوتا تھا۔ "ولارودڈ" کی رقص گاہ راسپوٹین کی دل پسند جگہ تھی۔ اس رقص گاہ کا مالک راسپوٹین کا بے حد احترام کرتا اور جیسے ہی اسے راسپوٹین کے پروگرام کا علم ہوتا وہ تمام دوسری مصروفیات منسوخ کر دیتا۔ راسپوٹین کے ساتھ چونکہ اعلیٰ طبقہ کے امراء اور وزراء شامل

ہوتے تھے لہذا اس کی آمد پر خصوصی انتظامات کئے جاتے۔ میزوں کو پھولوں سے سجایا جاتا۔ مختلف اقسام اور مختلف طریقوں سے پکائی گئی مچھلی اور پسندیدہ شراب مہیا کی جاتی۔ راسپوٹین کے آتے ہی پسندیدہ گیت اور رقص شروع کر دیے جاتے۔ راسپوٹین کی حفاظت کی خاطر اس کے ارد گرد پولیس کا حلقہ اتنا مضبوط اور تنگ ہوتا تھا کہ عوام اس کی حرکات و سکنات کو بخوبی نہیں دیکھ سکتے تھے۔ لہذا وہ اپنے خال میں مست پولیس والوں کا حصار توڑ کر رقص کرتا ہوا عوام کے سامنے آجاتا اور لوگ دیوانہ وار اُمڈ آتے وہ ان سے خطاب کرتے ہوئے کہتا:

"جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ عوام اور سیدھے سادھے دیہاتی سیاست میں ناقابل اعتماد عناصر ہیں اور بغاوت اور غداری پر آمادہ ہو جاتے ہیں تو اس کی ذمہ داری ان لوگوں پر ہے جو انہیں تاریکی میں رکھتے ہیں۔ ملک میں نہ ہسپتال ہیں، نہ اسکول صرف قحبہ خانوں اور رقص گاہوں کی بھرمار ہے جہاں سیدھے سادھے دیہاتیوں کی زندگی میں زہر گھولا جا رہا ہے۔ ایسے بااقتدار اور ذمہ دار لوگوں کو اپنی گریبانوں میں جھانکنا چاہیے"

ان باتوں سے راسپوٹین کے مخالفین خاطر خواہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے لیکن اس کی حیثیت ایک ایسی مضبوط چٹان کی سی تھی جو مخالفت، مخاصمت، الزامات اور دھمکیوں کے تند و تیز جھگڑوں میں جمی ہوئی تھی اور مخالفین یہ سوچنے پر مجبور تھے کہ دنیا کی کوئی طاقت راسپوٹین کو تباہ و برباد نہیں کر سکتی۔ اکثر اوقات وزیر داخلہ خود سٹوف اور پولیس کا سربراہ بلٹسکی اپنا خلوص دکھانے کے لئے پولیس کی یہ رپورٹیں راسپوٹین کو دکھاتے اور محتاط رہنے کو کہتے لیکن راسپوٹین پر اس کا کوئی اثر نہ ہوتا۔ بلکہ وہ نامکمل رپورٹوں کی خود تصحیح کرتا تھا۔ ایک رپورٹ میں جب یہ لکھا گیا کہ اداکارہ واردوردودا رات بھر اس کے پاس رہی تو اس نے کہا کہ وہ نصف شب کو ہی چلی گئی تھی۔ ایک رپورٹ میں لکھا گیا کہ ایک غیر معروف عورت اس کے ہاں رہی تو راسپوٹین نے کہا کہ پولیس والوں نے اس عورت کا نام اس لئے درج نہیں کیا کہ وہ ایک وزیر کی بیوی تھی

اس طرح پولیس والوں نے ایک مشہور کرنل کی بہن کا بھی رپورٹ میں نام چھپایا لیکن راسپوٹین نے کہا کہ وہ اس کی خوابگاہ میں گھنٹوں مقیم رہی۔ وہ کہتا تھا کہ ہر عورت گناہ کے ذریعے نجات حاصل کرنے کا سلیقہ نہیں جانتی بعض کے اندر نفس کش شیطان اتنا طاقتور ہوتا ہے کہ وہ انہیں عاجزی وانکساری کا راستہ اختیار کرنے نہیں دیتا۔

راسپوٹین ملکہ کو ہمیشہ "ماں" کہتا تھا لیکن پولیس کے رپورٹوں کے مطابق راسپوٹین کھلے عام ملکہ کے متعلق کہتا تھا کہ:

"زارینہ دوسری کیتھرائن ہے زار نہیں بلکہ وہ روس پر در حقیقت حکومت کر رہی ہے۔ یہ کیتھرائن میری مٹھی میں کٹھ پتلی کی طرح ہے"۔

یہ باتیں جب شاہ اور ملکہ تک پہنچائی گئیں تو ملکہ نے کہا کہ یہ تمام باتیں بدخواہوں کی اختراع ہیں۔

ایک اور رپورٹ کے مطابق ایک ریسٹوران میں شراب پیتے ہوئے چند لڑکیوں کی فرمائش پر ملکہ کے ہاتھوں کی سی ہوئی قمیض جس پر گل بوٹے کاڑھے ہوئے تھے راسپوٹین نے پھاڑ کر پاؤں تلے روند دی اور پھر سارے کپڑے پھاڑ کر برہنہ ناچنے لگا۔ جب یہ سارا معاملہ ملکہ کو بتایا گیا تو اس نے کہا کہ "اللہ والے لوگ دنیاوی پابندیوں سے آزاد ہوتے ہیں وہ دنیاوی نعمتوں کی پرواہ نہیں کرتے ہیں"۔

ملکہ روس راسپوٹین کے خلاف کسی الزام کو تسلیم نہیں کرتی تھی ملکہ کے استدلال اور منطقیانہ گفتگو سے زار روس بھی مسرور ہوتا تھا۔ وہ راسپوٹین کے لئے اپنے ہاتھوں سے کپڑے سینے پر فخر محسوس کرتی اور فلسفہ گناہ کے حوالہ سے مسیح ابن مریم کے حواریوں کی مثالیں دیتے ہوئے کہتی تھی کہ "یہ ابلیس کی ترغیب کے خلاف جدوجہد ہے"۔ ملکہ راسپوٹین کے گھر والوں سے متواتر ملاقاتیں کرتی اور انہیں قیمتی تحفے تحائف پیش کرتی تھی۔

پولیس کی تمام خفیہ رپورٹیں شاہ کے پاس محفوظ رہتی تھیں۔ جلاوطنی کے وقت یہ رپورٹیں ملکہ کے پاس تھیں۔ لیکن ہینویلوف نے کسی نہ کسی طریقہ سے ان رپورٹوں

کی نقول حاصل کر کے فروخت کر دیں۔ ان ہی نقول کے حوالہ سے راسپوٹین کے حاشیہ برداروں اور مخالفوں نے اپنے اپنے رنگ میں اس کی سوانح حیات تحریر کی ہیں۔

ملکی معاملات میں مداخلت

راسپوٹین کا اقتدار روز بروز بڑھتا رہا اور اس کی رائے کو سیاسی، معاشی اور فوجی امور میں فوقیت دی جانے لگی۔ شاہ کے ایڈمی کانگ ایڈمرل نیلوف زیلن لومان، پرنس یوٹیانین اور مالٹیف جو راسپوٹین کے سخت خلاف تھے حالات سے سمجھوتہ کرتے ہوئے بظاہر راسپوٹین کے گرویدہ ہوگئے تھے ماسٹر آف ہارس برڈوخوف بھی راسپوٹین کے خیر خواہوں میں شامل تھا۔ بیرونیٹس روزن اور اس کی سہیلی شہزادی ڈولگورو کی کے گھروں میں راسپوٹین کے دیدار کے لئے لوگوں کا تانتا بندھا رہتا بیرونیس کے گھر کے بالکل قریب گاؤنٹس اگیٹیف جس نے ابتدا میں راسپوٹین کا اسٹانا سے غائبانہ تعارف کروایا تھا کا ملاقاتی کمرہ تھا جو شاہی محل سے رابطہ کا کام دیتا تھا۔ اس ملاقاتی کمرے میں بڑے بڑے سیاستدان راسپوٹین کے سامنے زانوئے ادب رہتے تھے۔ اعلیٰ خاندان کی خواتین اس کے سامنے سر جھکائے، ہاتھ جوڑے اس مسیح نو کو نجات دہندہ سمجھ کر تعظیماً کھڑی رہتی تھیں۔ اس کی اقامت گاہ پر صرف فاقہ مست ہی نہیں بلکہ اعلیٰ ترین لوگ، وزیر، بنکار، سفیر، تاجر اور کاروباری لوگ بھی مشورہ، راہنمائی اور مدد کے طالب رہتے تھے۔

راسپوٹین جب ملاقاتی کمرے میں داخل ہوتا تو لوگ تعظیماً اٹھ کھڑے ہوتے۔ سرکاری افسران احتراماً جھک جاتے اور دیہاتی لوگ راسپوٹین کے پاؤں پر گر پڑتے عورتیں ایک دوسرے کو دھکا دیتی ہوئی دیدار کے لئے کوشش کرتیں۔ وہ ان یتیم اور غریب بچوں پر پہلے دھیان دیتا جنہیں تعلیم دلوانے والا کوئی نہ ہوتا تھا۔ راسپوٹین ان کی مالی مدد کرتا یا پھر کسی صاحب حیثیت شخص کو ان کی مدد کرنے کے لئے پیغام تحریر کرواتا پھر خستہ حال بوڑھے کسانوں کی طرف رخ کرتا اور ان کی معاشی اور معاشرتی مسائل کو اپنی حیثیت کے مطابق حل کرنے کی کوشش کرتا۔ اس کے بعد سرکاری افسران اور

کاروباری حضرات کی طرف راغب ہوتا اور اپنے سفارشی خطوط تحریر کرواتا۔ وہ ایک ہاتھ سے نذرانے وصول کرتا اور دوسرے ہاتھ سے بیوہ عورتوں اور معذور لوگوں کو تھما دیتا۔

کبھی کبھار ڈھیلے ڈھالے بیش بہا قیمتی کپڑوں میں ملبوس ہوتا تو شاہی خاندان کا فرد تصور ہوتا اس کے چہرہ پر وقار اور چال ڈھال میں تمکنت تھی۔ وہ جب گھر سے باہر نکلتا تو سڑکوں پر کھڑے ہوئے لوگ اس کا پُرجوش استقبال کرتے اسے دیکھتے ہی سر سے ٹوپیاں اتار کر تعظیماً جھک جاتے ان میں خفیہ پولیس والے بھی ہوتے تھے جنہیں راسپوٹین اچھی طرح جانتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ گلوشیف کے آدمی کون کون ہیں اور کرنل میسیروف کی پولیس کے لوگ کون کون سے ہیں۔ وہ اپنی اہمیت کو جانتا تھا اسے معلوم تھا کہ ملک بھر میں اُسے مرکزی حیثیت حاصل ہے اور غیر ممالک میں بھی اس کی ذات پر غیر معمولی توجہ دی جا رہی ہے۔ یہ اعزاز اس وقت کسی روسی شخصیت کو حاصل نہ ہے۔ اسے معلوم تھا کہ پولیس، خفیہ پولیس، ایجنٹ اور ملٹری انٹیلی جنس اس کی حفاظت سے زیادہ اس پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہے۔ وہ جانتا تھا کہ اس کا ہر قدم صفحۂ قرطاس پر نقش ہو رہا ہے اور اس کی ہر حرکت حکام بالا کے نوٹس میں ہوتی ہے وہ یہ سب جانتے ہوئے بھی کسی سے خائف نہ تھا اور نہ اپنے رویے میں کسی قسم کی تبدیلی پر آمادہ تھا۔ اسے بادشاہ اور ملکہ کی ناراضگی، امراء، وزراء، بیگمات، افسروں، دوستوں، مریدوں، بیوی بچوں کے رد عمل کی کوئی پرواہ نہ تھی۔ وہ دنیاوی لذائذ اور نعمتوں کو کبھی اپنی کمزوری نہیں بناتا تھا۔ وہ بلا جھجک ہر مسئلہ میں اپنی رائے دے کر اس پر قائم رہتا اور حیران کن بات یہ تھی کہ اُس کی ہر رائے بعدازاں بالکل درست ثابت ہوتی تھی۔ لہذا حکومتی سطح پر سیاسی پالیسیوں، ملکی انتظامی اور فوجی امور کے علاوہ کلیسا کے معاملات میں بھی اس کی رائے کو معتبر سمجھا جانے لگا تھا۔

سوشل انقلابی جماعت کی جانب سے ۱۹۰۰ء سے ۱۹۰۶ء کے درمیان مزدوروں کے اندر بے چینی پیدا کی گئی، اسی طرح معاشرے کے مختلف طبقات کے اندر ایک دوسرے کے بارے میں غلط فہمیاں پیدا ہوئیں۔ قدیم کلیسا کے تعصبات کو بھی حد

سے زیادہ بڑھایا گیا حتیٰ کہ پورے ملک میں قتل اور غارت گری کا سماں پیدا ہوا۔ سوشل انقلابیوں کے دہشت پسندانہ گروپ نے جو اعلیٰ افسر مارے ان میں بوگولیپو بھی شامل تھا جو ۱۹۰۱ء میں وزیر تعلیم تھا۔ ۱۹۰۲ء میں وزیر داخلہ سپائی گن کو اس لئے مار ڈالا گیا کہ نئے قوانین کی وجہ سے یہودی خاص علاقوں سے باہر نہ رہ سکتے تھے۔ ۱۹۰۳ء میں اوفا کے گورنر برگدٹا نووچ کو مار ڈالا گیا۔ ۱۹۰۴ء میں روسی وزیراعظم کو مار دیا گیا۔ ۱۹۰۵ء میں روسی انقلاب پوری طرح شروع ہوا۔ زار کا چچا گرینڈ ڈیوک سرجیس مار ڈالا گیا۔ دسمبر ۱۹۰۵ء میں جنرل ڈبراسوف نے انقلابیوں کو کچلا لیکن دہشت پسندوں کے ہاتھوں وہ بھی مارا گیا۔

ایک روسی بحری افسر نے جو بالٹک سے پورٹ آرتھر جا رہا تھا اپنے جہازوں کو حکم دیا کہ وہ برطانوی ٹرالر بیڑہ پر جو شمالی سمندر میں مچھلیاں پکڑ رہا تھا گولہ باری کرے۔ اس کا برطانیہ میں ردعمل اس قدر شدید ہوا کہ جنگ ہوتے ہوتے رکی۔ اس واقعہ کی وجہ سے بہت سے برطانوی بحری افسروں اور برطانوی تجارتی بحریہ کے افسروں نے جاپان کی ملازمت اختیار کی۔ جاپانی حکومت کو بین الاقوامی قرضوں سے مدد دی جارہی تھی جس کا انتظام جیکب شف (نیویارک) نے کیا۔ روس کے خلاف جنگ میں جاپان کی امداد کو جائز قرار دیا گیا۔ اس نے زار کے سفیر کاؤنٹ وٹ کے نام ایک خط میں لکھا کہ:

> "کیا یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ ایسا ملک جس میں یہودیوں کو ذلیل کیا جا رہا ہو اس کے بارے میں امریکی یہودیوں کا ردعمل مثبت ہو۔ اگر نئی حکومت نے یہودیوں کے خلاف اقدامات کو واپس نہ لیا تو وہ وقت دور نہیں جب ایسے ملک سے جو یہودیوں کے حق میں کانٹے کا بستر بن رہا ہو یہودی نقل مکانی کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ مہذب دنیا کو اس کے نتیجہ میں خاصے مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا۔ تاہم یہ مسئلہ تو کسی نہ کسی طرح حل ہو جائے گا۔ لیکن آپ جو ایک دوراندیش معیشت دان بھی ہیں اور سیاست دان بھی۔ یہ بات سمجھ سکتے ہیں کہ روس کی قسمت پر ہمیشہ ہمیشہ کے

لئے مہر لگ جائے گی"۔

روس جاپانی جنگ بین الاقوامی بنکاروں نے اس لئے شروع کی تھی کہ ایسے حالات پیدا کر دیئے جائیں جن میں زار کا تختہ الٹنے کے لئے مناسب حالات پیدا ہو جائیں اور انقلابی کوششیں کامیاب ہو سکیں۔ بین الاقوامی بنکاروں کا منصوبہ اس وقت ناکام ہو گیا جب یہودیوں کی رہنمائی میں بالشویک نے از خود روس میں انقلاب شروع کر دیا۔ انقلاب کے بانی لینن کا اصلی نام ولاڈا امیر الائی ٹچ یولی ناف تھا۔ لیکن وہ اپنی تحریروں میں لینن کا نام استعمال کرتا تھا اور اسی نام سے موسوم ہوا۔ لینن ۱۸۷۰ء میں دولگا کے کنارے واقع شہر سیمبرک میں پیدا ہوا۔ اُس کا باپ اسکولوں کا انسپکٹر تھا۔ اُس کے بڑے بھائی کو ۱۸۸۷ء میں زار الیگزینڈر سوم پر قاتلانہ حملہ کی سازش کے الزام میں پھانسی دی گی۔ جس کے نتیجہ میں لینن نے اپنی نئی زندگی کا آغاز کیا۔ ۱۸۹۲ء میں سینٹ پیٹرز برگ یونیورسٹی سے قانون کا امتحان پاس کیا۔ ۱۸۹۴ء میں بورژوائی لٹریچر میں "مارک ازم" کی جھلک کے عنوان سے ایک پمفلٹ لکھا۔

ابھی بیس سال کا تھا کہ وہ انقلابی پارٹی کے رہنماؤں کے ساتھ ملنے جلنے لگا۔ بین الاقوامی بنکاروں نے یہودی آبادیوں میں انقلابی سرگرمیوں کے لئے اُسے سرمایہ کی مدد فراہم کی اور وہ اس کی راہنمائی بھی کر رہے تھے۔ ۱۸۹۵ء میں پچیس سال کی عمر میں وہ سوئیزر لینڈ گیا اور وہاں پلیخانوف سے ملا جو روس سے بھاگ کر آیا ہوا تھا۔ اور ضبط شدہ لٹریچر کو روس بھیجنے کا بندوبست کیا۔ فیفن اور پلیخانوف جو دونوں یہودی تھے نے ویرا، لیوڈمش لیکسی لارڈ اور جولیس زیڈریام نامی انقلابی افراد کے ساتھ جو سب کے سب یہودی تھے اشتراک عمل شروع کیا اور بین الاقوامی پیمانے پر ایک مارکسی تحریک شروع کی جس کا نام "گروہ برائے آزادی مزدور" رکھا گیا۔ زیڈریام لینن کی طرح نوجوان شخص تھا۔ اس نے یہودی آبادیوں میں ظالم اور دہشت گرد کی شہرت پائی وہ مارٹوف کے نام سے منشیوک کا راہنما بنا۔ جبکہ لینن بالشویک کی قیادت کر رہا تھا۔ ۱۹۰۵ء میں منشیوک کے انقلاب کی کوشش ناکام رہی تو لینن نے کومنزٹن کی بنیاد رکھی جس کا پورا نام سنٹرل انٹرنیشنل ریوولیوشنری پلاننگ کمیٹی تھا۔ اُس نے اپنی پالیسی

کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ جس حکومت کا ہمیں تختہ الٹنا ہے ہمیں وسائل بھی انہی سے چھین کر استعمال کرنا چاہیں۔ اس نے ہر نوجوان انقلابی رکن کی تربیت کے لئے یہ لازم قرار دیا کہ وہ بہادری کا کوئی کارنامہ سرانجام دے۔ ان کارناموں میں بینک لوٹنا، کسی جاسوس کو ٹھکانے لگانا یا پولیس اسٹیشن کو اڑانا وغیرہ شامل تھا۔

لینن نے اس بات پر بھی زور دیا کہ ہر وہ چیز جو انقلابی جماعت کا کام بڑھانے میں مدد دیتی ہے۔ چاہے وہ قانونی ہو یا غیر قانونی ہر اعتبار سے جائز ہے۔ قانونی طور پر کام کرنے والوں کا اصل کنٹرول غیر قانونی کام کرنے والوں کے پاس ہونا چاہیے۔ امریکہ اور کینیڈا میں کمیونسٹ اسی اصول پر کام کرتے ہیں۔ لیبر پراگریسو پارٹی میں کام کرنے والے کمیونسٹ اس بات کا خاص طور پر خیال رکھتے ہیں کہ وہ زیر زمین تحریک کے غیر قانونی کاموں میں ملوث نہ ہو جائیں لیکن جہاں تک زیر زمین کام کرنے والے لوگوں کا تعلق ہے وہ تمام کام کی نگرانی کرتے ہیں اور اس سے ان کو مالی فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں۔

۱۸۹۵ء میں انہوں نے پے در پے ہڑتالیں کروائیں۔ کامیاب ہڑتالیں ہنگاموں کی شکل اختیار کر گئیں۔ لہذا ان باغیانہ سرگرمیوں کی وجہ سے لینن کو گرفتار کرلیا گیا اسے چودہ مہینے کی سزا دی گی اور اس کے بعد اسے خوبصورت یہودی بیوی اور سویڈش زبان بولنے والی ماں سمیت جلاوطنی کی زندگی بسر کرنے کے لیے سائبیریا بھیج دیا گیا۔ قید کے دوران لینن روسی حکومت سے سات روبل اور ۴۰ کوپک ماہوار وظیفہ لیتا رہا۔ لینن کی جلاوطنی کے زمانے میں مارٹووف اور ایک دوسرا جلاوطن پوٹریسوف دونوں اس کے ساتھ تھے۔

فروری ۱۹۰۰ء میں لینن جلاوطنی کی سزا ختم ہونے پر سوئیزلینڈ چلا گیا اور اسکرا (چنگاری) نام کا اخبار نکلا۔ اس کے ادارتی بورڈ پر پرانے انقلابی رہنما پلیخانوف، زاسولچ اور ایکسلارڈ اور نئے لوگوں میں لینن، پوٹریسوف اور مارٹوف تھے۔ لینن کی بیوی بورڈ کی سیکرٹری تھی۔ ٹراٹسکی اخبار کے ادارتی بورڈ میں دو سال بعد شامل ہوا۔ اس اخبار کی کاپیاں روس اور دوسرے ملکوں میں زیر زمین تنظیم کے ذریعے تقسیم کی جاتی تھیں۔ اس

کام میں گرینڈ اور ئنٹ مینز شریک تھے۔

۱۹۰۳ء میں اتحاد کانگریس بلائی گئی۔ اس کانگریس میں روسی سوشل ڈیماکریٹ، روزالکسمبرک کے پولش سوشل ڈیمارکریٹ، گروہ برائے آزادی مزدور اور میکسمالسٹ گروپ شریک ہوئے۔ اس کانگریس میں سٹالن نچلے درجے کے رہنما کی حیثیت سے لینن کے ساتھ منسلک ہوا۔ کانگریس نے مختلف علاقوں اور گروپوں کے رہنماؤں کے درمیان اتحاد کی ضرورت پر زور دیا۔ یہ کانگریس تاریخی نوعیت کی تھی۔ کیونکہ اس کانگریس کے دوران "اسکریوں" (چنگاری والوں) میں اختلافات کھل کر سامنے آ گئے۔ لینن بالشویک (اکثریت) کا لیڈر بنا جبکہ مارٹوف منشیوک (اقلیت) کا رہنما قرار پایا۔

جنوری ۱۹۰۵ء میں روس جاپان کے ساتھ جنگ میں مشغول تھا۔ روس کی مغرب سے مشرق جانے والی ریلوے لائن کٹ چکی تھی۔ سبوتاژ کی کارروائیوں کی وجہ سے سامان رسد رکا ہوا تھا۔ ۲ جنوری کو روسی عوام کو یہ اندوہناک خبر ملی کہ پورٹ آرتھر پر جاپانیوں کا قبضہ ہوگیا ہے۔ انہیں ایک دوسرے درجے کی طاقت سے شکست کھانا پڑی تھی۔

۲ جنوری کو جب جنگ کے محاذ پر شکست کی یہ خبر ملی تو سینٹ پیٹرز برگ میں مزدوروں کے ہنگامے شروع ہوگئے۔ ہڑتال کا نعرہ لگا لیکن فادر گیپن نے جو کہ مزدور رہنما ہونے کے علاوہ روسی قدیم کلیسا کا پادری بھی تھا نے کہا کہ وہ براہ راست زار سے بات کرے گا، تاکہ معاملات سلجھ سکیں۔ مزدوروں کی اکثریت نے یہ بات مان لی لیکن انقلابیوں نے اس کی مخالفت کی۔

اتوار ۲۲ جنوری ۱۹۰۵ء کی دوپہر کو فادر گیپن کی قیادت میں ہزاروں مزدورں نے اپنی بیوی بچوں کے ہمراہ زار کے محل تک ایک جلوس نکالا، یہ جلوس بالکل پُرامن تھا اور اس جلوس میں لوگوں نے زار کو "چھوٹا باپ" قرار دینے والے کتبے بھی اٹھا رکھے تھے۔ محل کے دروازے پر کسی قسم کی پیشگی اطلاع کے بغیر جلوس کو اچانک مشین گن اور رائفلوں کی باڑ کا سامنا کرنا پڑا۔ سینکڑوں کارکن اور ان کے خاندان گولیوں سے بھون دیے گئے۔ اس سانحہ کی ذمہ داری زار پر ڈالی گئی۔ لیکن جن لوگوں نے اس سانحہ

کی تحقیقات کی وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ اس سانحہ کی تمام تر ذمہ داری دہشت پسند گروہ پر تھی جو غیر یہودی کارکنوں کے دل میں زار کی نفرت بٹھانا چاہتے تھے۔ اس سانحہ کی وجہ سے وہ ہزاروں مزدور اور کارکن جو زار کے حامی تھے اور اسے "چھوٹا باپ" کہا کرتے تھے انقلابیوں کی حمایت کرنے لگے۔

اس واقع کے بعد ہزاروں لاکھوں وفادار پُرامن صنعتی کارکن سوشلسٹ جماعت کے ساتھ شامل ہو گئے اور یہ تحریک آگ کی طرح باقی شہروں میں بھی پھیل گئی۔ زار نے بغاوت روکنے کی کوشش کی لیکن بُری طرح ناکام رہا۔ فروری میں اس نے سینٹ پیٹرز برگ کے سانحے کی تحقیقات کے لے شدلاوسکی کمیشن بٹھایا۔ اگست میں سیاسی قیدیوں کو آزاد کر دیا اور عام معافی کا اعلان کیا۔ اس معافی کے اعلان کے تحت لینن اور دوسرے بالشویک رہنما اکتوبر میں سوئزرلینڈ سے واپس روس آ گئے۔ زار جو کچھ بھی کرتا اب انقلاب کی لہر رک نہ سکتی تھی۔

۲۰ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو منشیوک کے اعلان پر تمام روس میں ریلوے یونین نے ہڑتال کر دی۔ ۲۵ اکتوبر کو ماسکو بھی عام ہڑتال کی لپیٹ میں آ گیا۔ ۲۰ اکتوبر کو انقلابی پیٹرز برگ سویٹ کا قیام عمل میں آیا۔ اس سویٹ پر منشیوک کا قبضہ تھا۔ لیکن سوشل انقلابی پارٹی کے نمائندے بھی شریک تھے۔ پہلا صدر زیوروسک مانشیوک تھا۔ اس کی جگہ جارجی نصر سامنے آئے اور اس کے بعد ۹ دسمبر ۱۹۰۵ء کیو ٹراٹسکی صدر بنا۔ ۱۶ دسمبر کو ایک فوجی دستہ نے ٹراٹسکی اور سویٹ حکومت کے ۳۰۰ ارکان کو گرفتار کر لیا۔

انقلاب ختم نہ ہوا۔ ۳۰ دسمبر کو پاروس نامی ایک یہودی نے سویٹ منتظم کی حیثیت سے چارج سنبھالا اور سینٹ پیٹرز برگ میں ہڑتال کے لئے اعلان کیا جس میں ۹۰ ہزار کارکنوں نے شرکت کی۔ اگلے دن ڈیڑھ لاکھ کارکنوں نے ماسکو میں ہڑتال کی۔ چیٹا کالنک اور روسٹو میں کھلم کھلا بغاوت ہوئی۔ ۳۰ دسمبر کو معجزانہ طور پر فوج اور حکومت کے افسروں نے صورت حال پر قابو پایا اور انقلاب کو ختم کر ڈالا۔

۱۹۰۸ء میں بوشویک نے "پرولتاریہ" کی اشاعت شروع کی۔ لینن ڈبرووٹسکی

اور زنوویو اور کامینیف اس کے ایڈیٹر تھے۔ منشیوک نے ایک اور رسالہ نکالا۔ ان تمام رسالوں کے ۹ ایڈیٹروں میں سے دو کے علاوہ باقی سب یہودی تھے۔ ٹراٹسکی نے ایک نیم آزاد پرچہ "وی آنا پراوڈا" نکالا۔ ۱۹۰۹ء میں لینن کو دو یہودی لیڈروں زنوویو اور کامینیف کی غیر مشروط حمایت حاصل ہو گئی۔ ان کو تین یار کے نام سے پکارا جانے لگا۔

۱۹۰۷ء میں لندن میں روسی سوشل ڈیما کریٹ لیبر پارٹی کی پانچویں کانگریس کے بعد لینن نے اپنے نئے شاگرد سٹالن کی وفاداری اور بہادری کو آزمانے کا فیصلہ کیا۔ وہ دوسرے انقلابی گروہوں کے رہنماؤں کو یہ بتانا چاہتا تھا کہ وہ معاشی طور پر آزاد ہے۔ مقصد کی تکمیل کے لئے اس نے سٹالن کو طفلس بینک لوٹنے کا حکم دیا۔ سٹالن نے اس کام کے لئے اپنے ساتھ ارمنی پیٹرویان کو ملایا جس نے بعد میں اپنا نام کامور کھ لیا تھا۔ انہیں معلوم ہوا کہ خاصی بڑی رقم سواری کے ذریعے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کی جا رہی ہے۔ انہوں نے راستہ میں حملہ کیا۔ پیٹرویان نے بم پھینکا جو اس قدر طاقتور تھا کہ رقم لے جانے والے مضبوط بکس کے علاوہ سب کچھ اڑ گیا۔ تیس آدمی مر گئے۔ اس میں ڈھائی لاکھ روبل ہاتھ آئے۔ لوٹ کا یہ مال لینن کو دے کر سٹالن نے اپنی وفاداری اور ہونہار رہنما ہونے کا ثبوت دیا۔

بالشویک کو کرنسی استعمال کرنے میں دشواری پیش آئی۔ کیونکہ اس کے اکثر نوٹ ۵۰۰ روبل کے تھے۔ لینن نے یہ نوٹ اپنے وفادار ارکان کو دے کر مختلف ممالک میں بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ انہیں کہا گیا کہ وہ ایک ہی روز اسے مختلف مقامات پر استعمال کریں۔ اس مشن میں سے دو افراد پولیس کے ہتھے چڑھ گئے۔ ان میں سے ایک ارلگاراوچ تھا۔ جس نے زنوی سے شادی کی جو لینن کی دوست تھی۔ دوسرا امیر وللچ تھا جس کا اصل نام فنکل سٹین تھا۔ یہ شخص سٹالن کے وزیر خارجہ کی حیثیت سے ۱۹۳۰ء سے ۱۹۳۹ء تک میکسم لوئی نوف کے نام سے حکومت میں خاصا معروف رہا۔

۱۹۰۵ء کا انقلاب ختم ہو چکا تھا۔ زار نکولائی دوم بڑے اچھوتے اور منفرد قسم کے اقدامات میں مصروف تھا۔ اس نے روس کی بادشاہت کو محدود بادشاہت میں تبدیل کرنا

چاہا۔ جب ڈوما بن گئی تو پیٹر سٹالپن کو وزیراعظم بنا دیا گیا۔ جس نے خاصی اصلاحات کیں۔ اس نے نیا دستور بنایا جس میں روسی کسانوں کو جو مملکت کا ۸۵ فیصد تھے سول حقوق دیئے اس کی زمین کی اصلاحات نے کسانوں کو خاصی مالی امداد فراہم کی۔ اب وہ اپنے کھیت خرید سکتے تھے۔ اس کا خیال یہ تھا کہ اشتراکی نقطۂ نظر کو ختم کرنے کا منطقی طریقہ یہ ہے کہ افراد کی ملکیت کو زیادہ سے زیادہ تقویت دی جائے۔ ان زرعی اصلاحات میں راسپوٹین نے بنیادی کردار ادا کیا۔ دوسری طرف انقلابی رہنما سیاسی اور معاشی قوت غصب کرنا چاہتے تھے۔ وہ ان اصلاحات سے قطعاً مطمئن نہ تھا۔ ۱۹۰۶ء میں دہشت پسند گروہ نے سٹالپن کو ختم کرنا چاہا انہوں نے اس کا گھر بم سے تباہ کر دیا۔ دوسرے کئی حملے کئے گئے جو ناکام رہے۔ لیکن ستمبر کی ایک رات کو کیو تھیٹر میں تماشا دیکھتے ہوئے اسے ہلاک کر دیا گیا۔ اس کا قاتل وکیل تھا۔ جس کا نام مارڈچائی بوگروف تھا۔

۱۹۱۱ء میں راسپوٹین بولسک میں اپنے پسندیدہ شخص ورناوا کو بشپ مقرر کروا کر کلیسائی شہزادوں کو شکست دے چکا تھا۔ یہ شخص ایک خانقاہ کے مالی کا بیٹا تھا اور راسپوٹین کا ابتدائی زندگی میں دوست رہ چکا تھا۔ راسپوٹین کو اب مکمل یقین ہو گیا تھا کہ شاہی خاندان کے افراد ان کے آگے بے بس ہیں اور وہ اس وقت کا سب سے طاقتور شخص ہے۔ لہذا اس نے ملکی اور سیاسی معاملات میں بالواسطہ اقتدار و تصرف کا مظاہرہ کرنا شروع کر دیا۔

راسپوٹین کی اب خواہش تھی کہ حکومت کے ہر شعبہ میں اس کا قابل اعتماد کوئی نہ کوئی شخص موجود ہو جو اسے شہنشاہ اور ملکہ کے خلاف ہونے والی کاروائی سے اطلاع دیتا رہے لہذا اس نے وزارت داخلہ میں ایک ایسے شخص کا انتخاب کیا جس کا سیاسی داؤ پیچ میں خاصا تجربہ تھا۔

اس شخص کا نام بینویلوف تھا یہ یہودی النسل تھا اور ماضی میں وزارت داخلہ سے منسلک رہنے کی وجہ سے سیاسی جوڑ توڑ میں خاصی مہارت رکھتا تھا۔ لڑکپن سے پرنس بیشکر کے زیر اثر رہا جس کی وجہ سے عادات، مزاج اور لباس میں وہ پرنس کی نقل کرتا تھا۔ اعلیٰ سوسائٹی میں متعارف تھا اور ملک کے لئے بڑی اہم اور قابل قدر خدمات سرانجام

دسے چکا تھا متعدد خطابات اور انعامات حاصل کرچکا تھا اس نے پیرس میں رہ کر حکومت کے خلاف انقلابی تحریک کے سرغنوں کا سراغ لگایا۔ روم، لندن اور ہیگ میں اس تحریک کی پشت پناہی کرنے والوں کے منصوبوں کو ناکام بنایا۔ وی آنا اور سٹاک ہوم میں روس کے جاسوسوں کی تنظیم بنائی اور جاپان اور جرمنی کے سفارت خانوں سے کئی اہم راز چرائے۔

وطن واپسی پر مینویلوف نے داخلی سیاست کو اپنایا۔ متحارب سیاسی گروپوں کے لئے بیک وقت کام کیا۔ کاؤنٹ وٹ کے خفیہ کاغذات اس نے حزب اختلاف کے ہاتھوں فروخت کئے سرکاری اہم دستاویزات اور خفیہ راز اس نے مشہور انقلابی پرٹیسیف جس نے بعد میں امریکہ میں زار کے خلاف انقلاب پسندوں کو منظم کیا تھا کے پاس فروخت کیئے۔ اس نے پادری گیپن کو حکومت کے خلاف اکسایا جس کی وجہ سے "روس پر خونی اتوار" کا واقعہ پیش آیا۔ اس روز شاہی محل کے سامنے اتنا خون بہا کہ زمین لالہ زار ہوگئی تھی۔ اس کے بعد پادری گیپن کو قتل کروا دیا گیا۔ یہ وہی مینویلوف ہے جس نے پولیس کی رپورٹوں کی نقول حاصل کر کے فروخت کیں جن کی بنیاد پر راسپوٹین کو دنیا کا خبیث ترین انسان قرار دیا گیا۔

شروع شروع میں یہ شخص راسپوٹین کے خلاف تھا اور راسپوٹین کے جانی دشمن جنرل بوگڈنیووچ کا دستِ راست تھا۔ لیکن جب اسے معلوم ہوا کہ وزیر داخلہ میکلاکوف راسپوٹین کا طرفدار ہے تو اس نے راسپوٹین کو اعتماد میں لیتے ہوئے جنرل بوگڈنیووچ کے تمام عزائم اور منصوبوں سے آگاہ کر دیا۔ جس کے باعث راسپوٹین بروقت چوکنا ہوگیا۔ پولیس کے سربراہ بلٹسکی نے بھی مینویلوف کو راسپوٹین کے خلاف جاسوسی کرنے کو کہا پہلے تو اس نے بخوشی قبول کرلیا لیکن ساتھ ہی راسپوٹین کو بتا دیا۔ راسپوٹین مینویلوف سے کافی حد تک متاثر ہوچکا تھا لہذا اس نے اس کا تعارف ملکہ سے کروایا اور ملکہ کی ہدائت پر اسے وزیراعظم گورمیکن کا سیکرٹری مقرر کر دیا گیا۔ اس طرح راسپوٹین نے وزارت عظمیٰ میں اپنا عمل دخل قائم کیا۔

۱۹ اگست ۱۹۰۵ء میں راسپوٹین دریا کے راستے پوکردوسکی جا رہا تھا۔ وہ جس جہاز

میں سوار تھا اسی جہاز میں اس کے علاقہ کے فوجی چھٹیوں پر بولسک جا رہے تھے۔ راسپوٹین نے راستہ میں ان فوجیوں کو کھانا کھلایا اور کھانے کے بعد رقص و سرور کی محفل جمی جس میں راسپوٹین نے ان فوجیوں کے سروں پر نوٹ برسائے جو فوجی قواعد و ضوابط کے منافی تھا۔ اس واقعہ کو سیاسی رنگ دیا گیا۔ وزیر داخلہ نیکر ٹیوف نے یہ رپورٹ پہلے وزیر قانون اور پھر وزیراعظم گورمیکن کو بھیجی۔ پولیس کے سربراہ بلٹسیکی نے پینترہ بدلتے ہوئے یہ سب کچھ اپنا پروبودا کے ذریعہ ملکہ تک پہنچا دیا۔ ملکہ نے جب راسپوٹین سے اس واقعہ کی تصدیق چاہی تو اس نے کہا کہ "اس نے فوجیوں کی خاطر مدارت زار کا زیادہ وفادار بنانے کے لئے کی تھی تاکہ وہ اس کے دور میں بادشاہت کے قائل ہوں اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کو فوج میں بھرتی ہونے کی ترغیب دیں" ملکہ اس کی اس سخن سازی سے نہ صرف مطمئن ہوئی بلکہ اس نے شہنشاہ کو یہ تاثر دیا کہ وزیراعظم اور وزیر دفاع اُن کے خلاف کسی بڑی سازش کے محرک ہیں۔ اس واقعہ کے بعد راسپوٹین وزیراعظم گورمیکن اور وزیر داخلہ نیکر ٹیوف کے سخت خلاف ہو گیا۔ اس نے ینویلوف کی مدد سے اداکارہ برما اور لووا کے گھر میں بورس اسٹرمرد سے ملاقات کی جو بے حد کامیاب رہی۔ ان دنوں راسپوٹین کی کوششوں سے ایسے حالات پیدا ہوئے جن کے باعث وزارتوں میں تبدیلی ناگزیر سمجھی گئی۔ لہذا ینویلوف کی صلاح اور راسپوٹین کی خواہش کے عین مطابق وزارتوں میں تبدیلی عمل میں لائی گئی۔ وزیراعظم گورمیکن کو وزارت عظمیٰ سے فارغ کر دیا گیا اور اس کی جگہ اسٹرمرو کو وزیراعظم مقرر کیا گیا اور پرنس نیکر نیوف کی جگہ خودسٹوف کو وزیر داخلہ بنایا گیا۔ اس تبدیلی سے راسپوٹین اس حد تک مطمئن ہو گیا کہ وزیراعظم اس کی اپنی خواہش کے مطابق مقرر کیا گیا ہے اور اب وزارتِ عظمیٰ اس کے اپنے ہاتھ میں ہے۔ اسی طرح وزارتِ داخلہ میں ینویلوف کے علاوہ وزیر داخلہ خودسٹوف بھی اس کا اپنا آدمی ہے۔ راسپوٹین نے داخلی معاملات پر اپنی گرفت مضبوط کرتے ہوئے خارجہ پالیسیوں پر بھی اثرانداز ہونا شروع کر دیا۔ راسپوٹین کے اقتدار اور اثر کی واضح تصویر جنگ کے دوران نظر آتی ہے۔

راسپوٹین جنگ کا سخت مخالف تھا وہ کہتا تھا کہ "جنگ کے نقصانات کا نشانہ

ہمیشہ نچلا طبقہ بنتا ہے۔ تمام مالی اور جانی قربانیاں ان غریب آدمیوں کو ہی دینا پڑتی ہیں۔" پہلے راسپوٹین سیاسی اور فوجی معاملات میں دخل اندازی شاہ کی فہمائش کی حد تک کرتا تھا۔ بعدازاں اس نے فوجی معاملات میں دخل اندازی شروع کر دی اور کہا کہ روس کو جرمنی کے ساتھ گفت و شنید کر کے جنگ ختم کر دینی چاہیے۔ یہ بات روس کے فوجی جرنیلوں اور اتحادیوں کے لئے ناگوار تھی چنانچہ جہاں روس میں راسپوٹین کے دشمن موجود تھے وہاں غیر ملکوں کے سفیر بھی اس کے دشمن ہو گئے جن میں برطانیہ اور فرانس کے سفیر پیش پیش تھے۔

زار کے دور میں روس قدیمی کلیسا کے محافظ ہونے کی وجہ سے خود کو یونانیوں اور بلقان کے رہنے والوں کے حقوق کا علمبردار قرار دیتا تھا۔ پیٹر اعظم نے اپنی وصیت میں لکھا تھا کہ "غیر متحد اور منتشر یونانیوں کے اوپر کلیسا کے اثرات کا پورا فائدہ اٹھایا جائے۔ یہ ہنگری، ترکی اور پولینڈ کے جنوبی حصے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ان کے محافظ ہونے کا دعویٰ کیا جائے اور ان پر مذہبی تحکم جمایا جائے اس بہانے اور ان کی مدد سے ترکی کو فتح کیا جائے"۔ اس وصیت کو سامنے رکھتے ہوئے ۱۹۱۲ء میں جب ڈیوک نکولاٹیوچ نے زار روس کو بلقان کے معاملات میں مداخلت پر اکسایا تو راسپوٹین نے اس کی شدت سے مداخلت کرتے ہوئے شاہ سے کہا کہ:

> "سوچیئے اس سے آپ کا اور آپ کے لوگوں کا کیا حشر ہوگا۔ آپ کے دادا نے ترکی کی غلامی کا جوا اتار پھینکنے کے لئے بلغاریہ کی مدد کی تو بلغاریہ نے اس کا کیا صلہ دیا تھا۔ اگر آپ بلقان کی مدد کے لئے فوجیں بھیجیں گے تو کیا ہمارے باپ دادا کی روحیں خوش ہوں گی فرض کیجئے ہم کامیاب بھی ہو گئے۔ تب کیا ملے گا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں اپنے بھائیوں کی مدد کرنی چاہیے لیکن کیا قابیل ہابیل کا بھائی نہ تھا ہر عمل کے دامن میں فطری قانون کام کر رہا ہوتا ہے۔ جب عمل ہوتا ہے تو اس کے ساتھ نتیجہ کا ظہور و نمود ہوتا ہے۔ فطرت کے مقررہ قوانین غیر متبدل ہوتے ہیں یکساں

ہوتے ہیں اور عالمگیر ہوتے ہیں۔ اس لئے جس عمل سے جو نتیجہ
ماضی میں ظہور ہوچکا ہے وہی حال میں ہوگا اور وہی مستقبل میں لہذا
ماضی کے آئینہ میں اپنے حال اور مستقبل کو دیکھیے۔"

راسپوٹین کے اس مشورہ پر شاہ نے بلقان کے معاملہ میں دخل اندازی کرنے سے انکار کر دیا جس پر جنرل نکولا ٹیووچ بڑا برہم ہوا۔

۱۹۰۰ء سے ۱۹۱۴ء تک لینن روس کی انقلابی تحریک کی راہنمائی کرتا رہا۔ زار روس کی حکومت نے پہلی عالمی جنگ میں شرکت کی اُس نے حکومت کے خلاف اپنی سرگرمیاں تیز کر دیں اور اُس نے روس کے مزدوروں کو اس بات پر آمادہ کیا کہ جب روس کو شکست ہو تو وہ فوراً انقلاب برپا کر دیں اور حکومت کا تختہ الٹ دیں۔ ۱۹۱۴ء میں پہلی جنگ عظیم شروع ہوئی تو راسپوٹین تیونس کے ہسپتال میں زیر علاج تھا۔ اس نے ہسپتال سے ٹیلیگرام کے ذریعہ زار کو تنبیہ کی کہ جس قیمت پر بھی ہو جنگ سے احتراز کیا جائے۔ اس طویل ٹیلیگرام میں اس نے جنگ کی بربادیوں اور عوام خصوصاً سائبیریا کے مفلوک الحال کاشتکاروں کی تباہی کی منظر کشی کرتے ہوئے کہا کہ "اگر میں صاحب فراش نہ ہوتا تو کبھی بھی روس کو جنگ میں شریک نہ ہونے دیتا"۔

راسپوٹین نے فرانسیسی سفیر پلیولوگ سے ایک ملاقات کے دوران بڑے دکھی انداز میں کہا کہ:

"جنگ سے کیا ملتا ہے۔ بے شمار لاشیں، ان گنت زخمی، اندھا دھند تباہیاں اور کبھی نہ مٹنے والے آنسو، ان بد نصیبوں کا تصور کرو جو محاذ جنگ سے کبھی واپس نہ لوٹیں گے اور جن کے پانچ چھ حتیٰ کہ دس دس رونے والے پیچھے رہ جائیں گے۔ جو لوگ واپس آ بھی جاتے ہیں ان کا کیا حشر ہوتا ہے۔ اف خدایا۔ وہ کیا سے کیا بن جاتے ہیں۔ لنگڑے لولے، اندھے اور اپاہج، کتنا ظلم ہے۔ اپنی سلطنتوں کی حدیں بڑھانے کے لے حکمران کتنے بے گناہوں کو زندہ درگور کر دیتے ہیں۔ سال ہا سال سے ہمارے کھیتوں میں

فصلیں نہیں اُگتی ہیں۔ اناج کہاں سے آئے گا۔ کاشتکاروں کی آنکھوں میں آنسو ہیں۔ وہ تباہ حال ہو چکے ہیں۔ تم ان کی فریاد اور ماتم پر کان نہیں دھرتے کیونکہ زمانہ کی چیخ و پکار تمہارے کانوں میں گونج رہی ہے۔ لیکن یہ غریب لوگ تمہارے نغمے سن رہے ہیں۔ تم دنیاوی مسرتوں اور لہو و لعب کی پیداوار ہونے کے باعث اپنے دل و دست جہالت کے حوالے کر دیتے ہو۔ کیونکہ جہالت کی نرم و نازک انگلیوں کا عکس بڑا مسحور کن اور ترغیب انگیز ہوتا ہے۔ تمہارے قہقہوں میں کھوپڑیوں کی چٹخنے کی آوازیں، بیڑیوں کی جھنکار اور دوزخ کی آہ و بکا شامل ہے۔ یہ لوگ بیواؤں کی مظلومی و بے چارگی اور یتیموں کی بدبختی پر روتے ہیں اور تمہیں سونے کی چمک کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ یہ لوگ فقیروں کی آہ و زاری اور مظلوموں کی پکار پر روتے ہیں اور تمہارے کانوں تک صرف جام و ساغر کی کھنک کے سوا کوئی آواز نہیں پہنچتی۔ یہ لوگ روتے ہیں کہ اُن کی روحیں ذاتِ خداوندی سے الگ ہو کر خاکی جسم کے خول میں قید ہو گئی ہیں اور تم اپنے جسم کے اطمینان اور خوشی کی خاطر خوش ہوتے ہو۔ تم لوگوں نے غلاموں کی کھوپڑیوں سے اہرام تعمیر کیے لیکن اہرام آج ریگزار میں کھڑے تمہاری تمنا اور ان غریب لوگوں کی بقا کی کہانیاں سنا رہے ہیں۔ تم نے کمزوروں کی ہڈیوں پر بابل کے باغ اُگائے اور مجبور و بے کس لوگوں کی قبروں پر نینوا کے محل کھڑے کئے لیکن آج بابل و نینوا کھنڈروں کا روپ دھار چکے ہیں۔ تم نے نفسانی خواہشوں کی خاطر ہزاروں لاکھوں عورتوں کو ننگ و بدکاری کے جہنم میں جھونک دیا ہے۔ تیز دار تلواروں سے خون کی ہزاروں ندیاں بہا دیں اور اپنے خونخوار پنجوں سے لاکھوں بے

گناہوں کو چیر پھاڑ ڈالا۔ یہ لوگ تمہارے لیے محل تعمیر کرتے ہیں
اور تم ان کے لئے قبریں کھودتے ہو۔ خوب سمجھ لو کہ عوام جتنے
پسماندہ اور دکھی ہوں گے اتنا ہی تخت و تاج کے لئے زبردست
خطرہ ہوں گے۔ جمہوریت کا نعرہ ایسے ہی حالات کی پیداوار ہے۔
تم یہ بات بادشاہ کو بھی بتا دینا۔"

راسپوٹین کی جنگ میں شامل نہ ہونے کی رائے کو فوجی جرنیلوں نے درخور اعتنا نہ سمجھا اور روس جنگ میں کود پڑا۔ جبری بھرتی کا اعلان کیا گیا۔ راسپوٹین نے جبری بھرتی کی زبردست مخالفت کی۔ کیونکہ اس جبری بھرتی کے ذریعہ متاثر ہونے والے تقریباً تمام کسان تھے اور کسانوں کا زمینیں چھوڑ کر محاذِ جنگ پر جانا معیشت کی تباہ و بربادی تھی۔ وہ کہتا تھا کہ:

"روس میں مختلف ثقافتیں موجود ہیں۔ ایک طرف خانہ بدوش گھڑ سواروں کی روائت روسی خمیر میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے اور دوسری طرف سلافوی کاشتکار ہیں جو جنگی مہارت نہیں رکھتے اور نہ ہی کسی غیر ملکی استبداد کا مقابلہ کرنے کی ان میں صلاحیت موجود ہے۔ وہ اجتماعی زندگی کے بارے میں مثبت اور خوشگوار نظریات رکھنے والے لوگ ہیں ان میں میانہ روی، جذبات پر کنٹرول، معاشرتی تعلقات میں خوشگواری پیدا کرنے کی جرأت تو موجود ہے لیکن وہ لڑائی کو اس لئے بُرا سمجھتے ہیں کہ اس سے انتقامی جذبات پیدا ہوتے ہیں اور وہ مچھر کو بھی اچھا سمجھتے ہوئے مارنے سے گریز کرتے ہیں۔ وہ کسی قسم کی دفاعی اور جارحانہ جنگ کرنے کے لئے قطعاً تیار نہیں ہوتے اور ایسے جنگلوں میں جا چھپتے ہیں جہاں انہیں ڈھونڈنا آسان نہیں ہوتا۔ ان کے یہاں ایسے لوگ بھی موجود ہوتے ہیں جو دلدلوں اور جھیلوں میں چھپ جاتے ہیں اور بانس کی نلکیوں کے ذریعے اس وقت تک سانس لیتے رہتے ہیں

جب تک کہ خطرہ ٹل نہ جائے۔ اس طرح ان کسانوں کو محاذِ جنگ پر لے جانا قطعاً ملکی مفاد میں نہیں ہے۔"

جرنیلوں نے جبری بھرتی کے مسئلہ کو اپنی انا کا مسئلہ بنایا اور کہا کہ جتنی زیادہ فوج ہوگی فتح میں آسانی ہوگی۔ راسپوٹین نے اس جبری بھرتی کے خلاف ملکہ کو اپنے نقطہ نظر سے آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ:

"مملکت روس دو مختلف براعظموں میں واقع ہے۔ ۸۶،۴۷،۲۵۰ مربع میل پر پھیلا ہوا یہ ملک رقبہ کے لحاظ سے دنیا کا سب سے بڑا ملک ہے۔ مشرق سے مغرب تک گیارہ اوقات کے علاقوں میں منقسم ہے اور ایشیا کے زمینی خطے کے ۴۰٪ حصہ پر پھیلی ہوئی ۳۷،۰۰۰ میل لمبی سرحدوں میں سے ۲۷،۰۰۰ میل لمبی سرحد سمندری علاقہ پر مشتمل ہے اور یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ دنیا کی کسی اور ملک کی بحری سرحد اتنی طویل نہیں ہے۔ موسمی اثرات کے باعث کرہ ارض کے سب سے زیادہ اور سب سے کم درجہ حرارت اسی ملک میں پایا جاتا ہے اور نم دار ہواؤں کے رک جانے سے اندرونی ایشیا کا بیشتر حصہ عموماً خشک رہتا ہے۔ شمالی روس کا زیادہ تر علاقہ جن میں آرکٹک کے جزائر اور جزیرہ نما تیمیر شامل ہیں قطبی صحرا کی حیثیت رکھتا ہے اور اس علاقے میں سبزہ موجود نہیں ہے۔ آرکٹک جزائر کے زیادہ تر حصہ پر برف جمی رہتی ہے اور پرمافراسٹ کی دبیز برفانی تہہ انہیں چھپائے رکھتی ہے۔ آرکٹک کے صحرا اور ٹنڈرا کے خطہ میں مچھلی اور جانوروں کی قیمتی کھالوں اور فر وغیرہ کی کشش موجود نہ ہو تو اس خطہ بے گیاہ میں انسانی زندگی کا تصور بھی مشکل ہے۔ اس ملک کے درمیانی طول بلد کے علاقے میں تیاگا کے جنگلات ہیں جنہیں اداس، خاموش اور ڈراؤنے جنگلات کا نام دیا جاسکتا ہے۔

اس خطہ میں ماسوائے چند علاقوں کے جگہ جگہ دلدلیں اور نشیبی جگہیں ہیں۔ جانور نہ ہونے کے برابر ہیں۔ یہاں کا گیلا گیلا سا موسم سرما سائبیریا سے کہیں زیادہ سرد لیکن روشن سرما کی نسبت زیادہ اُداس کن اور تکلیف دہ ہے۔ گھاس کے خطے میں حشرات الارض کی بہتات فصلوں کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ وسط ایشیا کی زمین کا زیادہ تر حصہ نیم صحرا ہے اور وہی علاقہ قابل کاشت ہے جہاں پہاڑوں سے نکلنے والے دریاؤں کے ذریعے آبپاشی ہوتی ہے۔ ماورائے قفقاز کے نشیبی میدان فطری سطح کی حیثیت رکھتے ہیں اور اس علاقہ میں ہرا بھرا سبزہ نظر آتا ہے۔ یہ زمینی خطے اس قدر وسیع و عریض ہیں کہ انسانی ذہن ان کا احاطہ آسانی سے نہیں کرسکتا۔ ان خطوں میں موسم، حالات کی ناسازگاری اور درشتی اپنی انتہا پر ہے۔ روسی عوام کو اپنی زندگی میں ان دو اہم چیزوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان کے معاشرتی اور معاشی احوال ان دو اہم چیزوں کے تابع ہیں۔ لوگ اپنی پوری زندگی ان وسیع و عریض منطقوں میں گزار دیتے ہیں۔ طویل فاصلوں کی وجہ سے مواصلات کے مسائل اور موسم کی شدت کے باعث ٹرانسپورٹ، تعمیراتی صنعت اور آبادکاری کے مسائل موجود ہیں۔ موسم کے اثرات کا سب سے زیادہ سامنا کسان ہی کو کرنا پڑتا ہے اور جہاں کہیں موسم فصلوں کی کاشت کے لئے سازگار ہے وہاں انسانی آبادیاں زیادہ تعداد میں موجود ہیں۔ لہذا اگر کسانوں اور کھیتوں کے مزدوروں کو جبری بھرتی کرلیا گیا تو ملک کی معیشت تباہ ہوجائے گی اور اگر معیشت تباہ ہوگئی تو فتح کے باوجود لوگ زندہ درگور ہو جائیں گے اور ایسی فتح درحقیقت قوموں کی موت ہوا کرتی ہے۔"

ملکہ راسپوٹین کے اِن دلائل سے بہت متاثر ہوئی اور اُس نے شہنشاہ کو لکھتے

ہوئے کہا کہ:

"جنرل نکولائی سے کہیں کہ وہ حالات کو اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ جبری بھرتی نقصان دہ ہوگی۔ آخر کار لوگوں کو کھیتوں میں اناج بھی اُگانا ہے۔ فیکٹریوں میں اسلحہ بھی تیار کرنا ہے اور جہازوں پر بھی کام کرنا ہے۔ جنگ میں فتح و شکست غیر یقینی ہے۔ لیکن کھیت، فیکٹری اور جہاز قائم رہیں گے۔ خدا کے لئے فادر راسپوٹین کی بات کو نظرانداز نہ کیجئے ورنہ ہمیں اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا"

اس خط کے نتیجہ میں شاہ نے جنرل نکولائی کی کوشش کے باوجود جبری بھرتی کا حکم نہ دیا۔

۱۹۱۵ء میں راسپوٹین نے گیلیشیا پر چڑھائی کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ یہ حملے کا وقت موزوں نہیں ہے اور اس کا انجام تباہی کی صورت میں ہوگا۔ لیکن کمانڈر انچیف نکولائی باز نہ آیا جس کے نتیجہ میں روسی فوجیں بُری طرح پسپا ہوئیں۔

ستمبر ۱۹۱٦ء میں اس نے بروسیلوف کے حملے کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ اطالوی فوجوں کی امداد کا مقصد حل نہیں ہوسکتا۔ لہذا روس اس وقت کا خاموشی سے انتظار کرے جب تک جرمنی اور آسٹریا جلد یا بدیر اپنے بُرے انجام کو نہیں پہنچ جاتے جب نکولائی نے راسپوٹین کی اس بات کو بھی ٹھکرا دیا تو راسپوٹین نے ملکہ کو تباہی کا وہ نقشہ دکھایا جو اس خطہ زمین پر ابھرنے والا تھا ملکہ نے شہنشاہ کو لکھا کہ:

"ہمارا دوست اس بات سے براغروختہ ہوا ہے کہ بروسیلوف نے پیش قدمی بند نہیں کی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ آپ نقصان برداشت کرنے کے لئے تیار رہیں"

اس جنگ میں روس کو زبردست مالی اور جانی نقصان اٹھانا پڑا۔

جنگ کے دوران کرنسی کو آسان بنانے کے لئے نوٹ چھاپے گئے فادر راسپوٹین نے کرنسی نوٹوں کو چھاپنے کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ کرنسی نوٹ

چھاپنے کا مقصد اس کی سمجھ سے بالاتر ہے۔ سیدھے سادے لوگوں کے لئے اس طریقہ کو سمجھنے کے لئے بہت وقت درکار ہوگا۔ ہمارے پاس کافی سکے موجود ہیں جن کی موجودگی میں جنگ کے زمانے میں کرنسی نوٹ چھاپنے کی ضرورت سمجھ میں نہیں آتی۔ ملکہ نے راسپوٹین کی حمائت کرتے ہوئے شاہ کو لکھا کہ ہمارے دوست نے دو نوٹ دیئے ہیں جو میں آپ کو بھیج رہی ہوں۔ ان میں ایک جعلی ہے جس کی وجہ سے عوام نہ صرف پریشان ہوں گے بلکہ ملک میں افراط زر ہوگا جو ملکی معیشت کو تباہ و برباد کر دے گا۔ چھاپے گئے نوٹ کا کاغذ اتنا باریک ہے کہ ہوا میں اڑ جاتا ہے۔ رات کی تاریکی میں لوگ جعلی نوٹوں سے گارڈی بانوں کو دھوکا دیتے ہیں یہ کوئی اچھی بات نہیں۔ فادر راسپوٹین آپ سے ان نوٹوں کو فوری طور پر بند کرنے کا کہہ رہا ہیں۔

جنگ کے دوران وہ گرانی پر کنٹرول کرنے کے لئے حکومت کو رائے دیتے ہوئے کہتا ہے کہ کسی وزیر کو چاہیے کہ وہ چند بڑے بڑے تاجروں کو بلائے اور انہیں تنبیہ کرے کہ جنگ کے زمانہ میں گوشت اور اشیاء خوردنی کی قیمت کو نہ بڑھائیں یہ بڑی غلط بات ہے اور ذخیرہ اندوزوں اور قیمتیں بڑھانے والوں کو اس موقعہ پر عوام کو معاشی طور پر تنگ کرنا باعث شرم ہے۔ جنگ کے دوران خوراک کے مسئلے کے حل کے لئے وہ بار بار منافع خوروں اور ذخیرہ اندوزوں کے خلاف سخت کارروائی کا مطالبہ کرتا رہا۔ اس نے جنگ کے دوران راشن بندی کی تجویز پیش کی۔ ملکہ نے راسپوٹین کے حوالہ سے زار روس کو تحریر کیا کہ "تین دن تک ریل گاڑیوں میں عام اشیاء خوردنی مثلاً آٹا، مکھن، چینی وغیرہ کے سوا کوئی چیز باہر نہ بھیجی جائے۔ کیونکہ یہ گوشت اور اسلحہ سے زیادہ ضروری ہے۔ لگائے گئے حساب کے مطابق صرف چالیس بوڑھے سپاہیوں کی مدد سے ایک گھنٹے میں ایک ٹرین میں سامان بھرا جاسکتا ہے۔ ایسی ہی ٹرینیں یکے بعد دیگرے بھیجی جانی چاہیں۔ لیکن ایک ہی سمت میں نہیں انہیں راستے میں مختلف مقامات پر روک کر اشیا تقسیم کرنا ہوں گی۔ خصوصاً سائبیریا کے لوگوں میں ورنہ وہ لوگ بلبلا اٹھیں گے۔ وہ حکومت کو خوف زدہ کر دیں گے۔ میرا خیال ہے کہ راسپوٹین کی یہ تجویز بلا تاخیر مان لینی چاہیے۔ کیونکہ حالات مخدوش ہوتے نظر آرہے ہیں۔"

جب لیمبرگ کی فتح پر زار نے کامرانی کے جشن منانے کا فیصلہ کیا تو راسپوٹین نے زبردست مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ "قبل از وقت خوشیاں منانا غلط ہے۔ جنگ ابھی مکمل طور پر ختم نہیں ہوئی ہے"۔ اس کی یہ پیشگوئی حرف بہ حرف درست ثابت ہوئی اور روسی افواج کو نہ صرف لیمبرگ چھوڑ دینا پڑا بلکہ بُری طرح پسپائی بھی ہوئی۔

کئی بار راسپوٹین کی کہی گئی باتوں سے حکومت کے ارادے تبدیل ہو جاتے تھے۔ ایک دفعہ راسپوٹین نے پولوف نامی پولیس آفیسر کو کہا کہ ایوان مقننہ کے افتتاح کا مسئلہ میرے لئے پریشان کن ہے۔ مجھے زار کو کہنا پڑے گا کہ وہ خود جا کر اس کا افتتاح کریں تاکہ وزراء بے سپرو پا تقاریر نہ کریں۔ جن کا عوام پر بہت بُرا اثر پڑتا ہے۔ کچھ دنوں بعد وزیراعظم کے ہاتھوں اس ایوان کا افتتاح ہونے والا تھا لیکن زار خلاف توقع موقعہ پر پہنچ گیا اور اس نے خود اس بلڈنگ کا افتتاح کیا۔

جنگ سے پہلے وزارت تک پہنچنے کے لئے راسپوٹین کی سفارش کو لازم قرار دیا گیا تھا راسپوٹین وزیروں کے تقرر سے پہلے ان کی روحوں کا معائنہ کرتا تھا۔ وہ امیدوار کی آنکھوں میں گھورتا اور اس کی کامیابی اور ناکامی کا اعلان کرتا۔ اس نے وزیر داخلہ خودسٹوف کی تقرری کو جان بوجھ کر روکے رکھا اور بعد ازاں شاہ کو کہا کہ "خداوند کا سایہ خودسٹوف پر ہے۔ لیکن فی الحال اس میں کسی چیز کی کمی ہے"۔

۱۹۱۶ء میں اتحاد میں یکے بعد دیگرے رخنے پڑنے اور سیاسی صورت حال مخدوش ہو جانے کے باعث روسی پارلیمنٹ کا اجلاس ضروری تھا۔ لیکن راسپوٹین یہ اجلاس بلانے کے سخت خلاف تھا۔ خودسٹوف نے اس صورت حال کو بھانپتے ہوئے راسپوٹین کو بیرون ملک دورے پر بھیجنے کی کوشش کی۔ لیکن راسپوٹین ٹال مٹول سے کام لیتا رہا اور آخر کار اس نے دو ٹوک الفاظ میں کہا کہ اس کا بیرون دورے پر جانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔

۱۹۱۷ء میں روس کو جرمنوں کے ہاتھوں شکستِ فاش اٹھانی پڑی تو انقلابیوں نے لینن کی راہنمائی میں حکومت کا تختہ الٹ دیا اور روس میں زبردست انقلاب رونما ہوا۔ لینن جرمنوں کی مدد سے روس پہنچا۔ چند مہینوں تک اس کی اور اس کی ہم خیال

جماعت منشیوک کی شدید کشمکش رہی اور بالآخر اس کی قیادت میں اشتراکی اصولوں پر حکومت قائم ہو گئی۔ لیکن اُس وقت راسپوٹین زندہ نہیں تھا۔

راسپوٹین کے خلاف محلاتی سازشیں

راسپوٹین کو ابتدا میں شہزادہ الیکسی کے روحانی علاج کے لئے شاہی محل میں خفیہ طریقوں اور خفیہ راستوں سے لایا گیا تھا جس کا سب سے پہلے جنرل اسپریڈووچ کے ایجنٹوں کو علم ہوا اور انہوں نے راسپوٹین کی محل میں آمد کا راز معلوم کر کے اس کے شاہی خاندان کے ساتھ اثر ورسوخ سے خائف ہو کر اس کے خلاف سازشوں کا جال بُنا۔ انہوں نے نہائت پردہ داری سے شہزادہ الیکسی کے اتالیق موسیو جیلرڈ اور شاہ کے ایڈمی کانگز کو ساتھ ملایا اور اس کے خلاف جنسی تعلقات کی افواہوں کو جنم دیا انہوں نے شاہ اور ملکہ کو راسپوٹین سے برگشتہ کرنے کے لئے سب سے پہلے الیکسی کی آنا میریا کو ہوس کا نشانہ بنانے کا الزام لگایا۔ پھر یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ الیکسی دراصل ڈاکٹر بیدمیو کی دوائیوں سے تندرست ہوا ہے۔ راسپوٹین کا روحانی علاج صرف ڈھونگ تھا جو شاہ اور ملکہ کی قربت کے لئے رچایا گیا تھا۔ پھر ملکہ کے ساتھ بھی راسپوٹین کے تعلقات کو سکینڈل کا روپ دینے کی کوشش کی گئی جسے ملکہ کے آہنی ہاتھوں نے پروان نہ چڑھنے دیا۔ حالانکہ راسپوٹین ملکہ کو ہمیشہ ماں اور زار روس کو باپ کہا کرتا تھا۔

الیکسی پولینڈ کے قصبہ اسیکرینوس میں بیمار ہوا تو شاہی ڈاکٹر اور حکیم بے بس ہو گئے۔ اس وقت راسپوٹین ہی واحد ہستی تھی جس پر شاہی خاندان کی نظریں لگی ہوئی تھیں۔ لہٰذا سازشیوں کا یہ کہنا کہ الیکسی ڈاکٹر بیدمیو کی ادویات سے صحت یاب ہوا تھا غلط ثابت ہو گیا اور پھر جب ملکہ نے یہ اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ میں راسپوٹین کے لئے خود کپڑے سیتی ہوں اور مجھے اس پر فخر ہے تو سازشیوں کے رہے سہے خواب بھی بکھر گئے۔ راسپوٹین کے شاہی خاندان سے اتنے قریبی روابط دیکھتے ہوئے بیشتر سازشی جن میں شاہ کے ایڈمی کانگز بھی شامل تھے۔ حالات سے سمجھوتہ کرتے ہوئے راسپوٹین کے گن گانے لگے۔ لیکن درپردہ اس کے خلاف کام کرتے رہے۔

ٹرورشین پیوپل پارٹی کے سرکردہ امراء اور وزراء راسپوٹین کی اس بنا پر مخالفت

کرتے تھے کہ راسپوٹین ان کے زبانی نعروں کا پول سرعام منعقدہ اجتماعات میں کھول دیتا تھا اور اس پارٹی کو عملی پارٹی تسلیم نہیں کرتا تھا۔ وہ کھلے عام کہتا تھا کہ غریب عوام کا استحصال دراصل یہی پارٹی کرتی ہے۔ اس پارٹی نے راسپوٹین کے خلاف وزیراعظم اسٹولپین کو استعمال کیا جس نے شہنشاہ کو بھڑکانے کی بھرپور کوشش کی۔ لیکن وہ راسپوٹین کا سامنا نہ کرسکا اور شہنشاہ نے اس سے وزارت عظمیٰ چھین کر کوکوٹسوف کے سپرد کردی۔

ٹرور شین پیوپل پارٹی کی سرکردہ اور مضبوط شخصیت وزیراعظم کوکوٹسوف بھی راسپوٹین کے اثر و رسوخ اور اقتدار میں بڑھتے ہوئے اثر سے خائف تھا۔ لیکن کھل کر سامنے نہ آتا تھا۔ وزیراعظم کوکوٹسوف انتہائی زیرک اور گاگ سیاستدان تھا۔ اس نے راسپوٹین کو خریدنے کی درپردہ کوشش کی اور دو لاکھ روبل پیش کرتے ہوئے واپس آبائی گاؤں میں لوٹ جانے کو کہا۔ لیکن راسپوٹین نے دو لاکھ کو پائے حقارت سے ٹھکراتے ہوئے کہا کہ "میں صرف شہنشاہ کے حکم کا پابند ہوں"۔ ناکامی کے بعد وزیراعظم نے اخبارات میں شائع ہونے والے اداریوں اور تبصروں کے حوالہ سے زار روس سے گفتگو کی اور انہیں بتایا کہ راسپوٹین کی حرکات سے شاہی خاندان کے علاوہ حکومت روس بھی بدنام ہو رہی ہے زار روس نے یہ تمام کچھ سننے اور دیکھنے کے بعد وزیراعظم کو یہ کہہ کر خاموش کرادیا کہ یہ داستانیں فرضی ہیں۔ نقاد بے وقوف ہیں۔ میں راسپوٹین کو جانتا ہوں۔ اس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے جو وجہ ناراضگی بنے جہاں تک میرے خاندان سے متعلق ہونے والی باتوں کا تعلق ہے۔ میں ان سے خود نپٹ لوں گا۔ اس کے بعد کوکوٹسوف جب تک وزیراعظم کے عہدہ پر فائز رہا۔ اس نے راسپوٹین کی مخالفت کی جرأت نہ کی۔

اس دوران راسپوٹین پر کئی بار قاتلانہ حملے ہوئے۔ ایک شب دو شخص ریوالور لے کر اس کے گھر میں گھس آئے۔ لیکن پکڑے گئے انہوں نے الزام لگایا کہ ان کی بیویاں راسپوٹین کی خوابگاہ میں ہیں۔ پولیس نے گھر کا کونہ کونہ چھان مارا لیکن کوئی عورت برآمد نہ ہوئی۔ لہذا ان دونوں اشخاص کو بہتان اور قاتلانہ حملے کی نیت کے الزام

میں گرفتار کرلیا گیا۔ بعدازاں ان کو راسپوٹین کی سفارش پر رہا کر دیا گیا اور انہوں نے تائب ہو کر راسپوٹین کو پوری سازش سے آگاہ کیا۔

پولیس کے سربراہ بلٹسیکی نے ایک پولیس آفیسر کو راسپوٹین کی جاسوسی پر مامور کیا اور یہ پولیس آفیسر بین الاقوامی تاجر کی حیثیت سے ہوٹلوں میں راسپوٹین سے ملاقاتیں کرتا رہا بلٹسیکی نے اس پولیس آفیسر کے ذریعے ایک عورت سے جنسی تعلقات ظاہر کر کے راسپوٹین کو غنڈوں کے ہاتھوں مروانے کا پروگرام طے کیا لیکن اس پولیس آفیسر نے راسپوٹین کو سب کچھ بتا دیا اور اس طرح راسپوٹین اس سازش سے بھی بچ گیا۔

ایک بار ایک چلتی کار سے اس پر فائر کئے گئے اور پھر اسے زہریلی شراب پلانے کی کوشش کی گئی۔ ایسی ہی ایک سازش میں اس کے سابق دوست فادر فیوفان بشپ ہرموگن اور ایلیورڈ بھی شامل تھے جنہیں زار روس نے جلا وطن کر دیا تھا۔ ایلنیاڈایا نومودا کے بیان کے مطابق راسپوٹین جب ماسکو میں قیام پذیر تھا تو ہوٹل میں بے سروپا جپسی گانوں اور وحشیانہ رقص کے دوران راسپوٹین نے جی بھر کر شراب پی۔ اس وقت ایک باریش شخص نے بلند آواز میں کہا کہ یہی پیغمبر دوراں ہے۔ جس کے الفاظ میں اللہ بولتا ہے۔ کیا یہ ذلیل اور کمینہ شخص انسان کہلانے کا حق رکھتا ہے۔ اس رقص بے ہنگم کے بعد ہم ہوٹل "اسٹریلنا" میں چلے گئے اور وہاں کافی پی۔ ابھی کافی ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ گولیاں چلنی شروع ہو گئیں۔ ہر طرف بھگدڑ مچ گئی۔ لیکن راسپوٹین بڑے آرام سے پولیس کی گاڑی میں براجمان تھا اور اس کا چہرہ خوف سے عاری تھا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ گولیاں چلانے والوں کو گرفتار کرلیا گیا ہے اور ان میں وہ سفید باریش شخص بھی شامل ہے جو ایک پولیس آفیسر تھا۔

روس کی اس زمانہ کی تاریخ میں سیاسی مچھلی میٹنگز کو بڑی اہمیت ملی۔ ایسی میٹنگز کی ابتدا ۱۹۱۴ء میں راسپوٹین اور پرنس اینڈرونیکوف کی ملاقات سے ہوئی۔ یہ ملاقات پرنس کے محل میں ہوئی۔ ان دونوں نے محل میں موجود مریم کے اعلیٰ ترین مجسمے کے آگے دعائیں مانگ کر عہد و پیماں کئے اور پرنس کے ڈرائنگ روم میں ان قسموں کے

شاہ یہ میں ملک کی سیاست پر گفتگو کی گئی۔ راسپوٹین اور پرنس دونوں وزیر جنگ سوفومونیلوف کے زبردست مخالف تھے اور اس میٹنگ میں اس کے تختہ الٹنے کا پروگرام ترتیب دیا جانا تھا۔ لیکن میٹنگ دوسرے روز شام تک ملتوی کر دی گئی۔

دوسرے روز کی میٹنگ میں مادام شیرونسکیا بھی شامل کر لی گئی۔ جو وزیر جنگ کی بیوی کی رشتہ دار تھی راسپوٹین نے مریم کے مجسمے کے آگے مادام شیرونسکیا سے بھی عہد لیا اور اس کے بعد حسبِ عادت روحانیت پر بلاتھکان گفتگو کی۔ اُس نے اس گفتگو کے دوران بڑی خوش اسلوبی سے ملکی سیاست پر اپنی رائے کا اظہار کیا اور باور کروایا کہ "میری مخالفت کر کے کوئی شخص روس میں نہیں رہ سکتا اور میں اس سوفومونیلوف کو سبق سکھا دوں گا۔ پاپا زار اور ماما زارینہ نے آج تک میری کوئی بات نہیں ٹالی ہے۔"

اس خفیہ میٹنگ کے بعد مادام شیرونسکیا نے ڈائریکٹر آف پولیس بلٹسکی سے رابطہ قائم کیا۔ بلٹسکی کو وزیر داخلہ خودسٹوف نے پولیس کے سربراہ ہونے کے علاوہ نائب وزیر کے عہدہ پر ترقی دلوائی تھی اور اس وقت وہ راسپوٹین کا سب سے طاقتور دشمن اور بہترین دوست تھا وہ راسپوٹین کے ازلی دشمن گرانڈ ڈیوک نکولائی لیووچ کا ایجنٹ تھا اور راسپوٹین کی ہر حرکت سے اسے باخبر رکھتا تھا۔ مادام شیرونسکیا نے اسے بتایا کہ وہ راسپوٹین سے مل چکی ہے جس نے تنہائی میں زار اور ملکہ کے متعلق بہت سے خفیہ باتیں بتائی ہیں۔ بلٹسکی نے اسے اعتماد میں لیتے ہی تمام گفتگو اُگلوائی۔

راسپوٹین کی پرنس اینڈرونیکوف کے ساتھ ملاقات اس کے لئے اہم ترین خبر تھی۔

بلٹسکی نے فوراً پرنس اینڈرونیکوف سے ملاقات کی اور اسے کہا کہ آج ملک پر تباہی کے بادل منڈلا رہے ہیں۔ لہذا اس نازک موقعہ پر ہمیں مل کر حب الوطنی کا ثبوت دینا ہوگا۔ ہمیں مچھلی پارٹیوں کا علم ہے یہ پارٹیاں برابر ہوتی رہیں تو وطن کے لئے کارگر ثابت ہوں گی۔ ہمیں بھی ان پارٹیوں میں شرکت کا موقعہ فراہم کیا جائے ہم ان پارٹیوں کا سارا خرچہ برداشت کریں گے۔ جس کے لئے ہم آپ کے احسان مند بھی ہوں گے۔ اس ملاقات میں مادام شیرونسکیا کی شمولیت ضروری قرار دی گئی اور

اینڈرونیکوف کو اپنا اخبار نکالنے اور وزارت داخلہ کے مکمل تعاون کی یقین دہانی کرائی گئی۔ اس صلے میں راسپوٹین کے عزائم سے آگاہ رکھنے کا وعدہ لیا گیا۔ اس میٹنگ میں مادام شیرونسکیا کی باقاعدہ تنخواہ مقرر کی گئی اور راسپوٹین کو پیش کئے جانے والے تحائف اور نذرانے کی رقوم وزارت داخلہ کے فنڈ سے دینے کی منظوری دی گئی۔

پہلی دعوت میں بلٹسکی اور خودسٹوف نے خود شرکت کی۔ ان کے لئے یہ مرحلہ نازک تھا کیونکہ ان کا سامنا روس کے خطرناک ترین اور سب سے زیادہ شاطر شخص راسپوٹین سے ہونے والا تھا۔ جس کی نظریں مدمقابل کے سینے کو چیر کر سیدھی دل میں اُتر جاتی تھیں۔ وہ اینڈرونیکوف کے محل میں راسپوٹین سے بڑی گرمجوشی سے ملے۔ راسپوٹین نے ان سے شکوہ کرتے ہوئے کہا کہ "انہوں نے اس سے قبل ہونے والی نوگورووڈ والی دعوت پر نہیں بلایا تھا جس پر بلٹسکی نے معذرانہ لہجہ میں کہا کہ اس کا صدمہ ہمیں زندگی بھر رہے گا۔ یہی شکائت دور کرنے کے لئے ہم آئے ہیں تم جیسے عالی ظرف انسان سے ہمیں توقع ہے کہ ہماری اس غلطی کو معاف کر دیا جائے گا۔ اینڈرونیکوف نے تائید کرتے ہوئے کہا کہ دراصل میں نے یہاں آپ تمام لوگوں کو اس لئے بھی مدعو کیا ہے کہ آپ لوگوں کی کدورتیں ختم ہو جائیں اس میٹنگ میں ملکی سیاست اور اندرون محل کے متعلق راسپوٹین کے خیالات حاصل کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی۔

بلٹسکی، خودسٹوف اور اینڈرونیکوف ایک دوسرے پر اعتماد نہ رکھتے تھے اور وہ شیرونسکیا کے ذریعے ایک دوسرے کے عزائم کا پتہ چلاتے تھے۔ راسپوٹین بھی شیرونسکیا کے کان میں کہا کرتا تھا کہ "تم میری ہو یہ نہ بھولنا" ان مچھلی دعوتوں میں راسپوٹین اور اس کے مخالفین کے درمیان فیصلہ کن جنگ ہوئی۔ ملک کی تمام سیاست ان دعوتوں میں سمٹ کر آچکی تھی اور ان میں روس کے تاج و تخت کے متعلق وہ فیصلے ہوئے جن کا نہ تو زار کو علم تھا اور نہ اکابر سلطنت ان سے آگاہ تھے۔ مچھلی کی دعوتوں کا چرچا اینڈرونیکوف کی حویلی سے منتقل ہو کر دربار اور شاہی محل تک پہنچا۔ لیکن کسی کو ان میں مداخلت کی جرأت نہ ہوئی۔ ایسی ایک میٹنگ میں کلیسا کے پروکیوریٹر ساماران

کی قسمت کا فیصلہ کیا گیا۔ جس کی چپقلش عرصہ سے بشپ ورناوا سے چل رہی تھی۔ دونوں کلیسا پر اپنی اپنی بالادستی رکھنا چاہتے تھے اور پروکیوریٹر ہونا گویا منصب اقلیم کی بادشاہت حاصل کرنے کے مترادف تھا۔ یہی ایک عہدہ تھا جس کے سامنے بادشاہ وقت بھی سر جھکاتا تھا۔ پروکیوریٹر کی مخالفت کرنا گویا پورے ملک کو دعوت مبارزت دینا تھا۔

ورناوا راسپوٹین کی نظر التفات کے باعث بشپ کے عہدہ پر فائز ہوا تھا۔ لیکن راسپوٹین کی توقع کے خلاف وہ اس سے کسی بات میں مشورہ نہ کرتا تھا۔ مزید وہ خودسٹوف کا دوست بن گیا تھا۔ دوسری جانب سامارن دیہاتیوں اور کسانوں خصوصاً سائبیریا والوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا اور انہیں انسان تک نہیں سمجھتا تھا اور اگر ان میں سے کوئی ملاقات کے لئے آتا تو وہ ان سے ملاقات کرنے سے احتراز کرتا تھا۔ لہذا سامارن کو راستے سے ہٹا دیا گیا۔

راسپوٹین کی حمائت اور تائید سے محروم ہونے کے بعد راسپوٹین کے قتل کی سازش خودسٹوف نے خود تیار کی اور اس کے لئے طویل منصوبہ بندی کی گئی۔ منصوبہ پر کوئی حتمی فیصلہ دینے سے قبل باقاعدہ صلاح مشورے اور پے در پے اجلاس ہوئے۔ بحث و تمحیص ہوئی اور احکامات صادر کئے گئے۔ ان اجلاسوں میں وزارت داخلہ اور محکمہ پولیس کے قابل اعتماد اعلیٰ ترین افسران، چند دوسرے رازدار وزراء حکام اور امراء شریک ہوتے رہے۔ خودسٹوف نے راسپوٹین کے خلاف سرکاری تحقیقات کے احکام جاری کیے۔ شہادتیں جمع کی گئیں اور ان شہادتوں کی روشنی میں دستاویزات تیار کی گئیں۔ یہ تمام کارروائی محکمانہ طور پر کی گئی جس کو مکمل صیغہ راز میں رکھا گیا۔ خودسٹوف کا خیال تھا جس کا اظہار وہ زار روس سے بھی کئی بار کرچکا تھا کہ راسپوٹین کی حفاظت کی تمام تر ذمہ داری بلٹیکی کے ذمہ ہے۔ لہذا اگر اسے کوئی زک پہنچے گی تو بلٹیکی اس کا براہ راست ذمہ دار ہوگا۔ اس کے خیال کے مطابق راسپوٹین کے قتل کے بعد بلٹیکی کو اس جرم میں آسانی سے پھنسایا جاسکتا تھا۔

راسپوٹین سے نفرت کی بنا پر بلٹیکی راسپوٹین کی موت کو ملک کی تمام

مشکلات کا حل سمجھتا تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ خودسٹوف سے بھی خوش نہ تھا۔ وہ راسپوٹین کے قتل کی منصوبہ بندی میں خودسٹوف کے لئے بھی پھانسی کا پھندا تیار کرنا چاہتا تھا۔ سابق وزیر داخلہ میکلاکوف بھی راسپوٹین کے سخت خلاف تھا اور اسے صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کرنے کے لیئے ہر سازش میں شریک رہتا تھا۔

وزارت انصاف کے ڈائریکٹر چانسری جنرل ڈومیرزی بھی راسپوٹین کے مخالفین میں شامل تھا۔ وہ ان دنوں مالٹا میں "پرفیکٹ" کے عہدہ پر فائز تھا۔ اس نے بلٹسیکی سے ایک تار کے ذریعے راسپوٹین کے خلاف سرکاری کارروائی کرکے اُسے سزائے موت دلانے کا مطالبہ کیا۔ اس نے لکھا کہ اگر بلٹسیکی سرکاری طور پر ایسا کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہے تو راسپوٹین کو کسی بہانے سے مالٹا بھیجا جائے اور جب وہ سٹوپول اور مالٹا کے دوراہے پر پہنچے تو اسے پہاڑوں پر سے گرادیا جائے۔ بلٹسیکی نے یہ تار خودسٹوف کے حوالے کردیا جو اس تار کو وزیراعظم کے پاس لے گیا۔ وزیراعظم نے جنرل ڈومیرزی کے منصوبے سے اتفاق تو کیا لیکن سرکاری احکام جاری کرنے سے معذوری ظاہر کی۔

کرنل کومیسارف چیف آف دی سپیشل پولیس بھی راسپوٹین کے سخت خلاف تھا اور وہ راسپوٹین کے وجود سے سرزمین روس کو نجات دلانا چاہتا تھا لیکن جب اسے خودسٹوف اور بلٹسیکی کے بنائے گئے اس منصوبہ کو جس میں دو نقاب پوشوں کے ذریعہ راسپوٹین کو باندھ کر برف کے تودوں تلے دبا کر مارنے کا پروگرام ترتیب دیا گیا تھا کے تکنیکی پہلوؤں پر جائزہ لینے کے لئے پیش کیا گیا تو اس نے اس منصوبہ کو طفلانہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ یہ قتل روس کی سب سے بڑی شخصیت کا قتل ہے۔ جس کی حفاظت پر مختلف اداروں کے آدمی گلوشیف کے جاسوس، دربار کے خفیہ ایجنٹ اور بنکاروں کے مخبر مامور ہیں کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ کرنل کومیسارف نے بلٹسیکی کو خودسٹوف کے خفیہ عزائم کے متعلق بھی مطلع کیا جس پر بلٹسیکی نے تہیہ کرلیا کہ وہ آئندہ خودسٹوف کا ساتھ نہیں دے گا۔

کرنل کومیسارف اور بلٹسیکی نے خودسٹوف کے خلاف پروگرام بناتے ہوئے

طے کیا کہ خودسٹوف سے راسپوٹین کے قتل کے منصوبے پر کسی طرح تحریری حکم حاصل کرلیا جائے اور منصوبے کے عمل پیرا ہونے میں لیت و لعل سے کام لیا جائے۔ ساتھ ہی ساتھ راسپوٹین کی حفاظت بھی کی جائے تاکہ خودسٹوف کوئی دوسرا منصوبہ نہ اپنا سکے۔ تجویز کے مطابق کرنل کومیسارف نے ہدایات جاری کیں کہ راسپوٹین کا بال بھی بیکا نہ ہو اور راسپوٹین پر قاتلانہ حملے سے پہلے اس کے اگلے پچھلے کرتوتوں سے متعلق ایک دستاویز جس کے ساتھ گواہوں کی مکمل فہرست پتے اور کوائف شامل ہوں تیار کرکے زار کو پیش کی جائے لہذا پہلے راسپوٹین کے متعلق خفیہ پولیس کی تمام رپورٹوں کو یکجا کیا گیا۔ جنسی اختلاط کے واقعات کو نمایاں کیا گیا پھر ان دھمکیوں کا ذکر کیا گیا جن میں کہا گیا تھا کہ ہم روس میں اور تمہیں ہر حالت میں جہاں کہیں بھی تم ہوگے ڈھونڈ نکالیں گے اور ان لوگوں کا واقعہ جن کی بیویاں رات کے وقت راسپوٹین کی خواب گاہ میں تھیں اور وہ ریوالور تانے اسے مار ڈالنے کے لئے آئے تھے کا خصوصاً ذکر کیا گیا تاکہ ظاہر ہوسکے کہ اس کا قتل ذاتی مخاصمت کی بنا پر ہوا ہے۔

دوسری جانب خودسٹوف نے کرنل کومیسارف کو ساتھ ملانے کی کوشش کی اور راسپوٹین کو زہر دے کر ہلاک کرنے کے منصوبہ کا جائزہ لیا گیا جس میں کسی کو نہ تو شبہ ہوتا اور نہ اس سازش میں تیسرے آدمی کی شرکت کی ضرورت ہوتی۔ خودسٹوف نے اس منصوبے پر بلاتاخیر عمل کرنے کا حکم دیتے ہوئے تاکید کی کہ بلٹیکی کو اس کا علم نہ ہو۔ کرنل کومیسارف اس تجویز کے مطابق کہ زہر آلود شراب سینٹ پیٹرزبرگ سے باہر کسی جگہ پر تیار کرائی جائے۔ پہلی ٹرین سے ساراٹوف کو روانہ ہوگیا۔

ساراٹوف سے واپسی پر کرنل کومیسارف نے خودسٹوف کو زہر کا مرکب دیا جسے ایک بلی پر آزمایا گیا جو کھاتے ہی مر گئی کرنل کومیسارف کی اس استدعا پر کہ وہ اپنے افسر اعلیٰ کو اندھیرے میں نہیں رکھ سکتا بلٹیکی کو اس منصوبہ میں بھی شامل کرلیا گیا۔ لہذا تینوں نے فیصلہ کیا کہ راسپوٹین کو زہر پرنس اینڈرونیکوف کے گھر کی بجائے کسی اور جگہ پر دیا جائے۔

جمعرات کی صبح کو خودسٹوف کو مطلع کیا گیا کہ وزیراعظم گورمیکن کی جگہ اسٹرومر

کو وزارتِ عظمیٰ کا قلمدان دیا جا رہا ہے اور شام کے وقت اس کی تصدیق ہو گئی۔ خودسٹوف نے بلٹیکی اور کرنل کومیسارف سے رابطہ قائم کرنا چاہا لیکن وہ نہ ملے۔ آخر وہ خود اس مکان پر گیا جہاں راسپوٹین کو زہر دینے کا پروگرام بنایا گیا تھا لیکن وہ لوگ وہاں بھی موجود نہ تھے۔ خودسٹوف سمجھ گیا کہ بلٹیکی اور کومیسارف نے اُسے دھوکہ دیا ہے۔ لیکن اس نے ہمت نہ ہاری اور اس کام کے انجام کے لئے کسی بااعتماد شخص کو تلاش کرنے لگا۔ اچانک اسے پادری ایلیورڈ کا خیال آیا جس نے راسپوٹین کو اپنے طور پر قتل کرنے کی سازش کی تھی۔ اور اس پاداش میں اس وقت جلاوطنی کے دن گزار رہا تھا۔ وہ اُس وقت ناروے میں مالی مشکلات میں گرفتار ہونے کے باوجود راسپوٹین کے خلاف "مقدس شیطان" کے نام سے کتاب شائع کروانا چاہتا تھا لیکن اسے کوئی ناشر نہیں مل رہا تھا۔ لہذا خودسٹوف نے ایلیورڈ سے رابطہ قائم کیا اور جاسوس ژیوسکی کے ذریعے منہ مانگی رقم کے بدلے روس میں مقیم ایلیورڈ کے کسی پیروکار کے ذریعے راسپوٹین کو قتل کرنے کا وعدہ لینے میں کامیاب ہوگیا۔ دوسری جانب بلٹیکی اور کومیسارف بھی جاسوسوں کے ذریعے اس تمام کارروائی پر نظر رکھے ہوئے تھے انہوں نے جاسوس ژیوسکی کی سابقہ زندگی کا سارا ریکارڈ اکٹھا کیا اور جب وہ خودسٹوف سے مطلوبہ رقم اور ایلیورڈ کے نام خط لے کر بذریعہ ٹرین سویڈن کی سرحد پر پہنچا تو اسے گرفتار کر کے سینٹ پیٹرز برگ لایا گیا اور اس سے خودسٹوف کے ہاتھ سے تحریر کردہ راسپوٹین کو قتل کرنے کا اجازت نامہ برآمد کرلیا وہ فوراً یہ اجازت نامہ لے کر وزیراعظم اسٹرومر اور اینیا پروبودا کے پاس بھاگا بھاگا گیا اور خودسٹوف کی سازش سے آگاہ کیا۔ خلاف توقع خودسٹوف مزید تین دن تک اپنے عہدہ پر فائز رہا اور اس نے بلٹیکی کو برطرف یا سائبیریا کے علاقے میں تبدیل کروانے کی بڑی کوشش کی جس میں وہ بُری طرح ناکام رہا جیسے ہی خودسٹوف کی سازش اخباروں میں شہ سرخی سے شائع ہوئی ایک ہنگامہ برپا ہوا اور خودسٹوف کو فوری طور پر برطرف کر دیا گیا۔

راسپوٹین کا قتل اور زار روس کی حکومت کا خاتمہ

راسپوٹین مادام گولوبنا کے گھر میں ان تمام سازشوں کا ذکر کرتے ہوئے لوگوں کو بتا رہا تھا کہ دشمن اسے مارنے کے لئے کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دے رہے ہیں۔ لیکن خداوند کریم اور یسوع مسیح اپنے مقلد کو اس کے دشمنوں کے حملوں سے بار بار نہ صرف بچاتا رہے گا بلکہ دشمنوں کو منہ کی کھانی پڑے گی۔ پھر بڑے تکبرانہ لہجے میں کہا "مجھے جس چیز کی ضرورت ہو اس کے حصول کے لئے صرف میز پر مکا مار دینا کافی ہے۔ صرف یہی ایک ایسا طریقہ ہے جس کے ذریعے میں روسی امراء سے نپٹ سکتا ہوں۔" ان لوگوں میں پرنس فیلکس یوسوسوف بھی موجود تھا۔ اُسے یہ الفاظ بڑے ناگوار گزرے۔

پرنس یوسوسوف ملکہ کا دور کا رشتہ دار اور گنے چنے قابل اعتماد لوگوں میں سے تھا۔ نہایت خوبصورت سجیلا اور حسین و جمیل شہزادہ تھا۔ اس کے باپ دادا نے زار کے خاندان کی سال ہا سال خدمت کی تھی۔ اس نے جرمن اور لندن میں تعلیم حاصل کی اور ان ملکوں میں جو زار کے دشمنوں کی آماجگاہ تھے متعدد سازشوں کو بے نقاب کیا تھا اس نے زار کی ایک قریبی عزیزہ سے شادی کی جو حسن، امارت اور رکھ رکھاؤ میں روس کی صف اول کی خواتین میں شامل ہوتی تھی۔ اس کا نام آئرینا تھا۔ لیکن اُن کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی۔

پرنس یوسوسوف کی لاپروائی، تنہائی اور بیوی کی بے پناہ محبت کے باعث لوگ اسے چھوٹا زار کہتے تھے وہ آزاد خیال اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونے کے باعث پیری، مریدی، کشف و کرامات کی داستانوں پر اعتماد نہیں رکھتا تھا۔ اس کا واحد دوست زار کا محافظ لیفٹیننٹ دمتری پالووچ تھا جو زار کے چچازاد بھائی گرانڈ ڈیوک پاول الیگزینڈر ووچ کا اکلوتا بیٹا تھا۔ کنوارا ہونے کے باعث اسے بیگمات اور شاہی خاندان کا قرب حاصل تھا۔

مادام گولووینا جس کے گھر میں پرنس یوسوسوف کی راسپوٹین سے پہلی دفعہ ملاقات ہوئی تھی۔ کی بیٹی مونیا یوسوسوف کے بھائی کی منگیتر تھی جس کی بے وقت موت نے شادی سے پہلے ہی مونیا کو سوگوار بنا دیا تھا۔ مادام اپنی بیٹی مونیا کو لے کر اکثر راسپوٹین کے گھر روحانی سکون حاصل کرنے کے لئے جاتی تھی۔ انہوں نے پرنس یوسوسوف کو بھی راسپوٹین کی روحانی اور دنیاوی طاقتوں کا قائل کرنے کی کوشش کی وہ اسے ساتھ لے کر اولاد کے لئے روحانی علاج کی غرض سے راسپوٹین کے گھر گئی لیکن پرنس راسپوٹین سے متاثر نہ ہوا۔ پرنس کی لاتعلقی نے راسپوٹین کو بوکھلا دیا۔ وہ پرنس کے ساتھ اٹھا اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کہا کہ پرنس ہمیں شادی کی سالگرہ پر نہ بھولیے گا۔ پرنس مسکرایا اور کہا کہ سالگرہ آپ کے بغیر تو پھیکی رہے گی۔ اسی وقت مونیا بھی فادر راسپوٹین کے ساتھ آ کر کھڑی ہو گئی۔ راسپوٹین نے پرنس کا ہاتھ چھوڑ کر مونیا کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس کے نازک لبوں پر پے در پے بوسے دیتے ہوئے پرنس سے کہا کہ چار ہونٹوں کا آپس میں ایک دوسرے کو چھونا گلاب کے پھول پر نسیم سحر کی اٹھکیلیوں اور ٹھنڈی آہیں بھرنے کی نقل اتارنا ہے۔ جس سے موسیقی سے بھری زیروبم کی آواز نکلتی ہے۔ یہ بوسے دراصل ٹھنڈی ہواؤں کا پیغام دیتے ہیں جو عاشق و معشوق کو فرضی اور مادی دنیا سے خواب اور روح کی طرف لے جاتی ہیں۔ گزرے ہوئے سالوں کے مشکل مسائل ایک ایک کر کے حل ہوتے نظر آتے ہیں اور صبح صادق کے وقت شفق کے نورانی رنگ کے مشابہ شراب تیار کرنے کی تمہید ہے۔ راسپوٹین کی یہ حرکت پرنس کے لئے ناقابل برداشت فعل تھا۔ لہذا اس نے اس قبیح مکروہ حرکت کے باعث دل ہی دل میں راسپوٹین کے ناپاک وجود کو ختم کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔

پرنس یوسوسوف نے وہ رات انگاروں پر گزاری اور منصوبے کی ہر کڑی کا بہ عمیق جائزہ لیا۔ روس میں صرف اس کا ایک دوست تھا جسے وہ دل کا حل بتا سکتا تھا لیکن اس کا انکار اس منصوبے کو نہ صرف ختم کر دیتا بلکہ اس منصوبے کا زار روس کو بھی علم ہو سکتا تھا جو ظاہر ہے خطرناک صورت حال پیدا کر سکتا تھا آخر بڑی سوچ بچار کے بعد اس نے اپنے دوست ڈمسٹری سے اپنے دل کا مدعا بیان کرتے ہوئے کہا کہ آج میں نے اس

سرد طوفانی رات میں تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ میں تمہیں اپنا واحد دوست سمجھتا ہوں مجھے معلوم ہے کہ تمہاری جدوجہد بالاتر ہے۔ تم وطن پرست ہو اور مجھے ایسے کاموں سے روکتے رہے ہو جو غلط ہوتے ہیں۔ میں اس وقت جب گناہ اور جنگ کی تباہ کاریاں عروج پر ہیں تم سے ایک قربانی چاہتا ہوں۔ لیکن اس کے لئے تمہیں میرے ساتھ وعدہ کرنا ہوگا۔ وہ وعدہ جو ایک دوست دوسرے دوست سے کرتا ہے اور جس میں مرنے جینے کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی۔ ڈمسٹری سے دوستی نبھانے کا وعدہ لینے کے بعد پرنس نے کہا کہ راسپوٹین ایک بدکار، بدخصلت اور بداعمال شخص ہے جو عموماً نشے میں چور رہتا ہے اور ترغیب گناہ کے پرچار کے ساتھ ساتھ اپنی ناپاک خواہشوں کی تکمیل کا بھی عادی ہے۔ اس کے پاس جاسوسوں اور وحشیوں کا ایک ایسا گروہ موجود ہے جو اکابرین کو جلاوطن کرا چکا ہے۔ حکومت کی جڑیں کاٹ رہا ہے اور عوام کو بے راہ روی اور بُرائی پر مائل کر رہا ہے۔ اگرچہ اس پلید شخص نے بے شمار عورتوں کی عصمت کو داغدار کیا ہے لاتعداد معزز انسانوں کی توہین کی ہے ان گنت نوجوانوں کو بے دردی سے جنگ میں ہلاک کروایا ہے۔ لیکن پھر بھی نہ جانے بادشاہ اس شیطان کی بے حیائی، بدکاری اور بداعمالی کو روکنے کی بجائے اس کی ہر خواہش کو بجا لانا کیوں فرض اولین سمجھتا ہے۔ ملکہ الیگزینڈر بھی اس کے اشاروں پر ناچ رہی ہے۔ اگر یہی صورت حال رہی تو ملک کی حالت اور ناگفتہ بہ ہو جائے گی بدامنی اور قحط کا دور دورہ ہو جائے گا اور فوج ایک بے مقصد لڑائی لڑتے لڑتے تھک جائے گی۔ لہذا میرا منصوبہ ہے کہ ملک کو بچایا جائے۔ بے حیائی اور بدامنی کو ختم کیا جائے اور اس کے لئے صرف اور صرف ایک راستہ باقی ہے اور وہ ہے راسپوٹین کا قتل خواہ اس کا نتیجہ ہمارے حق میں ہو یا خلاف۔ لہذا طے پایا کہ راسپوٹین کو یوسوسوف کے محل میں زہر دیا جائے اور سریع الاثر زہر سیانائیڈ شراب اور کیک میں شامل کر کے اسے خوبصورت لڑکی کا جھانسہ دے کر دعوت میں بلایا جائے۔ زہر مہیا کرنے کے لئے پورشکیوچ کا انتخاب کیا گیا یہ شخص روس کی ریڈ کراس تنظیم کا سربراہ تھا اور اس نے ٹرین میں گشتی شفاخانہ کھول رکھا تھا جو دن رات دواؤں سے بھرا رہتا تھا۔ پورشکیوچ کے مان جانے کے بعد ٹرین کے انچارج ڈاکٹر

یزووٹ جو پولینڈ کا باسی تھا اور راسپوٹین کے نام سے بھی نفرت رکھتا تھا کو اعتماد میں لیا گیا۔ قابل اعتماد اشخاص مل جانے کے بعد اکتوبر ۱۹۱۶ء میں اس منصوبہ کو آخری شکل دی گئی۔

اس دوران پرنس یوسوسوف نے مونیا کے ذریعے راسپوٹین سے گہری دوستی کر لی کیونکہ مونیا نے پرنس کو یقین دلایا تھا کہ فادر گریگوری تم کو بہت پسند کرنے لگے ہیں اور تم سے ملاقات کے بڑے مشتاق ہیں۔ فادر گریگوری تمہاری طرح خانہ بدوشوں کے گیت بہت پسند کرتے ہیں اور تم سے بربط پر یہ گیت سننا چاہتے ہیں۔ پرنس کے لئے یہ نادر موقعہ تھا لہذا اُس نے موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بربط پر خانہ بدوشوں کے گانے سنا کر راسپوٹین کے دل میں اپنا مقام بنا لیا۔ وہ راسپوٹین سے اولاد کے لئے دعائیں منگوانے لگا۔ اُس نے بڑے رازدارانہ انداز میں راسپوٹین کو بتایا کہ وہ قوت مردی سے محروم ہے اور اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ اولاد پیدا کر سکے یہ ذکر کرتے ہوئے وہ دانستہ طور پر اپنی بیوی آئرینا کا ذکر مونیا کے سامنے راسپوٹین سے کرتا اور مونیا آئرینا کے حسن و جمال اور عادات و خصائل کی جی بھر کر تعریف کرتے ہوئے کہتی کہ وہ نہائت حسین و جمیل، سحر طراز اور دلنواز لڑکی ہے شاید پری زاد ہے اس کا جسم ایک شاہکار کی مانند بے عیب اور نہائت ملائم ہے اس کے ہاتھ ریشم کی طرح نرم اور وہ خود ایمان کو متزلزل کر دینے کی حد تک معصوم اور حسین ہے یقین جانیئے فادر کہ وہ مشابہت میں وینس بہار کی دیوی ہے۔ جب مسکراتی ہے تو آنکھوں سے اودھے اودھے اور نیلے نیلے رنگ جھلکتے ہیں۔ اس کے دونوں رخساروں پر ننھے ننھے گڑھے پڑ جاتے ہیں جو اس کے حسن کی چاشنی کو دوبالا کر دیتے ہیں۔ اس کے لمبے لمبے عطرفشاں بال کمر تک پھیلے ہوئے ہیں۔ اس کا چہرہ نہائت خوبصورت اور شاداب ہے۔ قدم قدم پر نشہ بکھیرتی ہے۔ لیکن اولاد کی خواہش اس کنول کے پھول کو اُداس رکھتی ہے اور یہ اُداسی پرنس کو غمگین کر دیتی ہے۔

اس موقعہ پر وہ مونیا کی طرف دیکھ کر کہتا کہ "قدرت نے عورت کو بنانے میں چاند سے چمک، سمندر سے گہرائی، موجوں سے روانی، ستاروں سے جھلملاہٹ، سورج

سے گرمی، شبنم سے طراوت، سیماب سے بیقراری، گلاب سے رنگینی و دلکشی، شہد سے حلاوٹ، خرگوش سے حیا اور قمری سے نغمہ لعد خود اپنی جانب سے اس میں محبت ڈالی اور یہ قدرت کا بہترین عطیہ ہے اور ان تحفوں میں تم اور ایرنیا بھی ایک انمول تحفے ہو۔ حسن وہ چیز ہے جسے دیکھ کر کچھ دینے کو جی چاہے اور دل کی گھرائیوں سے کوئی چیز نکلتی محسوس ہو۔ حسن خوشی اور غم کا سنگم ہوتا ہے۔ اور یہ عورت کو عرش سے قریب تر کر دیتا ہے۔ عورت کا عرش خدا کا عرش ہوتا ہے۔ راسپوٹین ان موقعوں پر آئرینا سے ملنے کی شدید خواہش کرتا جسے پرنس کسی نہ کسی بہانے سے ٹال دیتا۔ اس دوران پرنس نے اپنے محل کے نیم تاریک تہہ خانے کو صاف کروا کر اس کی مرمت کروائی اور اسے ہر آسائش سے مزین کروایا ان تمام کاموں کی تکمیل کے بعد پرنس نے ۱۶ ستمبر ۱۹۱۶ء کو راسپوٹین کو اپنے محل میں شام کو آنے کی دعوت دی۔

۱۶ ستمبر ۱۹۱۶ء کو راسپوٹین سارا دن اپنے روزمرہ کے کاموں میں مصروف رہا اور رات کو اپنی سیکرٹری ڈوینا کو بتایا کہ وہ شام کو کہیں باہر کھانا کھائے گا۔ شام کو خوابگاہ میں لیٹے ہوئے اس نے تصورات میں آئرینا کے روحانی علاج کے لئے پروگرام ترتیب دیا اور رازداری کے پیش نظر کسی تیسرے فرد کو بتائے بغیر رات ساڑھے گیارہ بجے محل میں جانے کا فیصلہ کیا۔ وہ سوچوں میں گم تھا کہ روس کے نئے وزیر داخلہ نے اسے ٹیلی فون پر آگاہ کیا کہ کچھ لوگ اس کی جان لینے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن راسپوٹین نے یہ کہتے ہوئے ٹیلی فون بند کر دیا کہ:

"زندگی کی حقیقت کو پانا ہی زندگی ہے۔ زندگی کے یہ چند سال دائمی زندگی کی ایک گھڑی کے برابر بھی نہیں۔ دنیا کی یہ چند روزہ زندگی اپنے تمام ساز و سامان کے ساتھ ایک خواب ہے اُس بیداری سے پہلے سے پہلے کا خواب جسے ہم موت سے تعبیر کرتے ہیں اور اُس سے ڈر کے رہتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود مجھے مارنے والے کبھی کامیاب نہیں ہوسکتے ان کے ہاتھ اتنے لمبے نہیں کہ میری گردن تک پہنچ سکیں۔"

ڈوینا کہتی ہے کہ ٹھیک ساڑھے گیارہ بجے ایک طویل القامت شخص لمبے سیاہ کوٹ اور سیاہ ٹوپی میں ملبوس راسپوٹین کی خوابگاہ کے پچھلے دروازے پر کھڑا تھا اور اس نے ٹوپی اور کوٹ کے کالروں میں اپنا منہ چھپا رکھا تھا۔ راسپوٹین اس شخص کے ساتھ کار میں سوار ہو کر چلا گیا۔

راسپوٹین کو تہہ خانے میں لے جایا گیا۔ تہہ خانے میں صرف پرنس یوسوسوف نے اس کا استقبال کیا۔ کمرہ مچھلی کی خوشبو سے مہکا ہوا تھا اور شراب کی درجنوں بوتلیں موجود تھیں۔ پرنس نے راسپوٹین کو بتایا کہ یہ مچھلی خاص طور پر ڈنمارک سے منگوائی گئی ہے اور یہ شراب اس کی ذاتی نگرانی میں کشید کردہ ہے۔ راسپوٹین نے جی بھر کر مچھلی کھائی، شراب پی اور پرنس یوسوسوف سے مخاطب ہو کر کہا کہ:

"لوگ مجھے جادوگر کہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ میں صرف شہروں کو خاک کے تودوں، آبادیوں کو لق و دق صحرا اور بارونق ملکوں کو ہولناک قبرستان بنانے کی صلاحیت رکھتا ہوں۔ مگر وہ یہ نہیں سمجھتے کہ میں بہترین تعبیر گو اور عیسیٰ دوراں ہوں۔ پُراسرار روحانی طاقتوں اور قوتوں کا مالک ہوں۔ اللہ نے مجھے ہدائت کار بنایا ہے اور امن و نجات کی کلید میرے ہاتھ میں دی ہے۔ دنیا و آخرت میں میرا مقام بہت بلند ہے اور میں خدا کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں۔

سنو! جو لوگ عورت کو فتنہ قرار دیتے ہیں اور اسے اخلاق فاضلہ کی بنیادوں کے انہدام کا سب سے بڑا سبب سمجھتے ہوئے مکر کی بیٹی، شیطان کا آلہ اور امن و سلامتی کا دشمن سمجھتے ہیں وہ خدا کی محبت کا مذاق اڑاتے ہیں اور جو لوگ عورت سے نفرت کرتے ہوئے اسے شیطانی سحر، مجسم فریب ناپاک اور ناقابل اعتبار گردانتے ہیں وہ دراصل عورت سے نہیں خدا کی محبت سے نفرت کرتے ہیں۔ عورت کائنات میں سب سے زیادہ خوبصورت اور

انسانی راحت کا اعلیٰ سرچشمہ ہے۔ انسان کی انسانیت اس کے طفیل ہے عورت فرشتوں سے زیادہ بندگی گزار پیکر، بے مثال، نیلگوں فلک کا درخشندہ و تابندہ ستارہ، ایک گوہر بے بہا، جوہر نایاب، محبت کا خزینہ، تمناؤں کی جان، آرزوں کا ایمان ہے جسے قدرت نے حسن و جمال کی معصومیت اور عشق و محبت کی پاکیزہ روح قرار دیا۔ عورت گل مسرت کی لطیف خوشبو، نگاہ مضطرب کی تسکین اقلیم حیات کی ملکہ، بہار کی جان، حیات کی روح، بیتاب کی تمنا اور درد کی دوا ہوتی ہے۔"

پھر پرنس یوسوسوف کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا کہ:

"مجھے اس آسمانی ہستی اور آفرینش کے تاج کے پاس لے چلو جو آفریدہ آسمان ہے۔ ہم اس تصور کو دیکھنا چاہتے ہیں جس میں ساری دنیا دیکھی جاسکتی ہے۔ اس کتاب کو پڑھنا چاہتے ہیں جس میں ساری دنیا کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ جس کا دل بظاہر سمندر کی خاموش سطح دکھائی دیتا ہے مگر باطن گہرائیوں میں طوفان کی طرح انگڑائیاں لے رہا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ وہ محبت کی دیوی ہے وہ رات کا تارا اور صبح کا ہیرا ہے۔ ہم اس کی جھولی کو خوشیوں سے بھر دیں گے اور ایسا نور عطا کریں گے جس کی مثل زمین و آسمان میں نہیں ہوگی۔"

راسپوٹین بدمستی میں آئرینا کی تعریف کرتے کرتے فحش کلامی پر اتر آیا جسے پرنس یوسوسوف نے بڑے صبر سے برداشت کیا۔ اس لمحے دلمسٹری کے آدمی وہ خاص شراب کی بوتل لے کر آئے جس میں زہر ملا ہوا تھا۔ پرنس یوسوسوف نے راسپوٹین کو مخاطب کرتے ہوئے نہایت مودبانہ لہجے میں کہا کہ شہزادی صاحبہ خوابگاہ میں مقدس باپ کی راہ دیکھ رہی ہیں۔ یہ ان کے نام کا آخری جام نوش فرماتے ہوئے انہیں روحانیت سے مستفید فرمائیں۔ راسپوٹین نے کھڑے کھڑے یہ ساری شراب کی بوتل

پی اور سب حیران تھے کہ راسپوٹین اتنا زہر پینے کے باوجود زندہ ہے لہذا پرنس اور ڈیوک نے اپنے ریوالوروں کی تمام گولیاں راسپوٹین کے جسم میں اُتار دیں۔ گولیوں کی آواز سن کر گشت پر موجود سپاہی نے تمام صورت حال سے حکام بالا کو مطلع کیا۔ گولیاں کھانے کے بعد راسپوٹین لڑکھڑایا۔ پرنس کے دوست ڈمٹری نے اس پر خنجر کے پے در پے وار کئے اور خنجر دستے تک راسپوٹین کی پیٹھ میں اتار دیا۔ تھوڑی دیر بعد راسپوٹین گر پڑا۔ پرنس نے ڈنڈے سے اس کو کوپھڑی کو پاش پاش کر دیا۔ پرنس، ڈیوک اور ان کے دوسرے ساتھی راسپوٹین کو اٹھا کر دریائے نیوا (NEYA) کے کنارے پر لے گئے۔ اس وقت بھی راسپوٹین کی جان میں رمق تھی راسپوٹین نے اپنا ایک ہاتھ بلند کیا اور سینے پر صلیب کا نشان بنایا۔ پرنس نے اسے سخت بُرا بھلا کہا اور اپنے ساتھیوں کی مدد سے اسے رسیوں سے باندھ کر دریا میں پھینک دیا۔

صبح سورج کے چڑھتے ہی راسپوٹین کے گھر ملاقاتیوں کی بھیڑ شروع ہو گی یہ سب راسپوٹین کے منتظر تھے۔ دس بجے تک جب اس کی کوئی اطلاع نہ ملی تو ڈونا نے ٹیلی فون پر مونیا اور اینا پرو بودا کے گھروں سے پتہ کیا۔ اور جب کہیں سے بھی مثبت جواب نہ ملا تو ملکہ کو اُس کی گمشدگی کی اطلاع دی گئی۔ تمام خفیہ پولیس اور جاسوس حرکت میں آ گئے اور لمحہ لمحہ کی اطلاعیں ملکہ تک پہنچائی جانے لگیں۔ گشت پر موجود سپاہی کی رپورٹ پر پرنس یوسوسوف کے محل کی تلاش لی گئی تہہ خانے سے صحن تک خون کے نشان پائے گئے۔ دوپہر کے قریب راسپوٹین کی جرابیں اور دستانے دریائے نیوا کے پیٹر دوسکی کے پل پر سے ملے۔ چنانچہ غوطہ خوروں کو طلب کیا گیا اور راسپوٹین کی لاش کو یخ بستہ سطح میں تلاش کرنے کا حکم دیا گیا دو روز کی مسلسل جدوجہد کے بعد لاش ملی۔ اس کے ہاتھ پاؤں رسیوں سے بندھے ہوئے تھے۔ جسم پر گولیوں کے علاوہ خنجر کے زخم موجود تھے۔ جب راسپوٹین کی لاش کا معائنہ کروایا گیا تو معلوم ہوا کہ اس کی موت ڈوبنے سے ہوئی تھی ڈاکٹر آج تک حیران ہیں کہ زہر خوانی، پستول کی گولیوں کے لگنے، خنجر کے پے در پے وار اور کھوپڑی کے پاش پاش ہونے کے باوجود راسپوٹین کیسے زندہ رہا؟ اُس کی آنکھیں کھلی تھیں اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ وہ کہہ رہی

ہوں کہ ہر چیز اس لیئے مرتی ہے کہ دوبارہ اپنے ساتھ نئی تخلیق لائے پھل مرتا ہے کہ اس سے درخت پیدا ہو اور درخت مرتا ہے کہ پھل پیدا کرے۔ ہر چیز مرتی ہے کہ وہ اپنے اصل کی طرف لوٹے۔ زندگی رفتن ہے اور موت آمدن، زندگی لباس ہے اور موت عریانی، زندگی ایک کھلا خیال ہے اور موت ایک پوشیدہ راز۔ یہ دنیا مجھ سے اس لئے اجنبیت برتتی تھی کہ میں فرشتوں کی زبان سے عالم باطل کی سنی ہوئی کہانی اُن کی زبان میں ان کو سناتا تھا۔ میں دولت جمع کرنے کا حریص نہ تھا اور کمزوروں کا خون چوسنے سے گریز کرتا تھا۔ آہ۔ انسان کتنا جاہل ہے۔"

زار اس وقت محاذِ جنگ پر تھا۔ اسے جیسے ہی علم ہوا وہ واپس دارالحکومت پہنچا۔ زار اور زارینہ اس موت سے انتہائی سوگوار تھے۔ ۲۱ ستمبر ۱۹۱۶ء کو راسپوٹین کو زار اور زارینہ کی موجودگی میں نن اکولینا نے نہلایا، کفن پہنایا اور پورے شاہی اعزازات کے ساتھ زار سکوسیلو کے باغ میں دفن کیا گیا۔ اس طرح راسپوٹین کا کوکب اقبال زوال و فنا کی شفق میں غروب ہو گیا۔ اس موقعہ پر شاہی خانوادہ کے علاوہ راسپوٹین کے اہل خانہ، کابینہ کے وزراء اور چند معزز خواتین بھی موجود تھیں۔ راسپوٹین کے قاتلوں کو شاہی خاندان کے افراد ہونے کے ناطے اور عزیز و اقربا کی رحم بھری اپیلوں کے باعث دور دراز علاقوں میں جلاوطن کر دیا گیا۔ شاہ اور ملکہ بڑے اُداس تھے۔ دونوں ملکی حالات کو راسپوٹین کی پیشنگوئی کے تناظر میں دیکھ رہے تھے۔

۱۹۰۷ء اور ۱۹۱۴ء کے درمیان سٹالپن کی اصلاحات کی وجہ سے ۲۰ لاکھ کسانوں اور ان کے خاندانوں کو زمینیں مل گئیں۔ جنگ کے دوران ۱۹۱۴ء سے ۱۹۱۷ء تک اصلاحات جاری رہیں۔ جنوری ۱۹۱۶ء تک ایک کروڑ ۶۰ لاکھ میں سے ۶۲ لاکھ خاندان ان اصلاحات سے مستفید ہوئے۔ چنانچہ ۱۹۱۷ء میں جب لینن نے زمینوں کا نعرہ لگایا تو اس وقت تک تین چوتھائی زمین کسانوں کی ملکیت زار کے ان قوانین کی وجہ سے بن چکی تھی۔

منشویک روس میں تخریبی سرگرمیوں میں مشغول تھے۔ ان کا پہلا مقصد زار کا تختہ الٹنا تھا انہوں نے جنوری ۱۹۱۷ء میں مواصلات وزارت رسد اور محکمہ ٹرانسپورٹ میں

تخریب کاری کی۔ جس کی وجہ سے سینٹ پیٹرز برگ میں غذا کا قحط پڑ گیا۔ فروری ۱۹۱۷ء میں غذا کی راشن بندی ہوئی۔ ۵ مارچ کو بے چینی شروع ہوئی۔ روٹی کے لیئے قطاریں بڑھتی گئیں۔ ۶ مارچ کو بے روزگار لوگ سڑکوں پر آ گئے۔ کاسک دستے کنٹرول سنبھالنے کے لئے منگوائے گئے۔ اس وقت زار محاذِ جنگ پر افواج کے معائنے میں مشغول تھا۔ مارچ کو منشویک پارٹی کے یہودی لیڈروں نے عورتوں کے ایک مظاہرے کو منظم کیا۔ یہ عورتیں روٹی کے قحط کے خلاف احتجاج کر رہی تھیں۔

۸ مارچ کو عورتوں نے مظاہرہ کیا۔ انقلابی رہنماؤں نے اس موقع پر مختلف چھوٹے چھوٹے مظاہرے کروائے۔ مختلف گروہ انقلابی نعرے لگاتے ہوئے اور سرخ جھنڈے لہراتے ہوئے شہر کے مختلف حصوں میں پھیل گے۔ کاسک نے مظاہرے منتشر کر دیے۔ لیکن خصوصی احکام کے تحت فائرنگ نہ کی گئی۔ ۹ مارچ کو پھر مظاہرے ہوئے اور مظاہرین نے رہنماؤں کی ہدایات پر راتوں رات تمام شہر کے خفیہ مقامات پر مشین گنیں نصب کر دیں۔ تشدد پسند اور تخریب کار لوگ میدان میں آ گئے اُنہوں نے گھروں کی کھڑکیاں توڑ ڈالیں اور لڑائی شروع ہو گئی۔ انقلابیوں نے پہلے سے طے شدہ منصوبے کے مطابق خفیہ مقامات سے فائر کئے۔ مظاہرین نے پولیس پر حملے کئے۔ انہوں نے پولیس پر الزام لگایا کہ وہ عوام کو قتل کر رہی ہے۔ اُنہوں نے زبردستی جیلوں کو توڑ کر قیدیوں کو رہا کروا لیا۔ ۱۱ مارچ کو زار کو پیغام بھجوایا گیا کہ حالات سنگین صورت حال اختیار کر چکے ہیں۔ زار نے یہ تار پڑھتے ہی حکومت کو ختم کر دینے کے احکامات جاری کئے۔ اس طرح اس نے اپنے ہی وفادار گروہ کو اپنے ہاتھوں ختم کر ڈالا۔ ۱۲ مارچ کو معزول شدہ حکومت کے صدر نے زار کو مایوسی کے عالم میں ایک اور تار دیا اس نے کہا آخری وقت آن پہنچا ہے۔ ہمارے عزیز وطن اور شاہی خاندان کی قسمت کا فیصلہ ہونے والا ہے۔

۱۲ مارچ کو کئی رجمنٹوں نے بغاوت کر دی اور اپنے افسروں کو مار ڈالا۔ غیر متوقع طریقے سے سینٹ پیٹر اور سینٹ پال کے قلعوں سے ہتھیار ڈال دیئے گے۔ سپاہ کی اکثریت نے انقلاب میں شرکت کی۔ چھاؤنی کے ہتھیار ڈالنے کے بعد ۱۲ افراد پر

مشتمل حکومت بنی۔ اس عارضی حکومت نے نومبر ۱۹۱۷ء میں لینن کے بالشویکوں کے تختہ الٹنے تک حکومت کا کام کاج چلایا۔

ملک کے حالات بگڑے اور خونیں انقلاب کے بعد ۱۵ مارچ ۱۹۱۷ء کو زار روس کو تخت سے دستبردار ہونا پڑا۔ اس وقت ملکہ نے زار روس کو راسپوٹین کی وہ پیشنگوئی پڑھ کر سنائی جس میں لکھا گیا تھا کہ "مجھے معلوم ہے کہ ابلیس کے گماشتے مجھے تم سے جُدا کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں لیکن ان کی ایک نہ سنو اگر میں تم سے جُدا ہو گیا تو چھ ماہ کے اندر اندر نہ صرف تم اپنا آپ کھو بیٹھو گے بلکہ تخت و تاراج بھی تم سے چھن جائے گا" اور یہ پیشنگوئی حرف بہ حرف درست ثابت ہوئی۔

۲۱ مارچ ۱۹۱۷ء کو انقلابی راسپوٹین کی قبر کھود کر تابوت کو جنگل میں لے گئے اور وہاں آگ کے ایک بڑے الاؤ میں اس کی لاش کو پھینک دیا گیا۔ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا کہ روس کے ساحر عظیم، بیک وقت ولی اور شیطان، ناقابل شکست مرد آہن اور لاکھوں دلوں اور دماغوں پر حکومت کرنے والی شخصیت کا آخر کار انجام اتنا بھیانک اور دردناک ہو گا۔